خواتین کی نعت گوئی

راجا رشید محمود

خواتین کی نعت گوئی

راجا رشید محمود

نعت کدہ
اظہر منزل نیو شالامار کالونی ملتان روڈ لاہور، کوڈ: ۵۴۵۰۰

خواتین کی نعت گوئی

از
راجا رشید محمود
ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
صدر ایوانِ نعت (رجسٹرڈ) لاہور
سینئر ماہرِ مضمون۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ۔ گلبرگ ۳۔ لاہور

محرک — نسرین اختر
پروف ریڈر — شہناز کوثر۔ شمیم اختر۔ کوثر پروین
اشاعتِ اول — جولائی ۱۹۹۵
ضخامت — ۴۳۲ صفحات
مطبع — جیم پرنٹرز، لاہور
ناظمِ طباعت — اظہر محمود
ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
ایڈیٹر ہفت روزہ "اخبارِ عام" لاہور
قیمت — ایک سو ساٹھ روپے

ناشر
اختر محمود
نعت کدہ
اظہر منزل، نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ، لاہور
کوڈ: ۵۴۵۰۰

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ
سے منسوب اشعار

وَ اَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَ اَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

کی خالق

بنی زہار کی خاتون صحابیہ رضی اللہ عنہا

کے نام

گُل فشان و عطر بیز و عنبر افشاں ہو گیا
وہ قلم جو نغمۂ نعتِ نبی ﷺ گانے لگا
مدح میں اس کی ہوئے نغمہ سرا حُور و مَلک
وہ زباں جس پر نبی ﷺ کا نام جاری ہو گیا

راجا رشید محمود

فہرست

مقدمہ

حضور رحمتِ ہر عالم، نورِ مجسم ﷺ کی اس دُنیائے آب و گل میں تشریف آوری کے بعد، سب سے پہلے اشعار آپ ﷺ کے دادا جان، حضرت عبدالمطلبؓ کے ملتے ہیں۔ ان کے بعد حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی والدۂ کریمہ سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے وہ نعتیہ اشعار ہیں جو انھوں نے اس وقت کہے جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور سید الکونین ﷺ کو لے کر چلی تھیں۔

أُعِیْذُہٗ بِاللّٰہِ ذِی الْجَلَالِ
مِنْ شَرِّ مَا مَرَّ عَلَی الْجِبَالِ
حَتّٰی أَرَاہُ حَامِلُ الْحَلَالِ
وَیَفْعَلُ الْعُرْفَ إِلَی الْمَوَالِیْ
وَغَیْرِہِمْ مِنْ حَشْوَۃِ الرِّجَالِ

(میں اپنے بیٹے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں، اُس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے شتر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور درماندہ لوگوں کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے والا ہے)۔ (۱)

ارشاد شاکر اعوان نے ان اشعار کے بارے میں لکھا ہے کہ شاید "ظہورِ قُدسی" کے بعد آپ ﷺ کی شان میں کہے گئے انھی اشعار کو اولیت حاصل ہے۔(۲) پروفیسر محمد اقبال جاوید بھی ان اشعار کو ولادتِ نبوی ﷺ کے بعد سے تعلق رکھنے والی اولین نعت قرار دیتے ہیں(۳) لیکن یہ بات دُرست نہیں بلکہ حضرت عبدالمطلبؓ کے وہ اشعار جو حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبری سنتے ہی، انھوں نے سرکار ﷺ کو گود میں اٹھا کر خانۂ کعبہ میں لے جا کر کہے،(۴) ولادت کے بعد اولین نعتیہ اشعار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۵)

البتہ ولادتِ نبوی ﷺ کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے اِن اشعار کو ثانوی حیثیت ضرور حاصل ہے' نیز خواتین میں سب سے پہلے نعتیہ اشعار یہی ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ حضور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادتِ مبارک کے قریباً ایک ماہ بعد جو نعتیہ اشعار کہے گئے' وہ حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی والدۂ ماجدہ کے ہیں۔ اور یوں' خواتین کی نعت گوئی کی ابتدا اس عظیم ہستی سے ہوئی جو سرکار ﷺ کے اس دنیائے کائنات میں تشریف لانے کا باعث ہیں' جو حضورِ پُر نور ﷺ کی والدۂ پاک تھیں۔

جب مدینۂ منورہ سے واپسی کے سفر میں ابواء کے مقام پر سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی طبیعت ناساز ہوئی تو انھوں نے جو اشعار پڑھے' وہ بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ترجمہ ہے۔ "میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ حل اور حرام سب جگہ آپ ﷺ نبی ہوں گے۔ آپ ﷺ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دینِ اسلام پر مبعوث کیا گیا ہے۔" علامہ زرقانی نے "شرح مواہبُ اللدنیہ" میں لکھا ہے کہ ان اشعار کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نثر میں بھی حضور ﷺ کی تعریف کی۔(۶)

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نام کے ساتھ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ "آپ ﷺ کی والدۂ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے چند اشعار بھی آپ ﷺ کی مدح میں کہے گئے اولین نمونۂ نعت میں شمار کیے جا سکتے ہیں جنھیں خواتین نے لکھا"۔(۷) ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "برّصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری" میں حضرت حلیمہؓ کی لوری نقل کی ہے (۸) نیز حضور رسولِ اکرم ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ حضرت شیما بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی لوری بھی نقل کی ہے۔ (ترجمہ) "اے اللہ! تو ہمارے محمد ﷺ کو باقی رکھ' یہاں تک کہ میں ان کو جوان دیکھوں۔ پھر انھیں سردار دیکھوں' اور آپ ﷺ کے دشمن اور حاسد برباد ہو جائیں اور حضور ﷺ کو ایسی عزت اور غلبہ عطا کر جسے دوام حاصل ہو۔(۹)

حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے لے جانے سے پہلے اور واپس لانے کے بعد جس خاتون نے ہر پرورش کرنے والے کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کی خدمت کی' وہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ واحد ہستی ہیں جو حضور ﷺ کی پیدائش مبارک' لڑکپن' شباب' وقتِ نبوت اور حتیٰ کہ وصال تک آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔(۱۰) طبقاتِ ابنِ سعد میں حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے مرثیے کے پانچ اشعار درج کیے گئے ہیں۔(۱۱)

ان کے علاوہ بہت سی صحابیات (رضی اللہ عنھن) کے نعتیہ اشعار تاریخ و سِیَر کی کُتُب میں محفوظ ہیں۔ حضور فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلبؓ (م بیس ہجری) کے مرثیے کے آٹھ اشعار علامہ یُوسُف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "المجموعۃ النبھانیہ فی المدائح النبویہ" میں نقل کیے ہیں۔(۱۲) یٰسین اختر مصباحی نے "الاستیعاب" کے حوالے سے ان کے دس اشعار درج کیے ہیں۔(۱۳) ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے طبقات کے حوالے سے ان کے ۱۲۔ اشعار شاملِ مقالہ کیے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری پھوپھی حضرت اروٰیؓ بنتِ عبدالمطلبؓ کے چار اشعار طبقاتِ ابنِ سعد میں ملتے ہیں (۱۴) لیکن ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی نے الاستیعاب اور الطریف کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ اشعار بھی حضرت صفیہؓ ہی کے ہیں۔(۱۵) ڈاکٹر ریاض مجید نے جن صحابیات کے کہے ہوئے مختصر مرثیوں کو نعتِ صحابیات کے مطالعے میں ایک خاص حیثیت کا حامل بتایا ہے' ان میں حضرت عاتکہؓ بھی شامل ہیں۔(۱۶) لیکن ڈاکٹر صاحب نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ حضرت عاتکہ بنتِ عبدالمطلب (حضور ﷺ کی پھوپھی) ہیں یا عاتکہ بنتِ زید بن عمرو بن نفیل (حضرت فاروقِ اعظمؓ کے بہنوئی حضرت سعیدؓ بن زید کی بہن) یا عاتکہ اُمِ معبدؓ (جنھوں نے حضور ﷺ کا پہلا سراپا بیان کیا)۔ کیونکہ ابنِ سعد نے حضرت عاتکہ بنتِ عبدالمطلب کے آٹھ نعتیہ اشعار نقل کیے ہیں۔(۱۷) طبقات ہی میں حضرت عاتکہ بنتِ زید بن عمرو کا ایک شعر درج ہے (۱۸) اور حضرت اُمِ معبد (عاتکہ بنتِ خالد الخزاعی رضی اللہ عنہا) نے میرے آقا

حضور ﷺ کا جو حلیۂ مبارک بیان کیا' وہ ابنِ ہشام کی سیرت کامل میں اور البدایہ والنہایہ میں درج ہے۔ اس کا ترجمہ علامہ شبلی نعمانی نے "سیرت النبی ﷺ" میں اور قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے "رحمتہ للعالمین ﷺ" میں لکھا ہے۔ وہ اگرچہ نظم میں نہیں ہے لیکن بہت اچھی نعت ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے اسے "اُمِ معبد کی نعت" کے عنوان سے درج کیا ہے۔(۱۹)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے جو دو دالیہ اشعار شفیق بریلوی نے اپنے انتخاب میں شامل کیے' وہی "نقوش" کے انتخاب میں نقل کیے گئے ہیں۔(۲۰) ارشاد شاکر اعوان نے ان کے دو ہمزیہ اشعار نقل کیے ہیں (۲۱) اور دالیہ قصیدے کے دو اشعار (۲۲) میں "لوامی زلیخا" کو مکمل نظر لکھا ہے۔(۲۳)

حضور سیدِ عالم و عالمیان ﷺ کی پیاری بیٹی' خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مرثیے کے دو اشعار علامہ نبہانی نے "المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ ﷺ" میں نقل کیے ہیں۔ یٰسین اختر مصباحی نے شرح المواہب الزرقانی کے حوالے سے مرثیے کے تین مزید اشعار نقل کیے ہیں۔(۲۴) ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں العقد الفرید' دیوانِ علی' علامہ نبہانی کی حجتہ اللہ علی العالمین' ابنِ جوزی کی الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ اور مدارج النبوت کے حوالے سے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گیارہ اشعار درج کیے ہیں۔(۲۵)

شفیق بریلوی نے سیّدہ فاطمہؓ کے مرثیے کے دو اشعار کے علاوہ قصیدہ نونیہ کے چار اشعار دیے ہیں (۲۶) یہی چھ اشعار "نقوش" نے نقل کیے (۲۷) "الرشید" میں دیوانِ علیؓ کے حوالے سے قصیدہ نونیہ کے پانچ اشعار درج کیے گئے ہیں۔(۲۸) سید آلِ احمد رضوی نے اپنے مضمون "نعت کا سفر" میں ان میں سے ایک شعر نقل کیا ہے۔(۲۹)

حضرت قتیلہؓ بنت الحارث القرشیہ کے دو اشعار علامہ نبہانی نے "المجموعۃ النبہانیہ" میں دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے الاستیعاب' الاصابہ' اُسد الغابہ اور المجموعۃ النبہانیہ کے حوالے سے ان کے تین اشعار شاملِ مقالہ کیے ہیں۔ "الرشید" میں جمع الفوائد اور اُسد الغابہ کے حوالے سے حضرت رقیقہؓ بنت ابی صیفی کے چار اشعار اور

ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔(۳۰) طبقات ابنِ سعد میں ہند بنتِ اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب کے دو اشعار نقل کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے "المواہب اللدنیہ" کے حوالے سے ایک معمر خاتون کے نعتیہ اشعار دیے ہیں۔(۳۱) علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے بھی نامعلوم بزرگ صحابیہ کے تین اشعار نقل کیے ہیں۔

عام طور سے کتابوں میں یہی لکھا جا رہا ہے کہ جب حضور سرکارِ دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے یثرب پہنچے اور اسے مدینۃ النبی ﷺ بنایا تو وہاں کی لڑکیاں یہ استقبالیہ گیت گا رہی تھیں:

طلعَ البدرُ علینا
رمن ثنیاتِ الوداع
وجبَ الشکرُ علینا
ما دعا للہِ داع
ایہا المبعوثُ رفینا
جئتَ بالأمرِ المطاع (۳۲)

(پہاڑی کے اُس موڑ سے جہاں سے قافلے رخصت کیے جاتے ہیں' آج چودھویں کا چاند نکل آیا ہے۔ جب تک دنیا میں اللہ کا نام لیوا رہے گا' ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا۔ اے وہ ذاتِ پاک جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا ہے' آپ واجب الاطاعت حکم لے کر آئے ہیں) "البدایہ والنہایہ" میں دو شعر ہیں' ابنِ عساکر نے صرف پہلا شعر لکھا ہے اور بیہقی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جو روایت ہے' اس میں تینوں اشعار ہیں۔ ابنِ ہشام نے ان اشعار کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔

ارشاد شاکر اعوان کا کہنا ہے کہ اس موقع پر بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں جو استقبالیہ گیت پیش کیا تھا' وہ یہ تھا۔

نحنُ جوارٍ مِن بنی نجّار
یا حبّذا محمدًا مِن جار

اور "طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا" والے اشعار حضورِ اکرم ﷺ کے تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کے استقبال میں پڑھے گئے۔(۳۴) انھوں نے اس سلسلے میں ایک دلیل تو یہ دی ہے کہ بقولِ حافظ ابنِ قیم وداع کی گھاٹیاں شام کی طرف ہیں جنھیں مکہ سے مدینہ آنے والا نہیں دیکھتا' نہ اُدھر سے اس کا گزر ہوتا ہے۔ البتہ اگر اسے شام جانا ہو تو وہ اُدھر سے ہو کر جائے گا۔(۳۵) دوسری دلیل انھوں نے یہ دی ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے ان اشعار کو غزوۂ تبوک ہی سے منسوب کیا ہے۔(۳۶)

حقیقت یہ ہے کہ حافظ ابنِ قیم اور مولانا اشرف علی تھانوی کے علاوہ صاحبِ "البدایہ والنہایہ" نے بھی ان اشعار کو تبوک سے واپسی ہی سے متعلق بتایا ہے۔(۳۷) ان کے علاوہ علامہ قسطلانی نے "المواہبُ اللدنیہ" میں بھی یہی کہا ہے۔(۳۸) نیز عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے بھی یہی مؤقف اختیار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "صاحبُ الہدیٰ" لکھتے ہیں۔ بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شعر آپ ﷺ کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے پر پڑھے گئے تھے۔ مگر یہ کھُلا ہوا وہم ہے کیونکہ "ثنیۃ الوداع" شام کے راستے پر ہے۔(۳۹)

مغالطوں کے سلسلے کی ایک اہم بات یہ ہے کہ حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب مشہور دو اشعار

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

کے بارے میں ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے لکھا ہے کہ اگرچہ جامعین نے ایسے اشعار حضرت حسانؓ کے دیوان میں شامل بھی کر دیے ہیں لیکن ان کے متعلق دوسری روایتیں ایسی ملتی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ یہ اشعار حضرت حسانؓ کے نہیں ہیں۔(۴۰)

"بغیۃ الاماثل" (۴۱) میں ہے کہ یہ اشعار کسی خاتون کے ہیں جو بنی نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضورِ پُرنور ﷺ کے دربارِ پُرانوار میں حاضر ہوئیں اور اپنے

جذباتِ عقیدت کو شعر کی صورت میں پیش کرنے کی اجازت پا کر یہ اشعار پڑھے۔(۴۲)

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی نے بھی ان اشعار کی حضرت حسان بن ثابتؓ سے نسبت کو مشکوک قرار دیا ہے۔(۴۳)

چنانچہ قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ مشہورِ زمانہ اشعار بھی کسی صحابیہؓ کے ہیں۔

دورِ صحابہؓ کے بعد بدقسمتی سے خاتون شعرا کا نعتیہ کلام محفوظ کرنے کی صورتیں پیدا نہ ہوئیں۔ بوجوہ خواتین نے شاید شعر بھی بہت کم کہے' کہے تو سامنے نہیں آئے۔ اسی لیے بعد کے ادوار میں شاعرات کی نعتیہ شاعری اشاعت پذیر نہیں ہوئی۔ جتنے نعتیہ انتخاب چھپے' ان میں بھی شاعرات کی نمائندگی بہت کم رہی۔ مثلاً" علامہ نبہانی کے "المجموعۃ النبہانیہ" میں ۲۵۰۹۱ نعتیہ اشعار ہیں۔ یہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ہے۔ اس انتخاب کے بارے میں ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں لکھا۔ "عہدِ مابعدِ صحابہؓ میں بھی چند خواتین کے نعتیہ نمونے ملتے ہیں جن میں سعدونہ بنتِ عصام کا نام قابلِ ذکر ہے۔ نبہانی نے اپنے نعتیہ انتخاب "المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ ﷺ" میں ان کا نمونۂ کلام دیا ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ "المجموعہ" میں سعدونہ اُمِ سعد بنتِ عصام الحمیریہ اندلسیہ القرطبیہ (۶۴۰ ہجری) کے قافیہ "ل" میں ۵ اشعار کے علاوہ عائشہ الباعونیہ الدمشقیہ کے قافیہ "ی" میں ایک سو ایک اشعار دیے گئے ہیں۔ لیکن زمانہ مابعدِ صحابہ کی صرف یہی دو خواتین نعت گو اس مجموعے میں موجود ہیں۔

"نعت لائبریری" میں الحاجہ صابرہ محمود العزی کا مجموعۂ کلام "نسائم السحر" موجود ہے جو ۱۹۸۵ء میں بغداد سے شائع ہوا۔ ۲۷۰ صفحات کی اس کتاب کی مختلف نظموں میں حضورِ اکرم ﷺ کا ذکرِ پاک موجود ہے۔ دو نظمیں "ذکری میلاد الرسول ﷺ" اور "فی مولد الهادی النبی ﷺ" تو میلادِ رسولِ پاک ﷺ سے متعلق ہیں۔(۴۴) یہ شاعرہ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئیں۔

ماہنامہ "التصوف الاسلامی" قاہرہ (مصر) کے جنوری ۱۹۹۴ / شعبان ۱۴۱۴ھ کے شمارے میں نبیلہ الجواہری کے نعتیہ مجموعے "مشوق الحبین فی حضرتِ سیّدُ المرسلین صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" پر اظہارِ خیال کیا گیا۔ عابد حسین شاہ' مہتمم بہاءُ الدین زکریاؒ لائبریری' چھبی' تحصیل چوا سیدن شاہ' ضلع چکوال نے مجھے اس کی عکسی نقل بھجوائی اور میں نے ماہنامہ "نعت" میں اس تبصرے کا ترجمہ (از پروفیسر ضیاءُ المصطفیٰ قصوری' گورنمنٹ ایف سی کالج' لاہور) چھاپ دیا۔ کتاب میں فتحِ مکہ پر ایک قصیدہ ہے اور قصیدۂ ہجرت' قصیدۂ اسرا' قصیدۂ الوداع وغیرہ اس کتاب کی زینت ہیں۔(۴۵)

فارسی نعت کے جتنے انتخاب سامنے ہیں اور جتنے مضامین اس سلسلے میں رسائل و جرائد میں طبع ہوئے' ان میں کہیں کسی خاتون نعت گو کا ذکر نہیں ملتا۔ سید ضیاء الدین دھشیری کا انتخاب ""نعتِ حضرت رسولِ اکرم ﷺ در شعرِ فارسی "۸۵۲+۳۶۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں کسی نعت گو خاتون کا ذکر نہیں۔(۴۶) میرزا مقبول بیگ بدخشانی اور ڈاکٹر عبدالغنی نے "ارمغانِ عقیدت" کے نام سے حمد و نعت و منقبتِ حضرت علیؓ پر مشتمل ایک انتخاب مرتب کیا جو بڑے سائز کے ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے اور کسی خاتون شاعرہ کا ذکر نہیں رکھتا۔(۴۷) "الرشید" کے نعت نمبر ۱۴۰۱ھ کے صفحہ ۴۰۰ سے ۵۱۲ تک فارسی نعتیں ہیں مگر کوئی نعت کسی خاتون کی نہیں ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر غازی کی صاحبزادی زیب النسا بیگم مخفی کے بارے میں مؤرخِ لاہور محمد دین کلیم قادری نے اپنے مضمون "لاہور کے نعت گو شعرا" میں لکھا کہ "دیوانِ مخفی" ان سے منسوب ہے جس کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ محمد دین کلیم نے ان کے دو نعتیہ اشعار بھی مضمون میں درج کیے۔(۴۸) میرے ذاتی ذخیرۂ کتب میں مطبع اسلامیہ سٹیم' لاہور کا طبع شدہ دیوانِ مخفی موجود ہے جو ۱۹۸ صفحات پر مشتمل ہے۔(۴۹) اس کے صفحہ ۲' ۳' ۴' ۱۳۲ تا ۱۳۷' ۱۵۰ تا ۱۶۷ پر بہت سی نعتیں ہیں۔(۵۰)

شفیق بریلوی نے شیخ محمد حسین ایرانی کی مؤلفہ "بہارستان" مطبوعہ تہران' ۱۳۲۷ھ کے حوالے سے "نوابہ مخفی" کا ذکر کیا ہے کہ ایران کی مشہور و معروف شاعرہ تھیں۔ ان کے والد مرزا محمد خاں تھے۔ مرزا محمد شہاب ایرانی نے ان کا دیوان مرتب کیا جس میں مختلف اصنافِ سخن پر ان کے اشعار شامل ہیں۔ ۱۳۰۸ھ میں فوت ہوئیں۔ شفیق

بریلوی نے ان کی دو فارسی نعتیں نقل کی ہیں۔(۵۱) "نورِ سخن" میں نور احمد میرٹھی نے بوارِق کے فارسی نعتیہ اشعار درج کیے ہیں۔(۵۲)

انگریزی میں مجھے مسز صفیہ سعید (ایم اے بی ٹی) کی ایک نعت ماہنامہ "دی میسج انٹرنیشنل" کراچی کے جنوری فروری ۱۹۸۲ کے شمارے میں ملی ہے۔(۵۳)

آج کا دور نعت کا دور ہے۔ دنیا بھر میں نعت کہی جا رہی ہے۔ اور' دنیا میں سب سے زیادہ فروغ نعت پاکستان میں ہوا ہے۔ چنانچہ پاکستان کی علاقائی زبانوں میں بھی نعت کا بہت چرچا ہے۔ پنجابی میں جو خواتین نعت کہہ رہی ہیں' ان میں ہاجرہ مشکور صابری (۵۴) شفقت سلطانہ (۵۵) خوشنودہ بیگم (۵۶) سعیدہ رشم' طلعت ناہید' مصباح ساجد (۵۷) کہکشاں ملک (۵۸) اُمِ سلمیٰ کوثر (۵۹) شائستہ جبیں (۶۰) رشیدہ سلیم سیمیں (۶۱) عمرانہ پروین عنبر (۶۲) بشریٰ رحمان (۶۳) ارشاد حزیں (۶۴) اور استانی مریم۔(۶۵) قابلِ ذکر ہیں۔

پشتو زبان میں بیگم جان' بی بی جانہ' پکھراج بی بی' حسن دارہ بی بی' حکم جان بی بی' حیات بیگم سیدہ کاکا خیل' رخسانہ بیگم' سعیدہ بی بی' سلطانہ بی بی' شگفتہ بی بی کاکا خیل' صفیہ قادریہ' عافیہ قادریہ' فاطمہ جان بی بی' فرزانہ انجم ایم اے پشتو' کلثوم' کوثر بیگم قادریہ' گل بی بی قادریہ' گل بی بی' مزاج بیگم' بودیہ قادریہ (لنگر بی بی) مہر قند بی بی' نسرین بیگم' نور بی بی' وجاہت بیگم شاہجہان (۶۶) اور بی بی نیک بخت (۶۷) نعت کہہ رہی ہیں۔

بلوچی میں سیدہ بانل دشتیاری کی ایک نعت ملتی ہے۔(۶۸)

"سندھی میں نعتیہ شاعری" ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی کی تالیف ہے جو تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کسی خاتون کی کوئی نعت نہیں ہے۔(۶۹) مجھے حکومتِ سندھ کے سندھی ماہنامہ "پیغام" کراچی کے ایک سیرت نمبر میں زیب النسا چانگ کی ایک سندھی نعت ملی ہے۔(۷۰)

پاکستان کی قومی زبان اردو میں بہت زیادہ نعت کہی جا رہی ہے۔ جولائی ۱۹۹۳ میں راقم نے اپنی کتاب "پاکستان میں نعت" مکمل کی جو ستمبر ۱۹۹۳ میں چھپی۔ اِس میں اُس وقت تک جتنے مجموعہ ہائے نعت کے بارے میں کم یا زیادہ معلومات ملیں' وہ ۲۰۷ تھے۔

ان میں سے جو کتابیں میں نے خود دیکھی ہیں' ان کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ اس میں کتنی نعتیں ہیں' نعتوں کے علاوہ کیا کچھ ہے اور کتنا ہے۔ کتاب کے صفحات بھی دیے ہیں۔ بعض صورتوں میں فنی استقام اور دیگر حقائق کا تذکرہ بھی کر دیا ہے۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ ایسے نعت گو شعرا کا ایک ایک شعر شاملِ کتاب کیا گیا ہے جن کے مجموعے نہیں چھپے۔ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۱۹ تک پاکستان میں شائع ہونے والے "انتخابِ نعت" کا ذکر کیا گیا۔ (۷) جن جرائد کے نعت نمبر شائع ہوئے' ان کے بارے میں مفصل معلومات فراہم کی گئیں اور کسی ایک کے بارے میں یہ نہیں لکھا کہ اس کے بارے میں کس کس نے کیا کیا تعریفی جملے لکھے ہیں۔

"پاکستان میں نعت" میں نعت کے حوالے سے چھپنے والے جرائد "نوائے نعت" کراچی اور ماہنامہ "حمد و نعت" کراچی کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن کے محض چند شمارے شائع ہو سکے۔ اور "ماہنامہ نعت" لاہور کا ذکر بھی ایک صفحے میں کیا گیا ہے جو جنوری ۱۹۸۸ سے باقاعدگی سے ہر ماہ ۱۲ صفحات پر' چار رنگے سرورق اور معیاری کاغذ اور طباعت کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور اس کا ہر شمارہ نعت و سیرت سے متعلق کسی موضوع پر خاص نمبر ہوتا ہے۔ (اس کی ادارت راقم السطور کے ذمے ہے)

کتاب میں رسائل و جرائد کے سیرت نمبروں کا ذکر بھی سن وار کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ کس جریدے میں کتنی نعتیں ہیں یا نعت کے بارے میں کون کون سا مضمون شامل ہے۔ نعت کے موضوع پر چھپنے والی کتابوں پر بھی ایک باب ہے اور مثلاً "نعت خوانی کے فروغ میں حصہ لینے والے نعت خوانوں' محافلوں' تنظیموں وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے (تمام تر خامیوں کوتاہیوں کے باوجود) پاکستان میں نعت پر ہونے والے کام کا ایک خاکہ سا سامنے آ جاتا ہے۔

ساڑھے سات سال سے ماہنامہ "نعت" کے لیے کام کرتے ہوئے "پاکستان میں نعت" کی تدوین کے دوران میں اور نعت کے سلسلے میں مزید کام کرتے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ خواتین خاص طور سے نظر انداز کی جا رہی ہیں۔ نعت گوئی کے حوالے سے ان کے کام کو یکجا ہونا چاہیے۔ زیرِ نظر کاوش اسی احساس کا نتیجہ ہے۔

اب تک کی صورتِ حال یہ ہے کہ پروفیسر سید یونس شاہ کی کتاب "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" (دو جلدیں) کے ۴۳۲+۴۱۵ صفحات میں کسی خاتون کی نعت گوئی کا ذکر نہیں ہے۔ (۷۱) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے اپنے پی ایچ ڈی کے مطبوعہ مقالے "اردو میں نعتیہ شاعری (۶۸۴ صفحات) کے باب ششم میں نواب اختر محل کا اور باب نہم "دورِ حاضر" میں زاہدہ خاتون' نور جہاں نور' انیسہ شروانی' رسول جہاں بیگم بیدل' نوشابہ خاتون اور تہنیت النسا بیگم تہنیت (۷ خواتین) کا ذکر کیا ہے۔ (۷۳)

ڈاکٹر ریاض مجید کا پی ایچ ڈی کا مقالہ "اردو میں نعت گوئی" ۷۱۸ صفحات پر مشتمل چھپا۔ ان میں سے صرف پانچ صفحات مستورات کے لیے مختص کیے گئے۔ (۷۴)

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری کی کتاب "اردو شاعری میں نعت" دو جلدوں میں ۴۷۲+۴۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف انیسہ خاتون' نوشابہ خاتون' تہنیت النسا بیگم' اور بی ڈی کا ذکر اور نمونہ کلام ہے اور نور جہاں بیگم' رسول جہاں بیگم اور محمودہ خاتون کے بارے میں ایک ایک فقرہ ہے۔ (۷۵)

گوہر ملسیانی کی کتاب "عصرِ حاضر کے نعت گو" (۷۶) اور سید محمد قاسم کی کتاب "پاکستان کے نعت گو شعرا" (حصہ اول) میں کسی خاتون کا ذکر نہیں ہے۔ (۷۷) سید افضال حسین نقوی فضل فتحپوری نے اپنی ۲۰۸ صفحات کی کتاب "اردو نعت: تاریخ و ارتقا" میں "پاکستان کی شاعرات" کے عنوان کے تحت ساڑھے پانچ صفحات میں ادا جعفری' مسرت جہاں نوری' پروین فنا سید اور وحیدہ نسیم کا ذکر کیا ہے۔ (۷۸)

انتخابِ نعت کی صورت بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ رسائل و جرائد کے چند نعت نمبروں کا حال بھی دیکھ لیں۔ ماہنامہ "نور و ظہور" قصور کے نعت نمبر میں فارسی' اردو' پنجابی کے ۸۵ شعرا کی نعتیں ہیں' شاعرہ ایک بھی نہیں۔ (۷۹)

"صریرِ خامہ" حیدر آباد کے نعت نمبر میں نواب اختر محل' بیگم ... اور سیدہ عروج مظہر کی نعتیں ہیں۔ (۸۰)

"الہام" بہاولپور' "محبوب" لاہور' مجلہ "شاعری" راولپنڈی اور مجلہ "مہک" گوجرانوالہ کے نعت نمبروں میں کسی شاعرہ کی کوئی نعت شامل نہیں۔ (۸۱)

لفظ ہمارے "لودھراں" کے نعت نمبر میں ۱۹۰ نعتیں ہیں جن میں سے تین خواتین (کشور ناہید، بسمل صابری اور رخسانہ سحر) کی ہیں(۸۲)

گورنمنٹ کالج جھنگ کے مجلہ "کاروان" کے نعت نمبر میں ۱۲۳ شاعروں کی نعتیں ہیں جن میں سے پروین انوار منہاس اور پروفیسر دُرانجم صدیقی شاید دو ہی خواتین ہیں۔(۸۳)

"سیرتِ طیبہ" کراچی کے نعت رسول ﷺ نمبر حصہ اول و دوم میں ڈاکٹر عطیہ خلیل عرب کی ایک، فائزہ احسان کی ایک اور ذکیہ بلگرامی کی دو نعتیں ہیں۔(۸۴)

شام و سحر کے نعت نمبر ایک کے ۴۰۰ صفحات میں صرف زاہدہ صدیقی کو نمایندگی ملی ہے۔ نعت نمبر ۲ میں زاہدہ صدیقی (ص ۲۳۲) ناجرہ مشکور صابری، شفقت سلطانہ ناصری (۲۳۱) اور ساجدہ فرحت (۲۴۸) کی نعتیں ہیں۔ یعنی ۳۲۹ صفحوں میں سے تین صفحے۔ نعت نمبر ۳ کے تین سو ساٹھ صفحات میں سے ساجدہ فرحت اور فوزیہ تسنیم کو ایک صفحہ ملا ہے۔ نعت نمبر ۴ کے ۳۹۰ صفحات میں مریم النسا مریم اور خالدہ نوشین آسکی ہیں (ص ۱۹۰، ۱۹۹۔ مجموعی طور پر ایک صفحہ) نعت نمبر ۵ کے ۳۹۱ صفحات میں خالدہ نسرین (ص ۲۴۲) اکیلی ہیں۔ اور نعت نمبر ۶ میں صفحہ ۲۸۴ پر صرف خسرو چغتائی کی نعت ہے، ۳۲۷ صفحات میں سے۔(۸۵)

"الرشید" کا نعت نمبر ۱۳۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ۹ صفحات (۱۳۵۸ تا ۱۳۶۶) مستورات کی نعتوں کو ملے ہیں۔(۸۶)

"اوج" کا نعت نمبر ۷۲۰+۶۳۶=۱۳۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سیدہ رابعہ نہاں، مسعودہ خانم، طلعت سلیم اور رشیدہ عیاں کی نعتیں ہیں۔(۸۷)

"اوج" میں نور احمد میرٹھی کا پانچ صفحوں کا ایک مضمون "صاحبِ دیوان شاعرات کی نعت گوئی" شامل ہے لیکن اس میں بھی نعت نمبر کے عمومی رجحان کے مطابق اتنی غلطیاں ہیں کہ بعض صورتوں میں یہ گمراہ کن ہو گیا ہے مثلاً انیسہ کو ہر جگہ "آمینہ"، "کیسات" کو "انیات" اور مبارز النسا کو مبارک النسا لکھا ہے۔ وغیرہ(۸۸)

اب یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ اردو شاعرات کے تذکروں میں ایسی خواتین کا

تذکرہ کس حد تک ہے جو نعت بھی کہتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان تذکروں میں نعت کہنے والی شاعرات کا تذکرہ تو ہو لیکن ان کی نعت گوئی کا تذکرہ کم سے کم ہو۔

حکیم فصیح الدین رنج کا "تذکرۂ بہارستانِ ناز" (۸۹) پہلی بار ۱۸۶۴ میں مطبع دار العلوم میرٹھ سے چھپا۔ دوسری مرتبہ ۱۸۶۹ میں اور تیسری بار ۱۸۸۲/۱۲۹۹ میں شائع ہوا۔ ۱۹۶۵ میں مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور نے شائع کیا۔ اس میں ۱۷۴ شاعرات کا ذکر ہے جن میں نواب اختر محل، کیفی، شمس النسا قمر، شاہجہان بیگم شیریں، شرف النسا ضرورت اور منجھو خانم کنیز ایسی شاعرات ہیں جنھوں نے نعت بھی کہی۔

تذکرۃ النسائے نادری کے مؤلف دُرگا پرشاد نادر ہیں۔ دُرگا پرشاد نادر نے ۳۶ صفحات پر مشتمل ایک تذکرۂ شاعرات "گلشنِ ناز" کے عنوان سے ترتیب دیا تھا جو ۱۸۷۶ میں چھپا۔ ۱۸۷۸ میں انھوں نے "چمن انداز" شائع کیا جس میں اردو میں کہنے والی ۳۳ شاعرات کا ذکر تھا۔ تکملہ میں آٹھ فارسی شاعرات کا اضافہ کیا گیا۔ ۱۸۸۳ میں دُرگا پرشاد نے گلشنِ ناز، تکملہ گلشنِ ناز، چمن انداز اور ضمیمہ چمن انداز کو یکجا ترتیب دیا (۹۰) اور ۱۸۸۴ میں یہ "تذکرۃ النسائے نادری" شائع کیا۔ (۹۱) اس میں نواب اختر محل اور کیفی ہی ایسی خواتین ہیں جنھوں نے نعت کہی۔

عبدالباری آسی نے "تذکرۃ الخواتین" (۹۲) ۱۹۲۷ میں مکمل کیا۔ اس میں اُن خواتین کا ذکر کیا گیا ہے جو شعر و شاعری میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ پہلے حصے میں اردو میں شعر کہنے والی ۲۲۹ شاعرات کا، اور دوسرے حصے میں فارسی میں شعر کہنے والی ۸۰ شاعرات کا ذکر ہے۔ اس میں عام طور سے شاعرات کے حالات کم ہیں لیکن کلام کے نمونے دیے گئے ہیں۔ اس تذکرے میں ان چھ شاعرات کے علاوہ جن کا ذکر حکیم فصیح الدین رنج نے "تذکرۂ بہارستانِ ناز" میں کیا ہے، صرف ایک اور ایسی شاعرہ کا ذکر ہے (رابعہ پنہاں بریلوی) جو نعت کہتی ہیں۔

عبدالرزاق بسمل کے "تذکرۂ جمیل" میں صرف امت الکریم، حمیدہ بیگم اور دلھن پاشا اعجازی ایسی شاعرات ہیں جن کا نعت سے تعلق ہے۔(۹۳)

"تذکرۂ شاعراتِ اردو" (۹۴) کے مؤلف محمد جمیل احمد بریلوی ہیں۔ اس میں ۲۴۳

شاعرات کا کلام اور حالاتِ زندگی درج کیے گئے ہیں۔ اس تذکرے میں شاعرات کے حالات عام طور پر مستند ہیں۔ ابتدا میں مؤلف نے اردو زبان کی تخلیق و ارتقا اور اردو میں شاعری کے آغاز کے بارے میں تفصیلی مضمون لکھا ہے۔ عفت بانو کہتی ہیں کہ اس تذکرے میں کئی ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اسے اپنے پیش رو تذکروں کے مقابلے میں ممتاز مقام عطا کرتی ہیں۔(۹۵)

اس تذکرے میں ۲۴ شاعرات کا ذکر ہے جن میں سے چودہ ایسی ہیں جن کا نعت گوئی سے تعلق ہے۔ نواب اختر محل۔ بیگم افضال۔ بیگم عروج۔ رابعہ پنہاں بریلوی۔ خورشید آرا بیگم۔ زہرہ حیدر آبادی۔ شمیم جالندھری۔ عفت مظفر نگری۔ دلھن پاشا اعجاز۔ رسول جہاں مخفی بدایونی۔ ناز بلگرامی۔ برجیس جُود نازش۔ نور بدایونی اور نوشابہ خاتون۔

"خواتینِ دکن کی اردو خدمات" از نصیرالدین ہاشمی(۹۶) میں بدر النسا بیگم مخفی، زہرہ حیدر آبادی اور نوشابہ خاتون نعت گوئی سے متعلق خواتین ہیں۔

طفیل احمد بدر امروہوی کی "آفتابِ حرم" (۹۷) میں شمس النسا بیگم خرم، انیسہ ہارون شروانیہ، حمیدہ بیگم، شمیم جالندھری، طلعت علویہ، دلھن پاشا اعجاز اور مستور رضویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حیدر آباد کے شاعر، جلد اول (۹۸) میں بشیر النسا بیگم بشیر اور طاہرہ سعید کا اور جلد دُوم (۹۹) میں روحی اصغر علی اور نوشابہ خاتون کا ذکر ہے۔

سلطانہ مہر نے پہلے "جنگ" کراچی میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا، بعد میں انھیں اکٹھا کر کے چھاپ دیا۔ ان کی تالیف "آج کی شاعرات" (۱۰۰) میں رابعہ پنہاں بریلوی، حیا بریلوی، خورشید آرا بیگم، سردار بانو الوری، سعیدہ عروج مظہر، معینہ انور معین حیدر آبادی، نسیم فاطمہ بریلوی، وحیدہ نسیم اور نور بدایونی کا تعلق نعت گوئی سے ہے۔

شفیق بریلوی، کراچی سے ماہنامہ "خاتونِ پاکستان" نکالتے تھے۔ ان کے "تذکرۂ شاعراتِ پاکستان" (۱۰۱) میں درج ذیل میں ایسی خواتین کا تذکرہ ہے جنھوں نے نعتیں کہی ہیں۔ ادا جعفری۔ رضیہ انور امروہوی۔ سپہر آرا پنہاں بریلوی۔ فاطمہ تبسم فاروقی۔ رحمت النسا ثریا جبیں۔ حشمت آرا حجاب۔ خورشید آرا بیگم۔ صفیہ شمیم ملیح آبادی۔ شمیم

جالندھری۔ طلعت اشارت۔ فاطمہ بریلوی۔ پروین سید فنا۔ سرو ناز شیریں کرشمہ۔ زاہدہ کمال۔ رسول جہاں مخفی بدایونی۔ سعیدہ عروج مظہر۔ صالحہ نزہت۔ وحیدہ نسیم۔ نور جہاں نور بدایونی۔ رابعہ خاتون نہاں۔

۱۹۸۴ میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "تذکرۂ نعت گو شاعرات" شائع کی۔ (۱۰۲) یہ کتاب چھوٹے سائز کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں پچاس نعت گو شاعرات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مؤلف نے مقدمہ میں لکھا ہے "نعت گو شاعرات کا یہ پہلا تذکرہ ہے۔ اگرچہ علم و تحقیق میں حرفِ آخر کا کوئی کام نہیں ہوتا لیکن بعض کام حرفِ اول ہونے کی حیثیت سے تاریخی اہمیت ضرور رکھتے ہیں۔ اس تذکرے کی اِس اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا"۔ (ص ۱۱)

قارئینِ محترم گزشتہ صفحات کے مطالعے سے جان چکے ہیں کہ خواتین نے کچھ تو نعت کے موضوع پر نسبتاً" بہت کم لکھا ہے پھر "مستور" ہونے کی وجہ سے ان کے حالاتِ زندگی بھی زیادہ دستیاب نہیں ہوتے۔ نیز نعت گوئی کی تاریخ مرتب کرنے والوں نے بھی زیادہ تردّد نہیں کیا۔ شاعرات کے جو تذکرے شائع ہوئے، ان میں بھی ایسی خواتین کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی جو نعت کہتی ہیں۔ رسائل و جرائد کے نعت نمبروں میں بھی وہ بوجوہ بڑی حد تک نظر انداز ہوئیں۔ ایسے میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کا پچاس نعت گو شاعرات کے تذکرے پر مشتمل کتاب شائع کرنا واقعی کارنامہ ہے اور بعد کے کام کرنے والے لازماً" اس کی اولیت کو خراجِ تحسین پیش کریں گے۔

"تذکرۂ نعت گو شاعرات" ۱۹۸۴ میں چھپا۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ میں "شام و سحر" لاہور کا نعت نمبر ۶ شائع ہوا تو اس میں خالد علیم نے "اردو شاعرات کی نعت گوئی" کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا (ص ۱۸۵ تا ۲۵۷) جس میں ۵۲ خواتین کی نعت گوئی کا تذکرہ ہے۔ مضمون کے آخر میں ۱۹ خواتین کے دو دو، تین تین نعتیہ اشعار دیے ہیں۔ (۱۰۳)

خواتین کی نعت گوئی کے سلسلے میں کام کرنے والوں کو کتنی دِقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کے متعلق ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری لکھتے ہیں۔ "لڑکیوں کی تعلیم اور تحریر و

کتابت کے بارے میں ہمارے اسلاف کے رویّے کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ قدیم رسائل و گلدستوں میں خواتین شعرا کا نام ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ اردو کے شعرا کے پچاسوں تذکرے موجود ہیں لیکن خواتین کے تذکروں کی روایت کا پتا ۷۰' ۸۰ برس سے آگے نہیں چلتا۔ اور جو اس مدت میں لکھے گئے' وہ بھی دو تین سے زیادہ نہیں ہیں"۔ (۱۰۴)

یہ حقیقت ہے کہ خواتین کے تذکرے' عام تذکروں سے نسبتاً" بہت کم تعداد میں مرتب اور شائع ہوئے اور ان میں بھی نعت گو شاعرات کا یا نعت کے حوالے سے کسی شاعرہ کا ذکر کم ہے۔ مضامین و مقالات میں بھی ان کا کم سے کم ذکر کیا گیا ہے۔ نعت کے موضوع پر کیے گئے تحقیقی کام میں بھی اور نعتیہ انتخاب میں بھی خواتین کو کم نمائندگی دی گئی ہے۔

ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خواتین کو شاعری کے مواقع بھی نسبتاً" کم ملے ہیں' نعتیہ مشاعروں میں بھی ان کی شرکت محدود رہی ہے۔ ماضئ قریب میں نعت کے جو مشاعرے ہوئے ہیں' ان میں بھی پبلک مشاعروں میں تو خواتین کی شرکت مشکل ہوتی ہی ہے' مخصوص مشاعروں میں بھی ان کی شرکت محدود رہتی ہے۔ انہیں مشورۂ سخن کا موقع بھی کم ملا ہے' اس لئے زیادہ تر شاعرات کے کلام میں فنّی اسقام بھی نظر آتے ہیں۔ ان کے مجموعہ ہائے نعت بھی کم چھپے ہیں۔ جو چھپے ہیں وہ بھی عام طور پر کسی اچھے اشاعتی ادارے نے نہیں بلکہ شاعرات نے یا تو خود شائع کیے ہیں یا کسی شاعرہ کے کسی عزیز یا کسی عقیدت مند نے چھپوا دیے ہیں۔ کسی اخبار' رسالے میں کسی خاتون کی کوئی چیز چھپتی ہے تو نعت کے ساتھ ان کے حالاتِ زندگی نہیں چھپتے۔ ہمارے معاشرے میں مستورات بہرحال کسی نہ کسی حد تک "مستور" رہنا پسند کرتی ہیں۔ اور کچھ نہیں تو اپنا سِنِ پیدائش تو چھپا ہی لیتی ہیں۔

اندریں حالات "خواتین کی نعت گوئی" کے موضوع پر قلم اٹھانا ایک جسارت ہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بہرحال کام ہوتا رہنا چاہئے اور ادھر ادھر بکھری ہوئی چیزیں جمع ہوتی رہیں تو مستقبل میں کام کرنے والوں کو سہولت ہو گی۔

اردو میں نعت کے موضوع پر جن خواتین نے کام کیا ہے' ان میں "انگہ" کا ایم اے اردو کا مقالہ "اردو میں نعت گوئی (شہیدیؒ سے پہلے اور خصوصاً" بعد میں)" پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ ندرت شبنم چغتائی کے ایم اے اردو کے مقالہ "اردو شاعری میں خواتین کا حصہ" میں بھی بعض خواتین کی نعتیہ شاعری کا ذکر کیا گیا ہے۔

اُمِّ زبیر نے "میلادُ النبی ﷺ" کے نام سے ایک کتاب مرتّب کی جس کی ضخامت ۱۷۶ صفحات ہے۔ اس میں صفحہ ۱۲۸ سے آخر تک نعتیہ انتخاب ہے جس میں سرودِ رفتگاں' سرودِ حاضر اور سرودِ سحر کے عنوان سے نعتیں جمع کی گئی ہیں۔ کتاب لاہور سے چھپی ہے (۱۰۵)

ماہنامہ "تحریریں" لاہور' زاہدہ صدیقی کی ادارت میں ایک عرصے سے شائع ہو رہا ہے۔ اب تک اس کے سات نعت نمبر شائع ہوئے ہیں۔ ان میں عام طور پر صرف نعتیں ہوتی ہیں۔ صرف نعت نمبرا میں عارف عبدالمتین اور شاہدہ صدیقی کے دو مضامین ہیں (۱۰۶) اور نعت نمبر ۲ میں مختلف لوگوں کے آٹھ مضامین ہیں (۱۰۷)۔ لیکن ان سات نعت نمبروں میں مدیرۂ اعلیٰ زاہدہ صدیقی کا کوئی مضمون شامل نہیں ہے۔

ماہنامہ "حمد و نعت" کراچی کا اجرا ۱۹۹۰ میں ہوا۔ اب تک اس کے چھ شمارے سامنے آئے ہیں۔ ہر شمارے کے اندرونی سرورق پر اسسٹنٹ ایڈیٹر فرزانہ یاسمین کا نام موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ رسالے کی ادارت میں ان کی صلاحیتیں استعمال ہوئی ہوں گی لیکن ان چھ شماروں میں ان کا کوئی مضمون نہیں ہے۔ (۱۰۸)

شہناز کوثر (میری بڑی بیٹی) نے نعت کے موضوع پر سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ (۱۰۹) ماہنامہ "نعت" لاہور کے اجرا (جنوری ۱۹۸۸) سے اب تک ہر ماہ رسالہ پوری باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے' اس کا ہر شمارہ نعت یا سیرت کے کسی ایک موضوع سے متعلق خاص نمبر ہوتا ہے' صفحات ۱۲ ہوتے ہیں اور اس نے علمی و تحقیقی پرچے کی حیثیت سے اپنا آپ دنیا بھر کے اردو داں طبقے سے منوایا ہے تو اس میں شہناز کوثر کی محنت' علم و تحقیق سے گہری دلچسپی اور نعت سے محبّت کا بڑا حصہ ہے۔ ۱۹۸۸ کے بارہ شماروں میں اس کا نام رسالے پر نہیں چھپتا تھا۔ ۱۹۸۹ کے آغاز سے اب تک نہ صرف اس کا نام ڈپٹی

ایڈیٹر کے طور پر شائع ہوتا ہے بلکہ میری عدم موجودگی میں وہی رسالے کے تمام معاملات کی ذمہ دار ہوتی ہے اور رسالہ خود ایڈٹ کرتی ہے۔

اب تک شہناز کوثر کے جو مضامین "نعت" میں شائع ہوئے ہیں' ان میں حمد میں نعت کی صورتیں (۱۰۹ ۔ الف) نعت میں اظہارِ عجز (۱۰۹ ۔ ب) مدینہ' تاجدارِ مدینہ ﷺ کی نظر میں (۱۰۹ ۔ ج) ○ حیاتِ طیبہ میں ربیع الاول کی اہمیت (۱۱۰) طفیل احمد بدر امروہوی کی مرتبہ کتاب "سلامِ قدس" کا محاکمہ (۱۱۱) اسلامی تعلیمات میں عدد کی اہمیت (۱۱۲) درود شریف' کس کس کی سنت (۱۱۳) سبزہ' بہار' پھول اور درود شریف (۱۱۴) نویدِ مسیحا کی مسیحائی (۱۱۵) سازِ حجاز پر نغمہ سنج' سیماب وارثی اکبر آبادی (۱۱۶) محمد سعادت حسین وارثی شیدا کی نعت (۱۱۷) شہیدانِ ناموسِ رسالت کی مشترکہ خصوصیات (۱۱۸) درودِ پاک کے پرچارک غریب سہارنپوری (۱۱۹) حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (۱۲۰) کچھی زائن ستا کی نعت کے مضامین (۱۲۱) "۹۲" کی ترتیب و تدوین (۱۲۲) "اصل شہود و شاہد و مشہود" کے مفسر' ستار وارثی (۱۲۳) حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین (۱۲۴) حضور ﷺ کی معاشی زندگی (۱۲۵)

نسرین اختر' شہناز کوثر کی امی ہیں۔ ۱۹۹۰' ۱۹۹۱ کے ماہنامہ "نعت" کے دو شماروں میں ان کے دو مضامین شائع ہوئے۔ (۱۲۶)

میری منجھلی بیٹی شمیم اختر کے تین مضامین (۱۲۷) اور چھوٹی بیٹی کوثر پروین کے تین مضامین (۱۲۸) بھی ماہنامہ "نعت" لاہور کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔ (۱۲۸۔ الف)

ماہنامہ "جلوۂ طور" ملتان کی اشاعتِ خاص بعنوان "پیغمبرِ اسلام ﷺ انجیلِ مقدس کی روشنی میں" کے معاونین اعزازی میں "امِ طاہرین" کا نام شامل نظر آتا ہے (۱۲۹) لیکن ان کا کوئی مضمون نہیں ملا۔

"صریرِ خامہ" حیدر آباد کے نعت نمبر میں سعدیہ نسیم کا مضمون "اردو کے چند کمیاب میلاد نامے" فہمیدہ شیخ کا مضمون "قدیم اردو نعت گوئی" اور عفت بانو اور شگفتہ نسرین کی مشترکہ کاوش بعنوان "نعتیہ مجموعے اور دواوین" شامل ہیں (۱۳۰) اب تک جتنے

رسائل و جرائد کے نعت نمبر شائع ہوئے ہیں' ان میں صرف "صریرِ خامہ" کے زیرِ نظر نمبر میں ان چار خواتین کی نثری کاوشیں شائع کی گئی ہیں۔ اور "تحریریں" کے نعت نمبر ا میں شاہدہ صدیقی کا ایک مضمون چھپا ہے۔ (۱۳۱)

"اوج کے نعت نمبر (دو جلدیں) میں جن دو خواتین کے مضامین شائع کیے گئے ہیں' ڈاکٹر صدیقہ ارمان اور شہناز کوثر کے (۱۳۲) وہ دونوں مضامین ماہنامہ "نعت" کے شمارۂ دوم سے لیے گئے ہیں (۱۳۳)

کچھ شاعرات کی حمد' مناجات یا منقبت میری نظر سے گزری ہے۔ اس سے ان کا رُجحانِ طبع معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اس رُجحانِ طبع کی خاتون کے لئے ممکن نہیں کہ وہ نعت نہ کہے۔ لیکن مجھے نعت نہیں ملی۔ مثلاً مقدسہ خاتون نثار حسین پوری (۱۳۴) عذرا خاتون صمدانی (۱۳۵) رخسانہ نگہت' لاری ام ہانی' لکھنؤ (۱۳۶) روحینہ نیاز ادیبہ' بیکانیر (۱۳۷) اور ثمینہ راجا (۱۳۸) کی حمدیں' انیس بیگم انجمن (۱۳۹) شاہین صابری دیوبندی (۱۴۰) نیلو فر ناہید (۱۴۱) اور فاطمہ صغریٰ (۱۴۲) کی منقبتیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے نعتیں بھی کہی ہوں گی' لیکن وہ میرے سامنے نہیں ہیں۔

بہرحال سوا دو سو سے زیادہ خواتین کی جو نعتیں مجھے دستیاب ہوئی ہیں' ان کا تذکرہ آئندہ صفحات میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے کیا جارہا ہے۔

حواشی

۱۔ فکر و نظر (ماہنامہ) اسلام آباد۔ فروری ۱۹۷۹ (مضمون "مجاہد ماکیل بخت" از ارشاد شاکر اعوان)۔ ص ۱۸'۱۹/ اقبال جاوید' پروفیسر محمد۔ مخزنِ نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ مارچ ۱۹۷۹۔ ص ۳۲/ راجا رشید محمود (مرتب)۔ نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ ص ۲۰ (مقدمہ از مرتب) / ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری" (قلمی نسخہ) میں سیدہ آمنہؓ کے چھ اشعار ا خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۷۹ اور طبقاتِ ابنِ سعد' جلد اول' ص ۱۱ کے حوالے سے شامل کیے ہیں (ص ۱۷۹)

۲۔ فکر و نظر۔ فروری ۱۹۷۹۔ ص ۱۸'۱۹

۳۔ مخزنِ نعت۔ ص ۳۲

۴۔ ابنِ جوزی۔ الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ۔ مترجم محمد اشرف سیالوی۔ فرید بک سٹال' لاہور۔

ص ۱۲۵

۵۔ فکر و نظر۔ مارچ ۱۹۸۸۔ ص ۳۳۹ (مضمون "عربی نعت" از محمد عبدالقدوس) / راجا رشید محمود۔ نعت کائنات۔ ص ۲۰

۶۔ نعت رنگ (علمی و تحقیقی کتابی سلسلہ نمبر۱) کراچی۔ مرتب صبیح رحمانی۔ اپریل ۱۹۹۵۔ ص ۳۸ (مضمون "نعت کا سفر" از سید آلِ احمد رضوی)

۷۔ ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۰۔ ص ۵۷۶

۸۔ قلمی نسخہ بحوالہ نعت کائنات۔ ص ۷۱۔ ان کی لوری کا ترجمہ یہ ہے: "اے میرے رب! جب تو نے محمد ﷺ کو ہمیں دیا ہے تو آپ ﷺ کو باقی رکھ اچھی زندگی دے اور عمر کو پہنچا اور آپ ﷺ کے مراتب اعلیٰ کر اور آپ ﷺ "کے دشمن' جو باطل باتیں اور باطل خیال کریں' ان کو مٹا دے (شہناز کوثر۔ حضور ﷺ کا بچپن۔) مقبول اکیڈمی' لاہور۔ دوسرا ایڈیشن۔ ص ۲۲

۹۔ ابنِ حجر۔ الاصابہ۔ (عربی) جلد ۴۔ ص ۳۳۶ / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۳۱۱ھ۔ جلد اول۔ ص ۸۱ / محمد اسحٰق قریشی' ڈاکٹر۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری۔ (قلمی نسخہ) / نعت رنگ۔ ص ۳۸

۱۰۔ شہناز کوثر۔ حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین۔ اختر کتاب گھر' لاہور۔ ۱۴۱۳ھ۔ ص ۲۷' ۲۸

۱۱۔ محمد رضا مصری' شیخ۔ محمدؐ رسول اللہ ﷺ۔ مترجم محمد عادل قدوسی۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۹۲ / شہناز کوثر۔ حضور ﷺ کا بچپن۔ ص ۱۹۲ / راجا رشید محمود۔ (مرتب) نعت کائنات۔ ص ۷۱

۱۲۔ نعت کائنات۔ ص ۲۲

۱۳۔ یٰسین اختر الاعظمی المصباحی' محمد۔ المدیح النبوی ﷺ۔ مطبوعہ مبارکپور' انڈیا۔ ۱۳۹۹ / ۱۹۷۹۔ ص ۸۸' ۸۹ / الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱۴

۱۴۔ جلد دوم۔ ص ۳۲۵' ۳۲۶

۱۵۔ نعت کائنات۔ ص ۷۱

۱۶۔ ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ ص ۵۷۶

۱۷۔ طبقاتِ ابنِ سعد۔ جلد دوم۔ ص ۳۲۶' ۳۲۷ / راجا رشید محمود (مرتب و مقدمہ نگار) نعت کائنات۔ ص ۷۱

۱۸۔ ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ / نعت کائنات۔ ص ۷۱

۱۹۔ عبداللہ عباس ندوی' ڈاکٹر۔ عربی میں نعتیہ کلام۔ مطبوعہ کراچی۔ طبع اول۔ ۱۹۷۸۔ ص ۴۳

۲۰۔ شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ اشاعتِ اول۔ ص ۳۲ / نقوش۔ لاہور۔

رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۲۳۳ (مجلہ "الدعوہ" کراچی کے جنوری فروری ۱۹۸۲ / ربیع الاول و ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کے شمارے میں بھی یہی چھ اشعار نقل ہوئے ہیں۔ صفحہ ۱۳)

۲۱۔ ارشاد شاکر اعوان۔ عہدِ رسالت میں نعت۔ مجلس ترقیِ ادب' لاہور۔ طبع اول۔ جنوری ۱۹۹۳۔ ص ۱۰۴ / نعت رنگ۔ ص ۳۶

۲۲۔ سلمان منصور پوری' قاضی محمد سلیمان۔ رحمتؐ للعالمین ﷺ۔ جلد سوم۔ مطبوعہ لاہور ص ۱۸۰ / الرشید۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۷۲

۲۳۔ عہدِ رسالت میں نعت۔ ص ۱۰۴

۲۴۔ المدیح النبوی ﷺ۔ ۱۳۹۹ھ۔ ص ۸۸

۲۵۔ نعت کائنات۔ ص ۷۱

۲۶۔ ارمغانِ نعت۔ اشاعت اول۔ ص ۳۲

۲۷۔ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم' جنوری ۱۹۸۴۔ ص ۲۳۳

۲۸۔ الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱' ۱۲

۲۹۔ نعت رنگ۔ ص ۴۷

۳۰۔ الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۸۹' ۹۰

۳۱۔ عربی میں نعتیہ کلام۔ ص ۱۹

۳۲۔ رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۶۔ ص ۶۷ / اقبال جاوید' محمد (مرتب) مخزنِ نعت۔ ص ۴۳

۳۳۔ عہدِ رسالت میں نعت۔ ص ۹۱' ۱۹۳

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ابنِ قیم' حافظ۔ زاد المعاد۔ جلد سوم۔ بسلسلہ غزوہ تبوک

۳۶۔ اشرف علی تھانوی' مولانا۔ کلام الملوک۔ مطبوعہ تھانہ بھون۔ ۱۳۳۰ھ۔ ص ۱۷۲

۳۷۔ البدایہ والنہایہ۔ جلد سوم۔ (عربی) مکتبہ المعارف' بیروت۔ ۱۹۶۶۔ ص ۱۱۷

۳۸۔ سیرتِ محمدیہؐ۔ اردو ترجمہ "المواہب اللدنیہ" از عبدالجبار خاں آصفی نظامی۔ مطبوعہ کراچی۔ جلد اول۔ ص ۵۸۴

۳۹۔ مختصر سیرت الرسولؐ۔ اردو ترجمہ از حافظ محمد اسحاق۔ طبع اول ۱۹۹۰۔ ص ۶۳۰

۴۰۔ عبداللہ عباس ندوی' ڈاکٹر۔ عربی میں نعتیہ کلام۔ ص ۴۱

۴۱۔ کتاب کا نام ڈاکٹر ریاض مجید کی کتاب میں کتابت کی غلطی سے "نعتیہ الاکل" لکھا ہے۔ "اردو میں نعت گوئی" میں کتابت کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں اور بعض جگہوں پر ان سے بڑی تکلیف دہ

صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴۲۔ عماد الدین ابی بکر العامری۔ بغیۃ الاماثل و بہجۃ الحافل (عربی) نمکانی، مدینہ منورہ۔ ص ۷۶، ۷۷

۴۳۔ النبہانی، یوسف بن اسماعیل۔ المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ ﷺ مطبوعہ بیروت۔ ۱۳۲۰ھ۔ جلد اول۔ ص ۲۷۵

۴۴۔ صابرہ محمود العطری۔ نسائم السحر (عربی) مطبوعہ بغداد۔ ۱۹۸۵۔ ص ۷۷، ۱۳۷

۴۵۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۹۴۔ "مدینۃ النبی ﷺ" حصہ سوم۔ ص ۹۳ تا ۹۸

۴۶۔ ضیاء الدین دھشیری، سید۔ نعتِ حضرت رسولِ اکرم ﷺ در شعرِ فارسی"۔ مطبوعہ ایران۔ ۱۳۳۸ھ

۴۷۔ مقبول بیگ بدخشانی، میرزا و عبدالغنی، ڈاکٹر۔ ارمغانِ عقیدت۔ پیکیجز لمیٹڈ، لاہور۔ س ن

۴۸۔ شام و سحر۔ نعت نمبر (نقشِ ثانی)۔ جنوری فروری ۱۹۸۴۔ ص ۲۸۲، ۲۸۳

۴۹۔ مخفی، زیب النسا بیگم۔ دیوانِ مخفی۔ شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین تاجران کتب، کشمیری بازار، لاہور۔ ۱۹۱۲ / ۱۳۳۰ھ

۵۰۔ راجا رشید محمود (مرتب و مقدمہ نگار) نعت کائنات۔ ص ۳۰

۵۱۔ خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ رسول نمبر ﷺ کا دوسرا حصہ۔ ص ۱۳۹

۵۲۔ نور احمد میرٹھی۔ نور سخن۔ مطبوعہ کراچی۔

۵۳۔ "دی میسیج انٹرنیشنل" (ماہنامہ) کراچی۔ جنوری فروری ۱۹۸۴۔ جلد ا۔ شمارہ ۱۱۔ ۱۲۔ ص ۷۰

۵۴۔ شام و سحر۔ نعت نمبر (نقشِ ثانی)۔ ص ۳۹۷

۵۵۔ غلام مصطفیٰ بسمل و حفیظ احمد۔ چمن حرا دا۔ مطبوعہ گوجرانوالہ۔ پہلی بار۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۳۶ / شام و سحر۔ نعت نمبر (نقشِ ثانی) ص ۳۹۷

۵۶۔ اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ نومبر دسمبر ۱۹۸۵۔ ص ۶۸

۵۷۔ لکھاری (کتاب لڑی نمبر ۲۸، ۲۹) نعت نمبر۔ ادارہ پنجابی لکھاریاں، شاہدرہ لاہور۔ ص ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۳۳۸، ۳۳۹

۵۸۔ لکھاری (مجلہ) نعت نمبر۔ ص ۳۳۷ / چمن حرا دا۔ ص ۲۹۴

۵۹۔ لکھاری (مجلہ) نعت نمبر۔ ص ۳۲۱ / ماہنامہ "لکھاری" لاہور۔ نعت نمبر۔ اکتوبر نومبر ۱۹۸۹۔ ص ۷۲

۶۰۔ لکھاری۔ نعت نمبر۔ اکتوبر نومبر ۱۹۸۹۔ ص ۶۱

۶۱۔ حفیظ تائب (مرتب) مطبوعہ لاہور۔ پہلی مرتبہ جون ۱۹۸۱۔ ص ۹۱

۶۲۔ عصمت اللہ زاہد (اب ڈاکٹر) مرتب۔ جدید پنجابی نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ پہلی بار ۱۹۸۵۔ ص ۹۳

۶۳۔ چمن حرا دا۔ ص ۹۴

۶۴۔ اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور) نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۲۷۲، ۲۷۳ (مضمون اوکاڑہ میں نعتیہ شاعری از قمر حجازی)

۶۵۔ اوج۔ نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۲۸۴ (سرگودھا میں نعتیہ شاعری از اخلاق عاطف)

۶۶۔ عباس قادریہ، محمد (مرتب) گلِ نعتونہ۔ مطبوعہ پشاور۔ ۱۹۷۹۔ ص ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۹، ۶۰، ۶۸، ۷۱، ۷۳، ۹۸، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۳۷، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۴۷، ۱۵۰

۶۷۔ اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۴۰۲ (مضمون "پشتو میں نعت گوئی" از خاطر غزنوی) لکھا ہے۔ "انھوں نے یقیناً نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا اعزاز حاصل کیا ہو گا لیکن دستیاب نہیں"۔

۶۸۔ صدیق اسماعیل (مرتب) انوارِ حرمین۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۴ / اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۲۴

۶۹۔ میمن عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر۔ سندھی میں نعتیہ شاعری۔ سندھی ادبی اکیڈمی، لاڑکانہ۔ اگست ۱۹۸۰

۷۰۔ پیغام (سندھی ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ فروری ۱۹۸۰۔ ص ۱۰۰

۷۱۔ راجا رشید محمود۔ پاکستان میں نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳۔ (اس میں ضروری اضافوں کے بعد "انتخابِ نعت" کے عنوان سے میرا مضمون "نعت رنگ" مطبوعہ کراچی، اپریل ۱۹۹۵ میں شائع ہوا (ص ۸۳ تا ۱۰۳) میں نے اس میں سن وار کتاب کے نام اور مرتب کے نام کے علاوہ، اس کا مقام اشاعت، صفحات اور بعض صورتوں میں مزید معلومات بھی جمع کی ہیں)

"پاکستان میں نعتیہ انتخاب" کے عنوان سے غوث میاں کا ایک مضمون بھی "نعت رنگ" میں شامل ہے۔ وہ عام طور پر کتاب کے نام، مرتب کے نام اور مقام اشاعت کے علاوہ کچھ معلومات فراہم نہیں کرتے۔ لیکن اس بار انھوں نے آغاز کے پانچ صفحات میں اہم انتخابِ نعت کے بارے میں کچھ ضروری معلومات بھی جمع کی ہیں۔ غوث میاں کی مرتبہ فہرست کے بارے میں گزارش ہے کہ اس میں انھوں نے ۱۹۹۴ میں چھپنے والے میرے کسی انتخاب بعنوان "ثنائے محمد ﷺ" کا ذکر کیا ہے، جو لاہور سے چھپا ہے------ اگر وہ از راہِ کرم اس کی عکسی نقل مہیا کر دیں تو میرا ریکارڈ مکمل ہو سکتا ہے۔

۷۲۔ یونس شاہ، پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد اول۔ الگیلان پبلشرز، ایبٹ آباد / [illegible] [illegible] مکہ بکس لاہور۔ نومبر ۱۹۸۴

۷۳۔ رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء۔ ص ۲۴۳، ۵۳۵، ۶۲۲، ۶۲۵، ۶۳۶، ۶۵۳، ۶۵۷

۷۴۔ ریاض مجید، ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۰ء۔ ص ۵۷۶ تا ۵۸۰

۷۵۔ اسمٰعیل آزاد فتحپوری، ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ طبع اول ۱۹۹۲ء۔ ص ۹۴، ۲۲۳، ۲۲۶، ۲۲۹۔ جلد دوم ص ۲۹۳

۷۶۔ گوہر ملسیانی۔ عصرِ حاضر کے نعت گو۔ مطبوعہ صادق آباد۔ اشاعت اول ۱۹۸۳ء۔ (صفحات ۲۷۲)

۷۷۔ محمد قاسم، سید۔ پاکستان کے نعت گو شعراء۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳ء۔ (صفحات ۳۶۸)

۷۸۔ فضل فتحپوری، سید افضال حسین نقوی۔ اردو نعت: تاریخ و ارتقاء۔ مطبوعہ کراچی۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۸۹ء۔ ص ۱۹۷ تا ۲۰۴

۷۹۔ نور و ظہور (ماہنامہ) قصور۔ نعت نمبر۔ اگست ستمبر ۱۹۶۱ء۔ (صفحات ۹۴)

۸۰۔ صریرِ خامہ (مجلّہ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی) حیدر آباد۔ نعت نمبر۔ رمضان ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء۔ ص ۳۷، ۳۸، ۱۱۱ (کل صفحات ۱۷۲)

۸۱۔ الہام (ہفت روزہ) بہاولپور۔ نعت نمبر۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ ۱۳۴ صفحات / محبوب (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ مئی ۱۹۷۲ء۔ صفحات ۹۶۔ ۷۲ نعتیں ہیں / شاعری (مجلّہ) راولپنڈی۔ نعت نمبر۔ دسمبر ۱۹۸۱ء۔ صفحات ۸۰۔ ۶۶ نعتیں ہیں / مہک (مجلّہ گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ) نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کونین ﷺ۔ صفحات ۳۲۰

۸۲۔ لفظ ہمارے (مجلّہ) لودھراں۔ نعت نمبر۔ ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۵، ۶۵، ۱۰۶

۸۳۔ کاروان (مجلّہ گورنمنٹ کالج) جھنگ۔ نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۱، ۲۵

۸۴۔ سیرتِ طیبہ (سہ ماہی) کراچی۔ نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ حصہ اول۔ صفحات ۱۳۰۔ ص ۴۰، ۸۹ / نعت رسول ﷺ نمبر۔ حصہ دوم۔ صفحات ۱۲۸۔ ص ۶۶، ۸۶

۸۵۔ "شام و سحر" (ماہنامہ) لاہور کے چھ ضخیم نعت نمبروں میں صرف نو خواتین کی نعتیں ہیں۔ چھ نعت نمبروں کی مجموعی ضخامت ۲۶۹۰ صفحات ہے۔

۸۶۔ "الرشید" (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۰۱ھ۔ دو جلدوں میں

۸۷۔ "اوج"۔ نعت نمبر۔ ص ۲۰۱، ۲۸۵، ۲۹۱، ۳۹۴ (جلد دوم)

۸۸۔ اوج۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱۴ (جلد دوم)

۸۹۔ فصیح الدین رنج میرٹھی، حکیم۔ تذکرۂ بہارستانِ ناز۔ مجلس ترقی ادب، لاہور۔ ۱۹۹۵ء۔ (مرتب خلیل الرحمان داؤدی)

۹۰۔ قومی زبان (ماہنامہ) لاہور۔ جولائی ۱۹۷۸ء۔ ص ۲۸

۹۱۔ درگا پرشاد نادر۔ تذکرۃ النساءِ نادری۔ مطبع اکمل المطابع دہلی۔ ۱۸۸۴ء

۹۲۔ عبدالباری آسی۔ تذکرۃ الخواتین۔ مطبع نو لکشور، لکھنؤ۔ ۱۹۲۷ء

۹۳۔ عبدالرزاق بسمل۔ تذکرۂ جمیل۔ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ ۱۹۲۹ء

۹۴۔ جمیل احمد بریلوی محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ قومی کتب خانہ بریلی۔ ۱۹۴۳ء

۹۵۔ قومی زبان۔ جولائی ۱۹۷۸ء۔ ص ۳۰ (مضمون "اردو شاعرات کے چند تذکرے" از عفت بانو)

۹۶۔ نصیر الدین ہاشمی۔ خواتینِ دکن کی اردو خدمات۔ عبدالرزاق تاجر کتب، حیدر آباد دکن۔ ۱۹۴۰ء

۹۷۔ طفیل احمد بدر (امروہوی)۔ آفتابِ حرم۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ۱۹۳۹ء

۹۸۔ حمید الدین شاہد۔ حیدر آباد کے شاعر۔ جلد اول۔ آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی، حیدر آباد دکن۔ ۱۹۵۸ء

۹۹۔ سلیمان اریب۔ حیدر آباد کے شاعر۔ جلد دوم۔ حیدر آباد دکن۔ ۱۹۶۲ء

۱۰۰۔ سلطانہ مہر۔ آج کی شاعرات۔ محرابِ ادب، کراچی۔ ۱۹۷۳ء

۱۰۱۔ شفیق بریلوی۔ تذکرۂ شاعراتِ پاکستان۔ مکتبہ خاتونِ پاکستان، کراچی۔ ۱۹۶۱ء

۱۰۲۔ ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان، کراچی۔ اشاعت اول۔ ۱۹۸۳ء

۱۰۳۔ شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۹۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ء۔ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)

۱۰۴۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۸ ("دو تین" والی بات تو ڈاکٹر صاحب زورِ بیان میں لکھ گئے ہیں ورنہ تذکرۃ النساءِ نادری، تذکرۃ الخواتین، تذکرۂ جمیل، تذکرۂ بیگماتِ بھوپال، مشاہیرِ نسواں، تذکرۂ شاعراتِ اردو، تذکرۂ شاعراتِ پاکستان، تذکرۂ بہارستانِ ناز، لاہور کی شاعرات، آج کی شاعرات، خواتینِ دکن کی اردو خدمات، خیابانِ نسواں، کلامِ نسواں ------- بہرحال "دو تین" سے زیادہ ہی ہیں اور یہ سب تذکرے ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کی کتاب سے پہلے چھپ چکے تھے۔

۱۰۵۔ راجا رشید محمود۔ پاکستان میں نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۴ء۔ ص ۹۰/ صبیح رحمانی (مرتب) نعت رنگ۔ کراچی۔ اپریل ۱۹۹۵ء۔ ص ۸۷ (مضمون "انتخابِ نعت" از راجا رشید محمود)

۱۰۶۔ تحریریں (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۔ مارچ اپریل ۱۹۸۴ء۔ ضخامت ۹۶ صفحات

۱۰۷۔ تحریریں۔ نعت نمبر ۷۔ فروری ۱۹۹۵ء۔ ضخامت ۹۴ صفحات

۱۰۸۔ حمد و نعت (ماہنامہ) کراچی۔ اگست ۱۹۹۰ء / محرم الحرام ۱۴۱۱ھ۔ ۸۰ صفحات / ستمبر اکتوبر ۱۹۹۰ء کا مشترکہ شمارہ۔ ۸۰ صفحات / نومبر دسمبر ۱۹۹۰ء کا مشترکہ شمارہ۔ ۸۰ صفحات / جلد ۱۔ شمارہ ۱۰، ۱۱ مارچ اپریل (سن ندارد) کا مشترکہ شمارہ۔ ۳۲ صفحات / جلد ۱۔ شمارہ ۱۲ مئی (سن ندارد)۔ ۳۲ صفحات / جلد

۲۔ شمارہ ۱/۲۔ جون جولائی (سن ندارد)۔ ۳۲ صفحات

۱۰۹۔ سیرتِ طیبہ کے حوالے سے شہناز کوثر کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں (۱) قوسِ قزح۔ ۱۹۹۱ کی صدارتی ایوارڈ یافتہ (۲) حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت۔ ۱۹۹۳ کی صدارتی ایوارڈ یافتہ (۳) حضور ﷺ کا بچپن۔ دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں (۴) حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین (۵) حضور ﷺ کی معاشی زندگی (۶) سیرتِ پاک (گیارہ سال سے چالیس سال تک کی حیاتِ طیبہ)

۱۰۹۔ الف۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جلد ۱۔ شمارہ ۱۔ جنوری ۱۹۸۸۔ "حمدِ باری تعالیٰ"۔ ص ۶۳ تا ۶۹

۱۰۹۔ ب۔ نعت۔ جلد ۱۔ شمارہ ۲۔ فروری ۱۹۸۸۔ "نعت کیا ہے"۔ ص ۸۹ تا ۹۲

۱۰۹۔ ج۔ نعت۔ جلد ۱۔ شمارہ ۳۔ مارچ ۱۹۸۸۔ "مدینۃ الرسول ﷺ"۔ ص ۲۵ تا ۲۸

۱۱۰۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جلد اول۔ شمارہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۸۸۔ "میلادُ النبی ﷺ" حصہ سوم۔ ص ۱۱ تا ۳۴

۱۱۱۔ نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۱۔ جنوری ۱۹۸۹۔ لاکھوں سلام۔ حصہ اول۔ ص ۱۰۵، ۱۰۶

۱۱۲۔ نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۵۔ مئی ۱۹۸۹۔ "لاکھوں سلام" حصہ دوم۔ ص ۱۵ تا ۵۳

۱۱۳۔ نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۸۹۔ "درود و سلام" حصہ سوم۔ ص ۲۷ تا ۳۱

۱۱۴۔ نعت۔ جلد ۳۔ شمارہ ۳۔ مارچ ۱۹۹۰۔ "درود و سلام" حصہ چہارم۔ ص ۶۹ تا ۷۹

۱۱۵۔ نعت۔ جلد ۳۔ شمارہ ۶۔ جون ۱۹۹۰۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ سوم۔ ص ۹۱ تا ۹۷

۱۱۶۔ نعت۔ جلد ۳۔ شمارہ ۸۔ اگست ۱۹۹۰۔ "وارثیوں کی نعت"۔ ص ۲۵ تا ۲۸

۱۱۷۔ ایضاً"۔ ص ۸۵۔ ۸۷

۱۱۸۔ نعت۔ جلد ۴۔ شمارہ ۵۔ مئی ۱۹۹۱۔ "شہیدانِ ناموسِ رسالت" حصہ پنجم۔ ص ۳۵ تا ۷۱

۱۱۹۔ نعت۔ جلد ۴۔ شمارہ ۶۔ جون ۱۹۹۱۔ "غریب سہارنپوری کی نعت"۔ ص ۱۱ تا ۱۶

۱۲۰۔ نعت۔ جلد ۵۔ شمارہ ۴، ۵، ۶۔ اپریل مئی جون ۱۹۹۲۔ تین مکمل شمارے۔ ۳۳۶ صفحات

۱۲۱۔ نعت۔ جلد ۵۔ شمارہ ۷۔ جولائی ۱۹۹۲۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ چہارم۔ ص ۱۳ تا ۱۸

۱۲۲۔ نعت۔ جلد ۶۔ شمارہ ۱۔ جنوری ۱۹۹۳۔ "۹۳"۔ راجا رشید محمود (راقم الحروف) کی عدم موجودگی میں اس کے ۹۳ نعتیہ قطعات مرتب اور شائع کیے۔

۱۲۳۔ نعت۔ جلد ۶۔ شمارہ ۳۔ مارچ ۱۹۹۳۔ "ستار وارثی کی نعت گوئی"۔ ص ۶۳۔ ۶۶

۱۲۴۔ نعت۔ جلد ۶۔ شمارہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۳۔ مکمل شمارہ

۱۲۵۔ نعت۔ جلد ۷۔ شمارہ ۴۔ اپریل ۱۹۹۴۔ مکمل شمارہ

۱۲۶۔ نعت۔ جلد ۳۔ شمارہ ۶۔ جون ۱۹۹۰۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ سوم۔ ص ۳۱ تا ۴۱ (ہندو شعرا کا نعتیہ کلام مرتبہ عبدالمجید خادم سوہدروی کا محاکمہ از نسرین اختر) / نعت۔ جلد ۴۔ شمارہ ۵۔ مئی

۱۹۹۱۔ "شہیدانِ ناموسِ رسالت" حصہ پنجم۔ ص ۱۰۱ تا ۱۰۵ (مضمون "محافظانِ حرمتِ سرکار ﷺ کی وصیتیں" از نسرین اختر)

۱۲۷۔ نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۶۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم۔ ص ۱۵ تا ۴۰ (ہندو شعرا کا نعتیہ کلام مرتبہ فانی مراد آبادی کا محاکمہ از شمیم اختر) / نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۸۹۔ "درود و سلام" حصہ سوم۔ ص ۶۷ تا ۸۱ (مضمون "درود و سلام، ہر بیماری کی شفا" از شمیم اختر) / نعت۔ جلد ۳۔ شمارہ ۸۔ اگست ۱۹۹۰۔ "وارثیوں کی نعت"۔ ص ۶۵۔ ۶۷ (مضمون "قمر وارثی کی نعتیہ شاعری" از شمیم اختر)

۱۲۸۔ نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۶۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ دوم۔ ص ۱۱ تا ۱۴ (آبِ کوثر از دلّو رام کوثری کا محاکمہ از کوثر پروین) / نعت۔ جلد ۲۔ شمارہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۸۹۔ "درود و سلام" حصہ دوم۔ ص ۶۳ تا ۸۳ (راز کاشمیری کی مرتبہ کتاب "صلی اللہ علیہ وسلم" کا تفصیلی تجزیہ از کوثر پروین) / نعت۔ جلد ۳۔ شمارہ ۸۔ اگست ۱۹۹۰۔ "وارثیوں کی نعت" ص ۳۵ تا ۳۸ (مضمون "افقر موہانی وارثی کی نعت گوئی" از کوثر پروین)

۱۲۸۔ الف۔ ماہنامہ "نعت" میں ہمارے گھر کے تمام افراد کی لکھنے پڑھنے کی صلاحیتیں صَرف ہوتی ہیں۔ میرا بڑا بیٹا اظہر محمود بھی رسالے کا ڈپٹی ایڈیٹر ہے۔ اس کی کتاب "حضور ﷺ کے سیاہ فام رفقا" کو وزارتِ مذہبی امور نے بیرونی ممالک، خاص طور سے افریقی ممالک میں تبلیغِ دین کے لیے منتخب کیا ہے۔ میرا چھوٹا بیٹا اختر محمود رسالے کا مینیجر ہے۔

۱۲۹۔ جلوۂ طور (ماہنامہ) ملتان۔ جنوری فروری ۱۹۵۸۔ اشاعتِ خاص بعنوان "پیغمبرِ اسلام ﷺ انجیلِ مقدس کی روشنی میں" / راجا رشید محمود۔ پاکستان میں نعت۔ ص ۱۳۶

۱۳۰۔ "صریرِ خامہ" (مجلّہ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی) حیدر آباد۔ نعت نمبر۔ رمضان ۹۸ ۱۳ھ / ۱۹۷۸۔ ص ۱۳۵، ۱۵۳، ۱۹۳

۱۳۱۔ تحریریں (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۔ مارچ اپریل ۱۹۸۴۔ ص ۹۳ تا ۹۹ (مضمون "نعت گوئی اور شعری روایت" از شاہدہ صدیقی)

۱۳۲۔ اوج (مجلّہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور)۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۵۳، ۹۵

۱۳۳۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جلد ۱۔ شمارہ ۲۔ فروری ۱۹۸۸۔ "نعت کیا ہے" ص ۷۵ ("نعت میں شمائل و فضائل کا بیان" از ڈاکٹر صدیقہ ارمان) اور ص ۸۹ ("نعت میں اظہارِ عجز" از شہناز کوثر)

۱۳۴۔ آستانہ (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۴۸۔ ص ۱۳

۱۳۵۔ آستانہ۔ اکتوبر ۱۹۴۸

۱۳۶۔ ختمِ نبوت (ہفت روزہ) کراچی۔ ۲۰ تا ۲۶ ستمبر ۱۹۹۱۔ ص ۲

۱۳۷۔ آستانہ ۔ ستمبر ۱۹۳۸۔ ص ۲۷

۱۳۸۔ منیر قریشی، حاجی محمد۔ بہارِ نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۹

۱۳۹۔ آستانہ۔ جون ۱۹۳۸۔ ص ۳۲

۱۴۰۔ آستانہ۔ دسمبر ۱۹۵۷۔ ص ۲۸

۱۴۱۔ آستانہ۔ جون ۱۹۵۹۔ ص ۷۵۔ (منقبت خواجہ غریب نوازؒ) / آستانہ۔ جون ۱۹۶۶۔ ص ۲۲ (منقبت حضرت غوث اعظمؒ)

۱۴۲۔ تاج (ماہنامہ) کراچی۔ ستمبر ۱۹۹۳۔ ص ۳۸ (حضرت غوث اعظمؒ کی فارسی منقبت)

راجا رشید محمود
ایڈیٹر ماہنامہ "نعت"
اظہر منزل۔ نیو شالامار کالونی۔
ملتان روڈ۔ لاہور۔
کوڈ ۵۴۵۰۰
(فون: ۷۴۳۲۶۸۴)

آرزوئے طیبہ

پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد میں رہتی ہیں۔ حاجی گل بخشالوی نے ان کی یہ نعت اپنے انتخابِ نعت میں شامل کی ہے۔

آپ ﷺ کا ذکر کتنا حسیں ہے
کہ خدا خود ہی محفل نشیں ہے

آپ ﷺ کی اک نگاہِ کرم بس
مجھ کو کچھ اور حاجت نہیں ہے

روشنی روشنی ہو گئی ہے
چاند طیبہ کا دل میں مکیں ہے

تو خدا کا ہے محبوب ﷺ لاریب
جس کا دربان روح الامیںؑ ہے

حق کا محبوب ﷺ کیا آ رہا ہے
دم بخود عرش کا ہر مکیں ہے

روضہ تیرا ہی تصوّر میں ہے
تیری چوکھٹ پہ میری جبیں ہے

گل بخشالوی، حاجی ۔ بزمِ رسالت۔ قلم قافلہ کھاریاں (ضلع گجرات) ستمبر ۱۹۸۵۔ ص ۱۳۸

ا۔ک۔ بیگم بدایونی

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم کے خطی نسخے "تذکرہ شعرائے بدایوں" کے حوالے سے اقدس النساء افضل خاتون افضل بدایونی کا ذکر کیا ہے اور اس میں ان کے میلاد "افضل الذکر" مطبوعہ ۱۳۱۸ھ کا ذکر کیا ہے۔ (۱) لیکن ا۔ک۔ بیگم بدایونی کے ذکر میں صرف یہی لکھا ہے کہ افضل خاتون بدایونی کی بہن تھیں۔ ڈاکٹر ابو سلمان نے لکھا ہے کہ ا۔ک۔ بیگم کی نعت کا نمونہ دستیاب نہیں ہوا۔ ان کے حالات کا علم بھی نہیں ہو سکا۔ صرف میلاد "افضل الذکر" کی تاریخ طباعت انھوں نے لکھی ہے اور یہی نمونۂ کلام ہے۔ (۲)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "مقدمہ" میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ میرے پیشِ نظر معیار یہ رہا ہے

☆ اولاً" شاعرہ کا نعتیہ دیوان شائع ہو چکا ہو۔

☆ ثانیاً" تذکرہ نویس یا سوانح نگار نے کسی شاعر کے بارے میں صراحت کی ہو کہ اسے نعت گوئی سے خاصی دلچسپی ہے یا نعت' سلام وغیرہ اس کا خاص فن ہے۔

☆ ثالثاً" بعض شاعرات کے تراجم ذاتی واقفیت کی بنا پر شامل کئے گئے ہیں یا اس بنا پر کہ نعتوں کے انتخاب میں ان کا کلام بھی منتخب کیا گیا ہے۔ (۳)

☆ لیکن تذکرے میں ا۔ک۔ بیگم بدایونی کی شمولیت کے جواز میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے' صرف ان کے قطعۂ تاریخ طباعت کی بنا پر انھیں تذکرے میں شامل کر لیا گیا ہے۔

لکھی ہے تم نے جو نعت خیر ﷺ
جزاک اللہ ربی اللائق خضرا

---

(۱) تذکرہ نعت گو شاعرات ۔ ص ۱۹

(۲) تذکرہ نعت گو شاعرات ۔ ص ۲۱

(۳) تذکرہ نعت گو شاعرات ۔ ص ۲۰

اختر حیدر آبادی' سیدہ

اردو کی مشہور ادیبہ' شاعرہ' خطیبہ اور قومی کارکن تھیں۔ (۱) سردار بیگم نام' اختر تخلص' نواب خاندان لقب۔ ۹ مارچ ۱۹۱۸ کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئیں۔ (۲) آبائی وطن بنگلور ریاست میسور تھا۔ (۳) والد کا نام سید امیر حسن تھا۔ جد امجد سید کریم حسن خاں قمر لکھنوی' داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ اختر حیدر آبادی کی پرورش ان کے چچا محبوب علی نے کی۔ اپنے آپ کو حیدر آبادی لکھتی تھیں' سکونت زیادہ تر کانپور میں رہتی تھی (۴) ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر پاکستان ("الفقیہ" وہ واحد پرچہ ہے جو متحدہ ہندوستان میں اپنے شہر امرتسر کے ساتھ' واوین میں "پاکستان" لکھا کرتا تھا) کے ایک شمارے میں ان کی نعت "بہارِ مدینہ" کے ساتھ ان کا نام یوں لکھا ہوا ملتا ہے۔ "خطیبہ ہند' زہرۂ سخن سیدہ اختر (حیدر آبادی) صدر آل انڈیا زنانہ مسلم لیگ" (۵)۔ عام طور سے ان کے نام کے ساتھ پہلے دو خطاب "خطیبہ ہند' زہرۂ سخن" ضرور لکھے جاتے تھے (۶)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کی نہایت اہم لیڈر تھیں۔ "تذکرہ شاعراتِ اردو" میں لکھا ہے کہ مسلم لیگ کے ایک جلسے میں ان کی تقریر سے متاثر ہو کر مولانا عبدالحامد بدایونی نے انھیں خطیبۂ ہند کا خطاب دیا تھا (۷)۔ اس کے علاوہ زہرۂ سخن' ناہید سخن' مجاہدۂ وطن وغیرہ کی خطابات انھیں اصحابِ علم اور اہلِ ملک کی جانب سے دیئے گئے۔ ملک کی آزادی کی تحریک میں انھوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اکابر نے ان کی ذہنی' علمی اور عملی صلاحیتوں اور ادبی و سماجی خدمات کا اعتراف کیا (۸)۔

۱۹۳۲ء میں نصیر آباد راجپوتانہ کے گورنمنٹ کنٹریکٹر خان عبدالغنی خان سے شادی ہوئی۔ گھریلو ماحول کی وجہ سے ابتدائی عمر ہی میں شعر و سخن سے گہری دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ سیدہ اختر کا کلام اسلامی روایات اور مشرقی تہذیب و معاشرت کی اعلیٰ اقدار کا حامل ہوتا ہے۔ وہ مغرب کی حیا سوز تہذیب کی مخالفت کرتی ہیں۔ وہ حکیم الامت شاعر مشرق علامہ محمد اقبال (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے طرزِ فکر سے بہت متاثر معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی ایک نظم "سنگا پور میں ایک مسلم دوشیزہ کو محوِ رقص دیکھ کر" علامہ کی نظم "مسجد

"قرطبہ" کی زمین میں لکھی گئی ہے (۹)۔ جوش ملیح آبادی نے ان کی شاعری کے متعلق کہا کہ اختر کی شاعری میں تصنع مطلق نہیں پایا جاتا۔

تذکروں میں لکھا ہے کہ ان کی نعتوں کا مجموعہ "صحیفۂ درخشاں" چھپ چکا ہے۔ (۱۰) لیکن کسی نے یہ مجموعۂ نعت دیکھا نہیں ہے، ورنہ اس کے بارے میں بھی معلومات مہیا کی جاتیں۔ مجھے بھی تلاشِ بسیار کے باوجود یہ کتاب کہیں نہیں ملی البتہ سیدہ اختر کی کئی نعتیں مختلف جرائد و رسائل وغیرہ میں ملتی ہیں۔

سیدہ اختر کا سن وفات کہیں سے نہیں ملا۔ نعت کے ایک اچھے شاعر "علی اختر حیدر آبادی" ہیں جو ۱۹۵۸ میں فوت ہوئے (۱۱)۔ علی اختر حیدر آبادی کی پانچ نعتیں فی الوقت میرے سامنے ہیں:

تھا یہ ترے کمال کا ایک نشانِ برتری
ورنہ عرب کے گلہ باں اور دماغِ قیصری (۱۲)

اے تری ہستیٔ بلند، جرم و خطا کی پردہ پوش
اے تری دعوتِ کرم، امن و اماں کا اذنِ عام (۱۳)

وہ دیکھ، فضائے ہستی میں انوار کا اک طوفاں اٹھا
وہ حسن کی بارش ہونے لگی، وہ ابرِ ضیا افشاں اٹھا
اے کون و مکاں کے رازِ شرف، اے بادشہِ دین و دنیا
روشن ہے تری ذاتِ عالی سے انجمن اوجِ بشری

جس سے حاصل ہو ہمیں راحتِ دین و دنیا
جس سے مل جائے ہمیں عظمتِ دین و دنیا
جس سے ہاتھ آئے ہمیں دولتِ دین و دنیا
"جس کی تاثیر سے ہو عزتِ دین و دنیا
ہائے اے شافعِ محشر ﷺ وہ دعا کون سی ہے؟"
(۱۳-الف)

ماہنامہ "الرشید" لاہور کے نعت نمبر میں صفحہ ۱۳۵۸ پر سیدہ اختر حیدر آبادی کی اور صفحہ ۱۳۵۹ پر علی اختر حیدر آبادی کی نعت ہے لیکن اشاریہ مرتب کرتے ہوئے جناب محمد عالم مختارِ حق نے دونوں کو ایک کر دیا ہے، بلکہ علی اختر کو سیدہ سردار بیگم اختر بنا دیا ہے (۱۴)۔

سیدہ سردار بیگم اختر کا نمونۂ کلام یہ ہے:

کچھ خبر بھی ہے تجھے گنبدِ خضرا والے ﷺ
خندہ زن ہیں تری ملت پہ کلیسا والے ﷺ
ہم تجھے بھول گئے، ہم نے یہ مانا، لیکن
تو بھی کیا بھول گیا ہم کو حلیمہؓ والے (۱۵)

جسے تیرے جمالِ حسنِ رحمت نے سجایا تھا
وہ دنیا ان دنوں ہے کشتۂ درد و پریشانی
خصوصاً تیری امت کا عجب حالِ پریشاں ہے
نہ یارائے شکیبائی، نہ تابِ دردِ پنہانی
تری چشمِ توجہ کی طلب ہے آدمیت کو
زمانہ چاہتا ہے پھر ترا الطافِ رحمانی (۱۶)

انساں سب تھے دست و گریباں ترے بغیر
شیرازۂ جہاں تھا پریشاں ترے بغیر
تو مصلحِ حیات ہے، تو مژدۂ نجات
ممکن نہیں نجات کا ساماں ترے بغیر (۱۷)

بہارِ گلشنِ طیبہ کی نزہتوں کو سلام
قدم قدم پہ ہے جنت بھری نظر کے لئے (۱۸)

کبھی یہ زورِ بازو، تختِ کسریٰ کو ہلا بیٹھے

کبھی یہ عجز، فرشِ خاک پر سر کو جھکا بیٹھے
کبھی رفعت کا یہ عالم، سرِ عرشِ بریں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا، رحمۃ للعالمیں ﷺ تم ہو (۱۹)

ترے دردِ دل کی دوا ہے یہ
ترے ہر مرض کی شفا ہے یہ
تری زندگی کی بقا ہے یہ
اسی جلوہ گاہِ یقیں میں چل
تو عرب کی خلدِ بریں میں چل (۲۰)

اے سیدہ، اے اخترؔ! بیدار، خبردار
خدمت ہے بڑی خدمتِ دربارِ مدینہ (۲۱)

----

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات ۔ ص ۱۵

(۲) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو ۔ ص ۷۵۹ - ۷۶

(۳) تذکرہ نعت گو شاعرات ۔ ص ۱۵

(۴) تذکرہ شاعراتِ اردو ۔ ص ۲۲۱ / ندرت شبنم چغتائی کا ایم اے کا مقالہ (پنجاب یونیورسٹی) ص ۲۶۴، ۲۶۵

(۵) المنیر (ہفت روزہ) امرتسر پاکستان۔ جلد ۲۷۔ شمارہ ۳۹، ۴۰ - ۲۱ / ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۳۴۔ صفحہ اول

(۶) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ نومبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۶ (یہاں ان کی نظم "بیاں کرتے ہوئے یہ داستاں کچھ شرم آتی ہے" چھپی)

(۷) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۲۱

(۸) تذکرہ نعت گو شاعرات ۔ ص ۱۵

(۹) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۲، ۲۰۳

(۱۰) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۵ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۳ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔

اپریل ۱۹۸۸۔ "اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو"۔ حصہ اول۔ ص ۲۹

(۱۱) نقوش۔ لاہور۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۱۰۔ ص ۱۷۷ / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۰۱ھ۔ ص ۱۰۵۹

(۱۲) الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۰۵۹

(۱۳) ماہِ نو (ماہنامہ) کراچی "سیرتِ رسول ﷺ نمبر۔ جولائی اگست ۱۹۶۳۔ ص ۲۲، ۲۳ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ فروری ۱۹۸۹۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ دوم۔ ص ۸۳، ۸۴

(۱۳ الف) (۱۴) الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۳۶۵ (اسماء بلحاظِ حروفِ تہجی مدحت سرایانِ مصطفیٰ ﷺ مرتبہ محمد عالم مختارِ حق)

(۱۵) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ مارچ ۱۹۳۸۔ ص ۲۶

(۱۶) آستانہ۔ نومبر ۱۹۵۷۔ ص ۳۷ / اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری فروری ۱۹۸۰۔ ص ۱۲۲ / شفیق بریلوی۔ ارمغانِ نعت۔ طبع سوم بہ ترتیب نو۔ ص ۳۳۸ / کلام رضوی، رفیق احمد (مرتب)۔ گلدستہ سلام بحضور سید الانام ﷺ۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۷۸ / الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۳۵۸

(۱۷) انجام (روزنامہ) کراچی۔ ۲۳ جولائی ۱۹۶۳

(۱۸) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۶

(۱۹) المنیر (ہفت روزہ) امرتسر۔ ۲۱ / ۲۸ اپریل ۱۹۳۴۔ صفحہ اول

(۲۰) المنیر۔ ۲۱ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۴۔ صفحہ اول

(۲۱) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۶

اخترمحل' نواب

"تذکرہ شاعراتِ اردو" میں محمد جمیل احمد بریلوی نے مختلف تذکروں کے حوالے سے ان کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کا تعلق خاندانِ تیموریہ سے تھا۔ ۱۲۹۳ھ تک بقیدِ حیات تھیں۔ نہایت ذہین' طباع اور نیک مزاج تھیں۔ ان کے کلام سے پختگی اور کہنہ مشقی ظاہر ہوتی ہے۔ نعت و منقبت سے زیادہ شغف تھا (۱)۔ کبھی کبھی غزل بھی کہہ لیتی تھیں (۲)۔

فاطمہ بیگم نے اپنے مضمون "زبانِ اردو پر صنفِ نازک کا احسان" میں لکھا کہ ۱۲۸۰ھ کے لگ بھگ ان کی شاعری کا چرچا تھا (۳)۔ مولانا عبدالباری آسیؔ لکھتے ہیں کہ "ایک زمانے میں ایک ماہوار رسالہ "حدیثِ قدسی" نکلا کرتا تھا' اس میں اخترؔ کا اکثر کلام ملتا ہے"۔ (۴)

ہم نے کہیں پڑھا نہیں کہ اس نام کا کوئی رسالہ "ایک زمانے میں" "کہیں سے" نکلتا ہو۔ البتہ قاضی محمد عمر مظفر نگری کی مرتبہ کتاب "حدیثِ قدسی" میں اخترؔ کی "تضمین بر نعتِ قدسی" کے دس بند موجود ہیں۔ یہاں اخترؔ کا تعارف ان الفاظ میں ہے۔ "اخترؔ تخلص از خاندانِ امیر تیمور کہ اسمش در پردۂ عصمت است (۵)۔

ہر تذکرے میں اخترؔ کی نعت گوئی کے حوالے سے ان کی اسی تضمین کے چند اشعار ملتے ہیں۔ محمد جمیل احمد بریلوی نے اس کے گیارہ بند' قاضی محمد عمر نے دس بند' ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے ایک بند' ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "نعتِ قدسیؔ" میں چار بند (۶) اور خالد علیم کے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" مشمولہ نعت نمبر ۶ ماہنامہ "شام و سحر" لاہور میں تین بند درج کیے گئے ہیں (۷)۔

تذکرہ نویسوں نے عام طور پر ۱۲۹۳ھ کو ۱۸۷۶ء کے مطابق قرار دیا ہے اور ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے ۱۸۷۸ء لکھ دیا ہے۔ جبکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ ۱۲۹۳ھ فروری ۱۸۷۵ء سے شروع ہوا۔ ۲۸ جنوری ۱۸۷۶ء کو ۱۲۹۳ھ کا آغاز ہو گیا تھا (۸)۔

نمونۂ کلام یہ ہے:

سب سے پہلے رکیا پیدا ترا اللہ نے نور
پردۂ ذات میں اس نور کو رکھا مستور
اور اس نور کا اظہار ہوا جب منظور
"ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمد قرآن بزبانِ عربی"

وردِ عصیاں کے سبب سے ہے مری جان بلی
اور بچنے کی نہیں سوجھتی تدبیر کوئی
عرض اخترؔ کی بھی قدسیؔ کی طرح سے ہے یہی
"سیدی انتَ حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسیؔ پئے درمان طلبی"

---

(۱) جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۵۹ / "انگہ" کا ایم اے اردو کا مقالہ "اردو میں نعت گوئی (شہیدی سے پہلے اور خصوصاً بعد میں)"۔ ص ۷۵۔ پنجاب یونیورسٹی۔

(۲) ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات' ص ۴۳'۴۴

(۳) طفیل احمد بدرؔ (امروہوی) آفتابِ حرم۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ۱۹۳۱ء

(۴) عبدالباری آسیؔ۔ تذکرۃ الخواتین۔ ص ۱۲

(۵) محمد عمر مظفر نگری' قاضی (مرتب)۔ حدیثِ قدسی۔ مطبع رزاقی' دہلی۔ ۱۳۰۷ھ۔ ص ۲'۵

(۶) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جولائی ۱۹۸۸ء۔ "نعتِ قدسیؔ"۔ ص ۷۹

(۷) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ء۔ ص ۱۹۳ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)

(۸) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ' لاہور۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۱۱

ادا جعفری

عزیز جہاں بیگم نام ہے۔ جائے پیدائش بدایوں ہے جہاں ان کے والد قاضی بدر الحسن محکمہ زراعت میں سپرنٹنڈنٹ تھے (۱)۔ محمد جمیل احمد بریلوی اور شفیق بریلوی لکھتے ہیں کہ یہ اپنے والد کی تیسری صاحبزادی ہیں (۲) ماہِ ولادت اگست ۱۹۲۴ ہے (۳) ادا جعفری نے لکھا کہ پہلا شعر (۱۹۳۳ میں) نو سال کی عمر میں سب سے چھپ کر کہا۔ جب ڈرتے ڈرتے اپنی امی کو سنایا تھا تو ان کی آنکھوں میں شفقت کی پھوار برسی تھی (۴)۔ گھر والوں کو شعر سنائے تو سننے والوں نے خوب خوب مذاق اڑایا (۵)۔

۱۹۴۰ میں میٹرک کیا (۶) ڈاکٹر اے وحید لکھتے ہیں، ۱۹۴۶ تک آپ ادا بدایونی تھیں مگر جعفری سے شادی ہو جانے کے بعد ادا جعفری ہو گئیں (۷) محمد جمیل احمد بریلوی نے ان کی بڑی بہن مسرتِ حق کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۹۳۸ تک اختر شیرانی سے استفادہ کیا، پھر جعفر علی خاں اثر لکھنوی سے اصلاح لی (۸) جبکہ وہ خود کہتی ہیں۔ "ابتدائی زمانے میں چند نظموں پر اثر لکھنوی سے اصلاح لی تھی، ان کے سوا کسی اور سے مشورہ نہیں کیا" (۹) اردو کے علاوہ فارسی اور ہندی زبانوں سے بھی واقفیت ہے۔ ابتدائی دور کی نظمیں اختر شیرانی کے "رومان" میرزا ادیب کے "ادبِ لطیف" مولانا تاجور (نجیب آبادی) کے "شاہکار" اور کئی دوسرے جرائد میں چھپتی رہیں (۱۰) کئی مجموعہ ہائے کلام چھپ چکے ہیں جن میں "میں ساز ڈھونڈتی رہی" (۱۹۴۷) اور "غزالاں تم تو واقف ہو" شامل ہیں (۱۱)

ادا جعفری کو مذہبی لگاؤ ہونے کی وجہ سے نعت گوئی سے بھی خاصی دلچسپی ہے، بلکہ ان کی نعت گوئی میں ان کا دلی خلوص صاف جھلکتا ہے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے حضور والہانہ محبت اور بے اختیاری سے عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں (۱۲)

نمونۂ نعت یہ ہے:

یہ حسنِ نوازش، یہ اوجِ سعادت
یہ دل اور مجالِ سلامِ عقیدت

یہ سر اور دہلیزِ سرکارِ عالم ﷺ
یہ جاں اور جمالِ حریمِ محبت
اِدھر چشم گوہر آب آئینہ ساماں
اُدھر ناز فرما ہے طغیانِ رحمت
تری یاد دل کو متاعِ گرامی
ترا نام لب پر کمالِ عبادت
چراغاں چراغاں نقوشِ کفِ پا
یہی ماہِ تاباں، یہی مہرِ طلعت
دلوں کو ہے کافی شہِ دین و دنیا ﷺ
تری اک نگاہِ کرم کی معیت (۱۳)

ذکر ان کا ابھی ہو بھی نہ پایا ہے زباں سے
دل میں یہ اجالے سے اتر آئے کہاں سے
لوں سانس بھی آہستہ کہ یہ جائے ادب ہے
تحریر کروں اسمِ نبی ﷺ ہدیۂ جاں سے
وہ جس کی طلب گار ہے خود رحمتِ یزداں
زینت ہے دو عالم کی اسی سروِ رواں سے
یہ خوف، یہ صحرا، یہ کڑی دھوپ کے تیور
ہے آس بہت آپ ﷺ کے دامانِ اماں سے (۱۴)

بے شک مرے مولا ﷺ کا کرم حد سے سوا ہے
ممدوحِ دو عالم ﷺ کی مرے سر پہ ردا ہے
خوشبو سی جھلک آئی ہے آئینۂ گل سے
انسان کوئی آپ ﷺ سا دیکھا، نہ سنا ہے
مہر و مہ و انجم تری گلیوں کے ہیں ذرے

آقا ﷺ ترے در سے تو اجالا ہی ملا ہے
آسیب زدہ شہر سے آئی ہوں مدینے
جھولی میں مری ہے تو بس اک حرفِ دعا ہے (۱۵)

آفاق جس جمال سراپا سے محترم
افلاک جن کے نقشِ کفِ پا سے محترم
ہادی بھی آپ، نازِ ہدایت بھی آپ ﷺ ہیں
صادق بھی اور یقینِ صداقت بھی آپ ﷺ ہیں
ہاتھوں میں جن کے دامنِ رحمت ہے آپ ﷺ کا
ان کی طرف نگاہِ کرم بہرِ کبریا! (۱۶)

روشنی کے حوالوں سے لکھنا وہ اسمِ جمالِ بشر
بارشِ رنگ ہو، پھول ہوں چار سُو، تب انھیں سوچنا
جن کا مداح ہے خالقِ دو جہاں، مالکِ ہر مکاں
حرف سے ماورا ہو سکے گفتگو، تب انھیں سوچنا
وہ وقارِ زماں، افتخارِ زمیں، تابِ کون و مکاں
ذرے ذرے میں دیکھو جو حسنِ نمو، تب انھیں سوچنا
ان کے در کے سوا اور پہچان کوئی ہماری نہیں
چاہو اپنی نگاہوں میں جب آبرو، تب انھیں سوچنا (۱۷)

اوراق ہیں بکھرے ہوئے اے مصحفِ دینِ مبیں!
اپنوں سے رشتہ توڑ کر اپنوں کی آنکھیں جھک گئیں
ملت تری، امت تری، اور یوں پریشان و حزیں
اے التفاتِ بیکراں! یا رحمۃ للعالمیں ﷺ (۱۸)

طوفاں میں جیسے دور سے ساحل دکھائی دے

میں ان کو سوچ لوں، مجھے منزل دکھائی دے
یہ اور راستے ہیں حُدی خواں! سنبھل کے چل
طیبہ کا ذرہ ذرہ مجھے دل دکھائی دے
وہ راہرو نہیں ہے، اسے کارواں کہو
اس در کی آرزو میں جو شامل دکھائی دے
مل جائیں گے وہیں سے اجالے، جہاں ادا
تنویرِ مہر و ماہ بھی سائل دکھائی دے (۱۹)

نہ دسترس میں روشنی، نہ حرف ہی ستارہ گوں
میں اسمِ پاک آپ ﷺ کا لکھوں تو کس طرح لکھوں
کریم ہیں، بشیر ہیں، حبیبِ ربِ کبریا ﷺ
سکونِ قلبِ ناتواں، نویدِ شوقِ بے سکوں
رحیم ہیں، رؤف ہیں، پناہ بھی قریب بھی
ہوائیں ساتھ دیں نہ دیں، میں بے قرار کیوں رہوں
زماں زماں، مکاں مکاں حضور ﷺ آپ کے سوا
تمام وہم اور گماں، سبھی فسانہ و فسوں
یہ بات ہے نصیب کی مرے امیدِ کارواں
میں گردِ راہِ کارواں، غبار و نا[illegible] ہوں
نگہ سے کیا بیاں ہوا، زباں سے کب ادا ہوا
جو حرفِ شوق دل میں ہے، نہ کہہ سکوں، نہ لکھ سکوں (۲۰)

----

(۱) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۳۱ / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۷
(۲) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۳۱ / تذکرہ شاعراتِ پاکستان مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۷
(۳) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۳۱ / تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۲۷ / نقوش۔ سالنامہ۔ شمارہ

۱۳۱۰ھ۔ ص ۱۸۹ / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۷

(۴) افکار (ماہنامہ) کراچی۔ اپریل ۱۹۸۹ء۔ ص ۱۹ (اگلی قسط میں لکھا ہے کہ دس بارہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا (افکار۔ مئی ۱۹۸۹ء۔ ص ۲۴)

(۵) ادا جعفری۔ شہر درد۔ طبع سوم۔ ص ۲۰۳ (پس منظر)

(۶) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۲۷

(۷) فیروز سنز۔ جدید شعرائے اردو۔ ص ۱۰۷۹

(۸) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۳۱

(۹) ادا جعفری۔ ساز سخن بہانہ ہے۔ طبع سوم۔ ص ۱۳

(۱۰) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۷

(۱۱) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۲۷ / جنگ (روزنامہ) کراچی۔ ۲۲۔ اپریل ۱۹۹۸ (آج کا شاعر)

(۱۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۳

(۱۳) شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ طبع سوم۔ ص ۳۲۸ / راجا رشید محمود (مرتب) نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔ ص ۳۲ / فضل فتح پوری، سید افضال حسین نقوی۔ اردو نعت: تاریخ و ارتقا۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۷ / نور محمد ربانی، ڈاکٹر (مرتب) کشف العرفان۔ ص ۳۱۸ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۲ / رفیق احمد کلام رضوی (مرتب) گلدستۂ سلام بحضور سید الانام ﷺ۔ ص ۷۹ / الرشید۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۱۲۵۸ / اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری فروری ۱۹۸۰ء۔ ص ۱۰۹

(۱۴) اظہار۔ سیرت نمبر۔ دسمبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۳۸ / تابش صدیقی (مرتب) منتخب نعتیں۔ مطبوعاتِ حرمت، راولپنڈی، طبع اول۔ جولائی ۱۹۸۳ء۔ ص ۲۰، ۲۱

(۱۵) ریاض ندیم نیازی (مرتب) مدینے والے۔ جہانگیر سنز، لاہور۔ ص ۲۰

(۱۶) ممتاز حسن (مرتب) خیرالبشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۵۹

(۱۷) ناصر زیدی (مرتب) ۱۰۱ منتخب نعتیں (نعتِ مصطفیٰ ﷺ) ص ۲۵

(۱۸) جنگ (روزنامہ) کراچی۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۸ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۵

(۱۹) نقوش۔ شمارہ ۱۳۳۔ ستمبر ۱۹۸۶ء۔ ص ۳۱۷ / حفیظ تائب (مرتب) بہارِ نعت۔ ص ۲۲ / الرشید۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۱۲۵۸ / صبیح رحمانی (مرتب)۔ ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ دسمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۳۳

(۲۰) یامین وارثی (مرتب)۔ نورِ مصطفیٰ ﷺ۔ فائن آرٹ اینڈ کمپنی، کراچی۔ ص ۳۱

اعجاز، دلھن پاشاہ بیگم

نواب جہانگیر یار جنگ کی دختر، دکن کی تاریخ کی سب سے پہلی ملکہ جنہوں نے اردو میں شعر کہے۔ ۱۳۲۲ھ میں آصف جاہ سابع میں شادی ہوئی۔ شہزادہ اعظم جاہ اور نواب معظم جاہ ان کے بطن سے ہوئے۔ ۱۳۵۳ھ میں زیارتِ حرمین کی سعادت حاصل کی۔ عبدالرزاق بسمل، جمیل احمد بریلوی اور طفیل احمد بدر امروہوی نے اپنے تذکروں میں ان کا ذکر کیا ہے (۱)۔

نصیر الدین ہاشمی لکھتے ہیں۔ "آپ کا کلام پختگی، خیالات کی بلندی اور زبان کی صفائی اور پاکیزگی سے بحد صفت موصوف ہے"۔ (۲)

نمونۂ نعت یہ ہے:

میرا مولا درِ آقا ﷺ پہ مجھے لایا ہے
آج کیا اخترِ طالع نے شرف پایا ہے
ہے وہ در آپ کا، دربان ہے جس کا جبرئیلؑ
اور اسی باب سے خالق کا سلام آیا ہے
کیا بشر کی ہے حقیقت جو کوئی وصف کرے
سب مریضوں نے یہاں جامِ شفا پایا ہے
عرضِ مقصد جو کیا بیٹھ کے جالی کے قریب
کس زباں سے کہوں، دل میں جو جواب آیا ہے
اے مسیحِ دو جہاں! لطف ہو اعجازؔ پہ بھی
سب مریضوں نے یہاں جامِ شفا پایا ہے (۳)

---

(۱) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۷ (خالد علیم کا مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی")

(۲) نصیر الدین ہاشمی۔ خواتینِ عہدِ عثمانی۔ کتب خانہ سعیدیہ، حیدر آباد دکن۔ ص ۱۱

(۳) طفیل احمد بدر۔ آفتابِ حرم۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ۱۹۳۹ء

افشاں عباسی

گونگے لفظوں کو صدا کی نغمگی تجھ سے ملی
میرے فانوسِ ہنر کو روشنی تجھ سے ملی

زندگی کا حبس کے مارے گھٹا جاتا تھا دم
ایسے موسم میں ہوا کی تازگی تجھ سے ملی

صبحِ نو کا جب فلک پر بھی نہ تھا نام و نشاں
اندھی راتوں کو بھی اس دم روشنی تجھ سے ملی

دندناتا پھر رہا تھا ظلم جب چاروں طرف
ایسے عالم میں جہاں کو آشتی تجھ سے ملی

یہ کرم کیا کم ہے تیرا مجھ پہ اے شاہِ عرب ﷺ
میرے جسم و روح کو پاکیزگی تجھ سے ملی

مکتبِ تخلیقِ آدم سے تھا یکسر بے ہنر
آدمی کو آدمیت، آگہی تجھ سے ملی

شہرِ شب میں جس کو افشاں ڈھونڈھتی پھرتی رہی
چودھویں کے چاند کی وہ چاندنی تجھ سے ملی

مرقعِ اشعر (مرتب) م، م [illegible]۔ مطبوعہ ملتان۔ اشاعتِ اول۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۷۱

افتخار بیگم بدایونی، ڈاکٹر

مولوی اقبال احمد کی بیٹی، ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی کی اہلیہ۔ جون ۷ ۱۹۳۴ء میں محلہ شیخ پٹی بدایوں میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم خاندانی روایت کے مطابق گھر میں ہوئی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ان کا خاندان علی گڑھ چلا گیا جہاں ان کے برادر ظفر احمد صدیقی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ علی گڑھ میں پرائیویٹ امتحان دے کے بی اے کیا۔ ۱۹۵۴ء میں اپنے ماموں پروفیسر ضیا احمد کے بیٹے ظہیر احمد سے شادی ہو گئی۔ ۱۹۶۰ء میں دہلی یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔ ۱۹۶۸ء میں علی گڑھ ویمن کالج میں لیکچرار ہو گئیں۔ ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹریٹ کی۔ ۱۹۷۷ء سے ذاکر حسین کالج، دہلی میں پڑھاتی ہیں۔

شاعری میں اپنے حقیقی بھائیوں ظفر احمد صدیقی اور اظہر کمالی سے مشورہ کرتی ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں عمرے کی نیت سے حرمین شریفین کا سفر شوہر کے ساتھ کیا اور اسی سفر کے دوران شعر کہے۔ تین شعر سید شہید حسین زیدی بدایونی نے "تذکرہ شعرائے بدایوں" میں نقل کیے ہیں:

خاکِ طیبہ تجھے آنکھوں سے لگاؤں اپنی
جانے ان راہوں پہ پھر میرا گزر ہو کہ نہ ہو
زندگی بھر کی قضا آج ادا ہو جائے
پھر میسر پہ سجدہ ترا در ہو کہ نہ ہو
اے دعاؤ! دُرِ مقصود سے دامن بھر لو
اتنا نزدیک کبھی بابِ اثر ہو کہ نہ ہو

شہید حسین زیدی، سید۔ تذکرہ شعرائے بدایوں۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷ء۔ ص ۱۳۵، ۱۳۶

افضل خاتون بدایونی

"تذکرۂ نعت گو شاعرات" میں ہے:

"افضل خاتون نام' اقدس النسا عرف' افضل تخلص۔ بدایوں کی رہنے والی تھیں۔ پروفیسر (ڈاکٹر) محمد ایوب قادری صاحب "تذکرۂ شعرائے بدایوں" (قلمی) کا خیال ہے کہ متولی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ صاحبِ استعداد اور دیندار خاتون تھیں"۔

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عاشقِ زار تھیں اور عورتوں کی اصلاح کا جذبہ رکھتی تھیں۔ انھوں نے عورتوں کے لئے ان کی زبان میں ایک میلاد شریف "افضل الذکر" کے نام سے لکھا تھا جو ۱۳۱۸ھ میں طبع ہوا۔ اس میلاد میں اگرچہ منظوم کلام تمام تر حکیم حافظ مجاہد الدین احمد ذاکر بدایونی کا شامل ہے لیکن افضل خود بھی نعت کہتی تھیں۔ آغازِ میلاد میں حمدِ باری اور آخر میں مناجات خود ان کے قلم سے ہے۔ ان کا نعتیہ کلام دستیاب نہیں ہو سکا۔ صرف مناجات پیشِ نظر ہے" (۱)۔

پروفیسر محمد ایوب قادری اور ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری دونوں نے افضل کی کوئی نعت نہیں دیکھی۔ میرا گمان ہے کہ اگر انھوں نے نعت کہی ہوتی تو میلاد میں جہاں انھوں نے اپنی حمدِ باری اور مناجات شامل کی ہیں' اپنی ایک آدھ نعت بھی ضرور شامل کر دیتیں۔ بہرحال' ان کی مناجات میں حضور ﷺ کے وسیلے کے جو شعر ہیں' وہ نذرِ قارئین ہیں:

یا الٰہی بحقِ پیغمبر ﷺ
بخش میرے گناہ سر تا سر
ہو نہ عقبیٰ میں مجھ کو کوئی غم
اے خدا' از پئے شفیعِ امم ﷺ

ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۹' ۲۰

امت الکریم

امام بخش صہبائی کی نبیرہ زادی' مولوی عبد القیوم کی صاحبزادی۔ ۱۸۹۴ میں پیدا ہوئیں۔ ان کا شجرۂ نسب حضرت ابراہیم ادھمؒ سے ملتا ہے۔ سولہ برس کی عمر میں کتاب "سفیرِ نسواں" لکھی۔ حمایتِ اسلام کے زنانہ سکول میں پڑھاتی رہیں۔ الٰہ آباد کے گرلز مڈل سکول میں پڑھانے کا موقع ملا تو شعر و ادب کے ذوق میں بھی اضافہ ہوا۔ مضمون نگاری اور شعر و شاعری کا ذوق تھا۔ نظم و نثر اور قصیدہ نگاری پر کئی انعامات حاصل کئے۔ عبد الرزاق بسمل نے "تذکرۂ جمیل" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تذکرۂ جمیل کی اشاعت کے وقت (۱۹۲۹) تک حیات تھیں۔ اس تذکرے میں ان کی "فریاد بحضورِ سرورِ کائنات ﷺ" مسدس شامل ہے۔ خالد علیم نے اس نظم کے بارے میں لکھا ہے۔ "یہ نعتیہ نظم فنی چابک دستی اور پختگی سے عاری ہے۔ مصرعوں میں حشو و زوائد بھی بہت ہے' تاہم شاعرہ کے سچے جذبے کی ترجمانی کرتی ہے" (۱)۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے اس نظم میں سے نمونۂ کلام نقل کیا ہے تو مسدس کے درج ذیل بند میں سے پہلے چار مصرعے دو شعروں کی صورت میں پیش کر دیے ہیں اور پہلے لفظ "ہے" کو "ہیں" میں بدل دیا ہے (۲)۔

ہے ترے صدقے' مرے رحمتِ عالم آقا ﷺ
اب تو آ کر کے لگا زخموں پہ مرہم آقا ﷺ
بے کسوں اور یتیموں پہ ترحم آقا ﷺ
ورنہ ہو جائیں گے برباد یونہی ہم آقا ﷺ
شانِ اسلام زمانے کو دکھا دے آ کر
اپنی بگڑی کو پھر اک دم میں بنا دے آ کر

---

(۱) شام و سحر۔ نعت نمبر ۹۔ ص ۱۹۳
(۲) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۲۴

انجنا سندھیر، ڈاکٹر

رام پرشاد سندھیر کی بیٹی رڑکی (اتر پردیش۔ انڈیا) میں یکم ستمبر ۱۹۶۰ کو پیدا ہوئیں۔ پھر ان کے والد احمد آباد (گجرات) آ بسے۔ انجنا کی تعلیم و تربیت یہیں ہوئی۔ ایم اے، پی ایچ ڈی ہیں۔ مادری زبان پنجابی ہے۔ اردو میں شاعری کرتی ہیں۔ ایک ہندی اخبار کی ایڈیٹر ہیں۔ گجراتی اخبار میں کالم لکھتی ہیں اور احمد آباد کے ایک کالج میں لیکچرار ہیں۔ ان کا پہلا مجموعۂ کلام "موجِ سحر" دہلی سے چھپا ہے جس کا آغاز نعت سے ہوا ہے۔

میں بھی آنکھوں سے کبھی گنبدِ خضرا دیکھوں
آرزو ہے، شہِ بطحا ﷺ کا میں روضہ دیکھوں

پہلے مکے میں رہوں، پھر میں مدینے جاؤں
کعبے کو دیکھ کے میں کعبے کا کعبہ دیکھوں

مجھ کو بھی اپنی غلامی کا شرف دو آقا ﷺ
خاکساروں میں مَیں یہ نام بھی لکھا دیکھوں

سر بہ سجدہ جہاں رہتے ہیں فرشتے ہر دم
میں بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کا وہ روضہ دیکھوں

مجھ پہ بھی شاہِ دو عالم ﷺ کی نظر ہو جائے
اوج پہ اپنے مقدر کا ستارہ دیکھوں

انجنا سندھیر، ڈاکٹر۔ موجِ سحر۔ تخلیق کار پبلشرز، دہلی۔ ۱۹۹۰۔ ص ۱۱

انور امروہوی، رضیہ

انوری بیگم نام اور انورؔ تخلص لیکن رضیہ انور کے نام سے مشہور ہیں۔ ۲۔ اکتوبر ۱۹۱۹ کو امروہہ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد حاجی قطب الدین شملہ میں ملازم تھے چنانچہ انورؔ نے وہیں تعلیم پائی۔ مارچ ۱۹۴۳ میں شادی ہوئی۔ شوہر عقیق احمد عباسی بھی اعلیٰ ادبی ذوق کے مالک ہیں (۱) ۱۹۴۷ میں پاکستان آ گئیں اور اسی وقت سے کراچی میں مقیم ہیں۔ شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ شفیق بریلوی نے "تذکرہ شاعراتِ پاکستان" میں بہزاد لکھنوی کی نعتیہ شاعری سے ان کی دلچسپی کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نعت گوئی ان کا خاص موضوع رہا ہے (۲) انورؔ کی تین بہنیں اور دو بھائی ہیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

ساقیِ کوثر ﷺ! اک جام ادھر بھی
مالکِ رحمت ﷺ! ہم بھی ہیں پیاسے
مہرِ منور تجھ سے درخشاں
طور کا جلوہ تیری ضیا سے (۳)

رضواں نے سنی ہو گی تعریف مدینے کی
اک اور بھی جنت ہے جنت کے نمونے کی (۴)

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۳۹، ۴۰
(۲) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۲۵
(۳) ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے دوسرا شعر الگ لکھا ہے اور مہر منور کو "مہر منور" اور "ضیا سے" کو "ضیا ہے" لکھا ہے"۔ (ص ۲۶)
(۴) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۴۴

انیسہ ہارون شروانیہ

حاجی فیض اللہ خاں شروانی مہاجر مکی کی پوتی، محمد یونس شروانی رئیس دتاولی ضلع علی گڑھ کی بیٹی اور زرخ ش (زاہدہ خاتون شروانیہ) کے والد نواب سر مزمل اللہ خاں شروانی (رئیس بھیکم پور) کی بھانجی۔ مولوی محمد یعقوب سے عربی و فارسی کی تحصیل کے علاوہ حدیث، فقہ اور تفسیر اپنے والد سے پڑھی۔ "اوج" لاہور کے نعت نمبر (جلد دوم۔ ص ۱۱۵) میں غلطی سے ان کا نام "امینہ" لکھا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق اور ان سے استفادے کی صورت میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے تو انیسہ کی تاریخ پیدائش نہیں لکھی۔ البتہ خالد علیم اور ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری نے سن ۱۹۱۰ء لکھا ہے (۱)۔ سب تذکروں میں لکھا ہے کہ ۱۹۲۲ میں ان کی شادی ان کے چچا زاد، پروفیسر ہارون خاں شروانی سے ہوئی۔ تعجب اس بات پر ہے کہ کیا واقعی ان کی شادی ۱۲ سال کی عمر میں ہو گئی تھی۔ ایسا تو نہیں کہ ۱۹۰۱ء کے بجائے غلطی سے سن پیدائش ۱۹۱۰ لکھا گیا ہو۔ کیونکہ ہمارے یہاں نام نہاد تحقیق بھی یہی ہے کہ سوچے سمجھے بغیر نقل در نقل چلتی رہے۔ سن پیدائش ۱۹۱۰ء یوں بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ "انیسیات" کے دورِ اول میں ان کی ایک نظم "بہ زمانۂ آشوبِ چشم" شامل ہے جس کے ساتھ صراحت موجود ہے کہ یہ ۱۹۲۶ء میں کہی گئی تھی۔ اور تیرہ اشعار کی یہ نظم جس کے دو شعر بطورِ نمونہ درج کیے جا رہے ہیں، چھ سال کی عمر میں نہیں کہی جا سکتی۔

پروردگار! دے مجھے غیرت شعار آنکھ
پاس و لحاظ و مہر کی سرمایہ دار آنکھ
ہو غرقِ بحرِ غم دلِ درد آشنا اگر
کیا کیا نکالے ہے گہرِ آبدار آنکھ (ص ۳۹-۴۱)

شاعری کے آغاز کے بارے میں ڈاکٹر ابو سلمان نے لکھا ہے کہ ۱۹۲۲ میں ہوا (۲)۔ خالد علیم نے ۱۹۲۳ لکھا ہے اور ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں کہ محترمہ کی شاعری ان کے سفرِ حج کا تحفہ ہے (۳) اور سفرِ حج ۱۹۲۷ میں ہوا۔

فاطمہ بیگم نے ان کے بارے میں لکھا کہ "نواب محمد یونس خاں شروانی کی صاحبزادی انیسہ خاتون، 'پنہاں' تخلص کرتی ہیں" (۴)۔ خالد علیم نے اس بیان کو بِن و عَن نقل کر دیا ہے (۵) جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ ان کے مجموعۂ کلام "انیسیات" کی کسی نظم یا غزل میں "پنہاں" تخلص استعمال نہیں ہوا، البتہ تین مقامات پر انیسہ تخلص نظر آتا ہے (۶) مجلہ "اوج" کے نعت نمبر میں "انیسیات" کو "انیات" لکھا ہے (جلد دوم۔ ص ۱۱۵)

۱۹۳۸ میں انیسہ نے مغربی ممالک کا سفر بھی کیا۔ شاعری میں کسی سے تلمذ نہیں (۷) شادی کے بعد حیدر آباد آ گئیں (۸)

"انیسیات" کا جو نسخہ میرے ذخیرۂ کتب میں ہے، اس کے آخری دس صفحات پھٹے ہوئے ہیں (ص ۱۸۳ تا ۱۹۲ ـ "منتشرات")۔ کتاب کے آغاز میں "تقریب" کے عنوان سے کیفی چڑیاکوٹی (۹) کی تقریظ ہے۔ کلام میں عشقِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کے بیان کو پُر کیف اور پُر سوز انداز میں کمال ادب کے ساتھ ادا کیا ہے۔ زبان سادہ و رواں ہے۔ بے ساختگی اور برجستگی بھی پائی جاتی ہے (۱۰) ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری کہتے ہیں، انھوں نے حمد میں نعتیہ مضامین داخل کیے ہیں۔ ان کی نعتوں میں بے قراری اور بے تابی کے مضامین کی کثرت ہے (۱۱)

ان کے سفرِ حج کے بارے میں سب تذکرہ نویسوں نے ۱۹۲۸ کا سن متعین کیا ہے جو غلط ہے۔ کیونکہ "انیسیات" میں دو جگہوں پر انھوں نے خود ۱۳۴۵ھ لکھا ہے۔ جن کے آغاز میں لکھا ہے "وارداتِ حج و زیارت جو دورانِ سفرِ حرمین الشریفین میں بطورِ نذرِ محقر قلمبند کی گئیں" (۱۲) اور ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ گیارہ جون ۱۹۲۷ کو تھا (۱۳)

انیسیات کے "دورِ اول" میں ۱۳ منظومات ہیں۔ ○ اللہ ہو اللہ ○ کعبۂ مقصود ○ جلوۂ حرمِ پاک ○ داخلی کعبۃ اللہ شریف ○ جادۂ دیارِ حبیب ﷺ روحی فداہ ○ آستانہ بوسی ○ درِ دولت پر حاضری ○ نعت شریف ○ نالۂ فراق ○ بے قراری ○ مرے دل میں ○ بے تابی اور ۱۹۲۶ میں کہی گئی نظم "بہ زمانۂ آشوبِ چشم"

"دورِ ثانی" مشتمل بر افکارِ علالت طویل و مسلسل ہے (ص ۴۳ تا ۴۲)۔ "دور

حال" (۳۳ تا ۳۸) میں بھی کئی نعتیں ہیں۔ پھر "قومی و اخلاقی غزلیات" ہیں (ص ۳۹ تا ۱۵۳) اور آخر میں "مخصوصات" یعنی وہ نظمیں ہیں جو خاص مواقع پر کہی گئیں۔

تذکرہ نگار حضرات نے لکھا ہے کہ "انیسیات" کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے (۱۴) جبکہ واقعہ یہ ہے کہ دورِ اول' دورِ ثانی اور دورِ حال کے علاوہ قومی و اخلاقی غزلیات' مخصوصات اور منتشرات کے عنوان سے بھی کلام درج کیا گیا ہے۔ ہمارے محترم تذکرہ نگار شاید یہ سمجھے ہیں کہ دورِ اول' دورِ ثانی اور دورِ حال زمانی ترتیب سے ہیں۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ دورِ اول میں زیادہ تر منظومات سفرِ حرمین سے متعلق ہیں' دورِ ثانی ان کی طویل علالت کا دور ہے اور دورِ حال میں غزلیات اور خاص مواقع پر کہی گئی منظومات کے علاوہ سب کچھ ہے۔ شاید حج انھوں نے ۱۳۴۵ھ میں کیا اور اس دوران میں جو نظمیں اور نعتیں کہیں' وہ دورِ اول میں ہیں۔ جبکہ دورِ ثانی میں ۱۹۳۱' اور ۱۹۳۶ میں کہی گئی یا شائع ہونے والی منظومات ہیں۔ اسی طرح "دورِ حال" میں ۱۳۵۸ھ' ۱۹۲۸' ۱۹۳۳' ۱۹۳۹' ۱۹۴۰ کی منظومات بھی ہیں۔

انیسہ خاتون کی نعتیہ منظومات کے چند اشعار بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں۔

مجھے تو نے یا رب مدینہ دکھایا
سنہری کلس' سبز قبہ دکھایا
سفر میں مدینے کے منزل بہ منزل
ان آنکھوں کو قدرت کا نقشہ دکھایا

(۱۳۔ اشعار کی نظم "جادۂ دیارِ حبیب ﷺ روحی فداہ")

میں آج عتبہ بوس ہوں اس بارگاہ کی
جو خواب گاہ ہے شہِ عالم پناہ ﷺ کی

(سات اشعار کی نظم "آستانہ بوسی")

نبی ﷺ کا آستاں ہے اور میں ہوں
عیاں سوزِ نہاں ہے اور میں ہوں

(۱۹۔ اشعار کی نظم "درِ دولت پر حاضری")

عازم سوئے طیبہ (۱۵) ہے دیوانہ محمد ﷺ کا
تن من' دل و جاں سب ہے نذرانہ محمد ﷺ کا

(سات اشعار کی "نعت شریف")

نسبت خاص نہ کیوں حضرتِ والا ﷺ سے رکھوں
یاد کیا "طَالِعُ بِلٰیٓ" کا مجھے ارشاد نہیں

(سترہ اشعار کی نظم "نالۂ فراق")

ہوئے ختم لیل و نہارِ مدینہ
نہ دل بھر کے دیکھی بہارِ مدینہ

(بارہ اشعار کی نظم "بے قراری")

ہر دم رخِ انور کا ہے جلوہ مرے دل میں
کیا صلِ علیٰ نور اتر آیا مرے دل میں

(۹۔ اشعار کی نظم "مرے دل میں")

قبر میں کھول کے دل میرا ملائک دیکھیں
عشقِ احمد ﷺ کے نقوش اس پہ رقم دیکھیں گے

(نو اشعار کی نظم "بے تابی")

ضیائے عالمِ امکاں محمد ﷺ
چراغِ روشن و تاباں محمد ﷺ

(دس اشعار کی نعت شریف)

مرے پیش نظر ہیں روز و شب جلوے محمد ﷺ کے
دو عالم سے کیا فارغ نشیں - صدقے محمد ﷺ کے

(آٹھ اشعار کی نعت شریف)

محمد ﷺ سرورِ کون و مکاں ہے
محمد ﷺ افتخارِ انس و جاں ہے

(آٹھ اشعار کی نعت شریف)

دم آخر نہ ہو جائے سرکار ﷺ دیکھو
یہی آرزو ہے کہ اک بار دیکھو

(نو اشعار کی نعت شریف)

مجھے یاد فرما رہے ہیں دوبارہ
مقدر کا چمکا ہے شاید ستارہ

(دس اشعار کی نعتیہ نظم)

حضرتِ عیسیٰؑ نے دی جس کی نبوت کی نوید
چشمِ موسیٰؑ کو تھا جس کا انتظار، آ ہی گیا

(آٹھ اشعار کی نعت شریف)

چھوڑ کر گوشۂ دلگیر رسولِ اکرم ﷺ
دربدر ٹھوکریں کھاؤں، مجھے سودا کیا ہے

(۹۔ اشعار کی نعت شریف)

مصرعِ فارسی "وسیلہ جز تو نہ اے ختمِ مرسلین ﷺ دارم" پر آٹھ اشعار کی تضمین بھی شامل کتاب ہے۔

ہوئے کافور سارے رنج و محن
جب لیا نام پاک احمد ﷺ کا

(اس میں تین اشعار "حمد و نعت" کے ہیں)

صدرِ بزمِ علا بن کے آئے
خاتم الانبیا ﷺ بن کے آئے
مصطفیٰ مجتبیٰ ﷺ بن کے آئے
خوب اصلِ علی بن کے آئے
آج شادی ہے گھر آمنہؓ کے
ہوں مبارک قدم مصطفیٰ ﷺ کے (۱۶)

(دس بند کی نظم "قدومِ میمنت لزوم سرکارِ دو عالم ﷺ")

خود حضرتِ باری کے محبوب ﷺ جو ہوں، ان کو
لکھنے بھی تو کیا لکھے، کہئے بھی تو کیا کہئے

(سات اشعار کا "قطعہ معراج مبارک")

"انیسیات" میں ایک "دو غزلہ حمد و نعت" ہے جس میں حمد کے گیارہ اور نعت کے آٹھ اشعار ہیں۔

انیسہ خاتون شروانیہ کو حضور سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے اس قدر محبت اور عقیدت تھی کہ وہ حمد کہیں یا غزل نعت کے اشعار ضرور شامل کر دیتی تھیں۔

ان کی حمد میں نعت کے اشعار یوں آ جاتے ہیں۔

احمد ﷺ کا محمود ہے جو
بندوں کا معبود ہے جو
سجدوں کا مقصود ہے جو
ہر شے میں موجود ہے جو
ہاں ہاں، میں اسی کی ہوں
بے شک میں اسی کی ہوں

جب نعت نہ ہو لب پر، خامہ ہو رواں کیونکر
ہر رنگ مجھے یکسر پھیکا نظر آتا ہے

ملے تیری الفت کا گنج فراواں
نہیں چاہئے مال و دولت الٰہی
اگر دوسری چیز باقی ہو دل میں
تو ہو وہ نبی ﷺ کی۔ محبت الٰہی

خواب میں جلوۂ محبوب ﷺ دکھایا تو نے
مرحبا، کیا رمزی بگڑی کو بنایا تو نے

چارہ فرمائے خاطرِ رنجور
یا محمد ﷺ ہیں اور یا ہے تو

فرقت کروں میں کب تک گوارا
پروردگارا' پروردگارا
قربان نہ ہوں کیوں دل اور جاں سب
احمد ﷺ ہے میرے پیارے کا پیارا

حمدِ باری تعالیٰ میں یہ حال ہے تو غزل میں یہ صورت کیوں نہ نکلے کہ

عشقِ رسولِ پاک ﷺ پہ ذاتِ خبیر کو
اپنا فقط گواہ کیے جا رہی ہوں میں

کیوں انیسہؔ کو ہو ضعفِ زنجیرِ پا
گر بلائیں نبی ﷺ' سر کے بل جائے گی

---

(۱) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۰۵ / اسمٰعیل آزاد فتح پوری' ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (ابتدا سے عہدِ محسن تک) نسیم بک ڈپو لکھنؤ۔ بار اول۔ ۱۹۹۲۔ ص ۲۲۳---- لطیفہ یہ ہے کہ آزاد فتحپوری کی کتاب میں غلطی سے سن ۱۹۱۰ء پیدائش کے بجائے وفات کا سال لکھا ہے۔ "آپ کی وفات ۱۹۱۰ء میں ایک پڑھے لکھے خانوادے میں ہوئی"۔

(۲) ابو سلمان شاہجہانپوری شاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۲۷

(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۰۵ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)

(۴) خلیل احمد بدرؔ (امروہوی) آفتابِ حرم۔ ص ۳۱۵

(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۰۶

(۶) انیسہؔ ہارون شروانیہ۔ انیسیات۔ اردو محل' حیدر آباد دکن۔ س ن (شاعرہ نے "تمہید" کے آخر میں لکھا ہے۔ جنوری ۱۹۳۶)۔ ص ۵۵' ۸۳' ۱۵۸

(۷) انیسیات۔ ص ۱۴ (تمہید)

(۸) رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۲۵

(۹) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق' خالد علیم اور ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "چرچا کوئی" لکھا ہے جو درست نہیں۔

(۱۰) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۲۸ / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۲۷

(۱۱) اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (ابتدا سے محسن تک) ص ۴۳

(۱۲) انیسیات۔ ص ۲۳' ۲۹

(۱۳) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہر تقویم۔ ص ۲۱۹

(۱۴) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۲۵ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۲۲۳

(۱۵) مدینہ کریمہ کو یثرب کہنے سے' حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے' اس لیے میں نے "طیبہ" لکھ دیا ہے۔

(۱۶) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ فروری ۱۹۹۳ء۔ "نعت ہی نعت" (حصہ دوم)' ص ۸۲ ---- ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے دو بندوں کے اشعار' نعتیہ غزل کے دو اشعار کی طرح نقل کیے ہیں (اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۲۹) تو خالد علیم نے (شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۰۸) اور ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری (اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۲۲۵) نے بھی اسی طرح نقل کر دیے ہیں۔

ایلسا قاضی، مادام

ان کی ایک طویل انگریزی نظم The Prophet of Islam کا منظوم اردو ترجمہ ڈاکٹر نجم الاسلام نے کیا جو صدرِ شعبۂ اردو، جامعہ سندھ، حیدر آباد تھے۔ یہ ترجمہ ۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ منظوم سندھی ترجمہ ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو، صدرِ شعبۂ سندھی، جامعہ سندھ نے کیا۔

محترمہ ایلسا قاضی کی انگریزی نظم مع اردو، سندھی تراجم یکم جون ۱۹۷۱ء کو پروفیسر حسن علی عبدالرحمان، وائس چانسلر، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد کی زیرِ ادارت (سندھ یونیورسٹی پریس سے) شائع ہوئے۔ اردو ترجمے کا نام "محسنِ کائنات" ہے۔

صریرِ خامہ (مجلہ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد) نعت نمبر۔ ۱۹۷۸ / ۱۳۹۸ھ۔ ص ۱۲۹ (مضمون "نعتیہ مجموعے اور دواوین" از عفت بانو ایم اے و شگفتہ نسرین ایم اے)

*

بسمل صابری

۶۰-۱۹۵۹ میں فیروز سنز میں ملازم تھیں۔ آج کل گورنمنٹ کالج برائے خواتین، ساہیوال میں ہیں۔

ان کی ایک نعت میرے سامنے ہے:

دل میں ہے یاد، آنکھ میں صورت رسول ﷺ کی
سرمایۂ حیات ہے چاہت رسول ﷺ کی

انسانیت کو ناز ہے فکرِ حضور پر
بھاری ہے عقلِ کل پہ فراست رسول ﷺ کی

چھیڑا گیا تھا نغمۂ کن آپ ﷺ کے لئے
دوڑے رگِ جہاں میں حرارت رسول ﷺ کی

قرآں ہے اپنے واسطے دستورِ زندگی
ہر دور میں رہے گی قیادت رسول ﷺ کی

ہر اک نشانِ پائے محمد ﷺ ہے آئنہ
آئینے سے بھی صاف ہے سیرت رسول ﷺ کی

بھیجوں نہ کیوں درود میں ہر ایک سانس پر
ہر اک قدم کے ساتھ ہے رحمت رسول ﷺ کی

ایمان ہے یہ، میرا عقیدہ بھی ہے یہی
بسمل خدا کے بعد ہے عظمت رسول ﷺ کی

---

(۱) لفظ ہمارے (مجلہ) لودھراں۔ نعت نمبر۔ جون ۱۹۸۳ء۔ ص ۶۵ / منصور ندیم (مرتب) ۱۰۱ مقبول نعتیں۔ ص ۱۳ / ایس ایم صدیقی (مرتب) نعتِ شاہِ کونین ﷺ۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۶

بشیرؔ، بشیر النسا بیگم

۱۹۱۵ میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئیں۔ خانگی طور سے تعلیم پائی۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا۔ کلام میں لطافت اور پاکیزگی موجود ہے۔ اکثر زنانہ جلسوں میں بھی نظمیں سناتی تھیں۔ "عصمت" کی مخصوص شاعرات سے تھیں۔ مولوی ضامن علی کنٹریکٹر سے شادی ہوئی (۱) جامعہ عثمانیہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی (۲)۔

خواجہ حمید الدین شاہد لکھتے ہیں کہ بشیرؔ دکن کی کہنہ مشق اور واحد خاتون شاعرہ ہیں جن کا کلام علمی و ادبی حلقوں میں مقبول ہے (۳)۔

ان کا مجموعۂ کلام "آبگینۂ شعر" ۱۹۳۸ میں شائع ہوا (۴) جس کے شروع میں "نذرِ رسالت" کے تحت سات نعتیں ہیں۔ نور ظہور۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ عید میلاد۔ شانِ مصطفوی (ﷺ)۔ بحضور سرورِ کائنات (علیہ السلام والصلوٰۃ)۔ التجا۔ حضورِ رسالت مآب ﷺ میں۔ خالد علیم نے اپنے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں لکھا ہے کہ ان کا مجموعہ کلام ادارۂ ادبیاتِ اردو، حیدر آباد سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا (۵) کتاب اگرچہ "سلسلہ مطبوعاتِ ادارۂ ادبیاتِ اردو" سے متعلق ہے لیکن ملنے کا پتہ سب رس کتاب گھر، حیدر آباد دکن ہے۔ صفحات ۲۳۲ ہیں۔

نمونۂ کلام یہ ہے:

آباد گرچہ تھا جہاں لیکن عجیب رنگ تھا
ہنگامہ زمین پر، خود آسمان دنگ تھا
ظلم و ستم تھے حکمراں، ہر سمت تھیں تباہیاں
تاریک وادیوں میں تھا سیلابِ زندگی رواں
روپوش حق پرستیاں، خود داریاں اسیر تھیں
بے باک خود فریبیاں، بیگانۂ ضمیر تھیں
بستے تھے گو یہاں بشر، لیکن "بہ شر" تھے سربسر
جن کی نظر سے تھا نہاں، فرق و تمیز خیر و شر

جبر و فساد کا ہنر پہنچا ہے جب کمال پر
قدرت کو رحم آ گیا، اہلِ زمیں کے حال پر
چمکے نصیب دہر کے، شام و سحر بدل گئے
بکھرے ہوئے سنور گئے، گرتے ہوئے سنبھل گئے
آئی صدائے جبرئیل، رمزِ ازل ہے آشکار
عالم میں جلوہ گر ہوا، نوعِ بشر کا شاہکار

کون و مکاں چمک اٹھے وحدانیت کے نور سے
چھانے لگیں تجلیاں، رہ رہ کے سمتِ طور سے
انسانیت کا آفتاب ابھرا عرب کی خاک سے
وہم و گماں لرز گئے، روحانیت کی جاگ سے
گرد و غبارِ جہل سے، افکار پاک ہو گئے
انوارِ ذوق و شوق سے دل تابناک ہو گئے
فکر و نظر پہ چھا گئی تابندگی نگاہ کی
معبود و عبد میں ہوئی بنیاد رسم و راہ کی
قلب و نگاہ دُھل گئے، کردار نیک بن گئے
ہر رنگ و ہر طریق کے انسان ایک بن گئے
اسرار دل پہ کھل گئے، کیفیت حیات کے
نغمے جہاں میں گونج اٹھے سرورِ کائنات ﷺ کے
سر رشتۂ ربوبیت رُوئے زمیں پہ آ گیا
نورِ ظہورِ مصطفیٰ ﷺ کون و مکاں پہ چھا گیا

ذرے ذرے سے ہے پیدا آج شانِ حکمت
یعنی اسرارِ الٰہی کے ابھی پیدا ہوئے
آج اس کی آفرینش کی خوشی کا جشن ہے

جس کی پیدائش سے انوارِ یقیں پیدا ہوئے

خوشا وہ دور کہ محبوبِ ﷺ کبریا آیا
خدا کے بندوں کی کشتی کا ناخدا آیا

جہاں میں عیدِ ولادت منائی جاتی ہے
فلک پہ دولتِ رحمت لٹائی جاتی ہے

وہ سرزمینِ عرب آسماں سے کب کم ہے
کہ اس کو فخرِ درودِ رسولِ اکرم ﷺ ہے

ہزار بار درود اور سلام ہو اس پہ
سلام بھیجا ہے پروردگار نے جس پہ

سلام اس پہ جو انسانیت کا ہے بانی
سلام اس پہ جو ہے بے نظیر و لاثانی

زہے نصیب، یہ معراجِ کامیابی ہے
کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں باریابی ہے

نگاہِ لطف ہم پہ، بادشاہ بحر و بر ﷺ فرما
کرم، مائل بہ شر بندوں پہ اے خیر البشر ﷺ فرما
ندامت کیش حاضر ہیں ترے دربار میں آقا ﷺ
ہماری سن! گزشتہ لغزشوں کو درگزر فرما

کونین کے نظام پہ ہے تیرا اختیار
تیرے سپرد ہے تری ملت کا اقتدار
قلب و جگر میں گرمیٔ سوزِ تمام دے
واپس ہمیں دوبارہ، ہمارا مقام دے

درِ رحمت کھلا، ماہِ ربیع الاولیں آیا

جہاں میں غل ہوا، محبوبِ رب العالمیں ﷺ آیا
جہاں میں قلبِ زنگ آلودِ انساں پاک کرنے کو
رسولِ پاک سیرت، پاک باطن، پاک بیں ﷺ آیا
فضائے دہر تھی تاریک بدعت سے جہالت سے
جہاں میں نورِ ایماں بن کے شمس العارفیں آیا
قدومِ پاک سے تیرے، ہوئی ہے عرش کی زینت
بجز تیرے، نبی کوئی وہاں جا کر نہیں آیا
تری کوشش سے ہم نے مژدۂ لا تقنطوا پایا
ترے باعث ہمارے ہاتھ قرآنِ مبیں آیا
زبانِ پاک سے نکلا ہے "لا" توحید کی خاطر
لبِ معجز بیاں پہ ورنہ "لا" ہرگز نہیں آیا
فرشتے آرزو کرتے تھے ہر دم باریابی کی
مگر ہر بار خدمت کے لئے روح الامیں آیا
رسول اللہ ﷺ بلوا لو بشیرِ غم رسیدہ کو
کہ اب تو تنگ دنیا سے دلِ اندوہ گیں آیا (۶)

---

(۱) محمد جمیل احمد بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ قومی کتب خانہ، بریلی۔ ۱۹۴۳ء۔ ص ۲۷۳
(۲) نصیر الدین ہاشمی۔ خواتینِ عہد عثمانی۔ ص ۲۶
(۳) حمید الدین شاہد، خواجہ۔ حیدر آباد کے شاعر۔ جلد اول۔ آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی، حیدر آباد دکن۔ ۱۹۵۸
(۴) بشیر النسا بیگم بشیر۔ آئینۂ شعر (۲۳۲ صفحات)
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۸
(۶) بیل بری۔ کلامِ نسواں۔ برقی پریس، حیدر آباد دکن۔ س ن / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۹
(یہ نعت شاعرہ نے ۱۹۳۲ میں لکھی۔ "آئینۂ شعر" میں صفحہ ۱۰۱ پر درج ہے اور نو اشعار پر مشتمل ہے)

بہار، بہار النسا

میں سوچوں ہر گھڑی اے کاش یہ تدبیر ہو جائے
دیارِ مصطفیٰ ﷺ کی فکر دامن گیر ہو جائے

تصوّر کے جھروکوں سے میں جب بھی جھانکنا چاہوں
مدینے کی مری آنکھوں میں ہی تصویر ہو جائے

اگر عزمِ سفر میرا ہو بس طیبہ کی راہوں پر
اٹھے جو خاک رستے کی وہی اکسیر ہو جائے

مرے اشکِ ندامت یوں بہیں کہ ڈوب جاؤں میں
خدارا عفو اب میری ہر اک تقصیر ہو جائے

جو پہنچوں روضۂ اقدس پہ اے مولا ﷺ تو پھر یوں ہو
یہیں جینا، یہیں مرنا مری تقدیر ہو جائے

مدینے کی ہواؤں میں بہارِ زندگی پاؤں
یہی خواہش ہے مرے پاؤں کی بس زنجیر ہو جائے

[illegible] اشعر (مرتب) م محمد ﷺ - بزمِ فکرِ نو ملتان۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۷

بہتر، خیر النسا

رائے بریلی کے سید شاہ ضیاء النبی حسنی کی صاحبزادی، مولانا عبدالحئی مؤلف "گلِ رعنا" کی اہلیہ، ڈاکٹر سید عبدالعلی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور امتہ العزیز (مصنفہ "حضرت اسماءؓ") اور امتہ اللہ عائشہ تسنیم کی والدہ۔ ان کا مجموعۂ نعت و مناجات "بابِ رحمت" تنویر پریس پانا نالہ لکھنؤ (۱) میں ۱۳۴۲ھ میں (۲) چھپا۔ ندرت شبنم چغتائی نے اپنے ایم اے اردو کے مقالے میں لکھا ہے کہ بہتر کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملتا، حالانکہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ان کے حالات "ذکرِ خیر" کے نام سے لکھ کر شائع کیے ہیں (۳) ندرت شبنم نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ان کا مجموعۂ کلام "بابِ رحمت" یونیورسٹی لائبریری کے ایک کونے سے چھپا ہوا ملا ہے۔ ان کا یہ مجموعۂ کلام نعتیہ اشعار پر مشتمل ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ بہتر کے مجموعۂ کلام "بابِ رحمت" میں ایک حمد، دو نعتیں، چالیس مناجات، ۴ نظمیں اور ایک دعا ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ حمد و مناجات میں بھی کہیں کہیں ذکرِ حبیبِ خداوندِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم موجود ہے۔ مثلاً

ہم ہیں تیرے، تو ہمارا رہنما حاجت روا
تو نے بھیجا ہے نبی پیارا محمد مصطفیٰ ﷺ
غیر سے ہم کو نہیں کچھ واسطہ تیرے سوا
ہو محافظ تو ہمارا اور تو ہی حاجت روا

بندہ پرور ہے تو ہی، مونس تو ہی، غم خوار ہے
شان ہے تیری وسیع، اعلیٰ ترا دربار ہے

یا الٰہی واسطہ آدم صفی اللہ کا
یا الٰہی واسطہ موسیٰ کلیم اللہ کا
یا الٰہی واسطہ تیرے خلیل اللہ کا
یا الٰہی واسطہ احمد ﷺ حبیب اللہ کا

اب تو دے ایسی خوشی جس میں نہ ہو کچھ رنج و غم
جو رہے باقی جہاں میں اور کبھی ہووے نہ کم

سوا نیزے پہ جس دم آفتابِ حشر آ جائے
تو اس دم دامنِ احمد ﷺ کا سایہ میرے سر پہ ہو

محمد ﷺ کا مجھے جلوہ دکھا دے
مرے زخموں پہ یہ مرہم لگا دے

جلوہ دکھلا مجھے محمد ﷺ کا
کھول دے باب میرے مقصد کا

جھوم کے اٹھے گھٹا یا رحمۃ للعالمیں ﷺ
نام کو سبزی نہیں، سوکھی پڑی ہے سب زمیں

تصدق میں حبیبِ مصطفیٰ ﷺ کے
مری سب مشکلیں آسان کر دے

ان کی حمد نما نعتیں ملاحظہ فرمائیں:

دکھا دے یا رب وہ شکلِ زیبا مجھے یہ فرحت ملے الٰہی
کہ دیکھوں دیدار مصطفیٰ ﷺ کا، مجھے یہ نعمت ملے الٰہی

یہی تمنا ہے اب تو یا رب کہ میں جو پہنچوں مدینہ میں اب
نکالوں دل کی میں حسرتیں سب، مجھے یہ ہمت ملے الٰہی

مجھے عنایت ہو جس قدر زر، کروں میں خیرات واں پہ جا کر
ہزاروں دے ڈالوں میں چھپا کر، مجھے وہ دولت ملے الٰہی

اگر ہو جانا مدینہ بہترؔ، کبھی نہ آؤں وہاں سے پھر کر
جیوں وہیں پر، مروں وہیں پر، مجھے وہ قسمت ملے الٰہی

یا الٰہی، اب مجھے دیدار احمد ﷺ ہو نصیب
کر دعا مقبول میری، نام ہے تیرا مجیب

خواب میں مجھ کو نظر آئے تو میں اس دم کہوں
ہے یہی پیارا محمد ﷺ، جو خدا کا ہے حبیب

ہوں اسی دم یا الٰہی میں فدائے مصطفیٰ ﷺ
روح میری جنت الفردوس کے پہنچے قریب

آئیں حوریں میرے لینے کے لئے فردوس سے
شور ہو عالم میں یہ ہر سُو کہ کیا جاگے نصیب

تو ہی گر چاہے، کرے ذرہ کو بھی رشکِ قمر
فضل سے تیرے ہو بہترؔ کو بھی یہ دولت نصیب (۵)

"بابِ رحمت" کے علاوہ ان کی دوسری علمی یادگاروں میں حسنِ معاشرت، الدعاء والقدر، ذائقہ شامل ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینۂ طیبہ کا شرف حاصل کیا۔ ۹۳ سال کی عمر میں اگست ۱۹۶۸ میں فوت ہوئیں (۶)۔

---

(۱) ندرت شبنم چغتائی نے اپنے ایم اے اردو (پنجاب یونیورسٹی) کے مقالے میں غلطی سے مہر پریس، لکھنؤ لکھا ہے۔ (ص ۲۳۶)

(۲) ندرت شبنم نے ۱۳۴۲ھ لکھ کر لکھا ہے۔ "یعنی تقریباً ۱۹۲۶ میں چھپا ہو گا۔ حالانکہ ۱۳۴۲ھ اگست ۱۹۲۳ء میں شروع ہوا، اور اگست ۱۹۲۴ میں ختم ہوا" (ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور۔ طبع اول ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

(۳) ابوسلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۰۹

(۴) بابِ رحمت۔ ص ۶، ۸، ۱۰، ۱۵، ۲۳، ۲۸، ۲۹

(۵) بابِ رحمت۔ ص ۲، ۳

(۶) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۰۹ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۹

بی ڈی (بُوادتی)

سردار بوڑ سنگھ بیر (امرتسر) کی اہلیہ۔ ان کی ایک اردو نعت کے چار اشعار اور فارسی کے چار اشعار جن کا مطلع نعتیہ ہے، فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں موجود ہیں (۱)۔ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری نے ان کے اردو کے یہی چار شعر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بوادتی صاحبہ کی نعتیں ان کے سوزِ دروں کی نمایندگی کرتی ہیں۔ ان میں داخلیت کی کارفرمائی لائق توجہ ہے" (۲)۔ اس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بی ڈی کی کئی نعتیں دیکھی ہیں، حالانکہ ان کے سامنے فانی مراد آبادی ہی کی کتاب ہے۔

میں کس لئے ہوں زیست سے بیزار ہو گئی
میری حیات کس لئے دشوار ہو گئی

فرقت نے کس کی ہے مجھے مجنون کر دیا
میں کس کی جان و دل سے خریدار ہو گئی

کافور ہو گئی ہے مرے دل کی تیرگی
شکرِ خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی

اخلاقِ احمدی ﷺ نے ہے حیراں کیا مجھے
بیؔ ڈی کنیز احمد ﷺ مختار ہو گئی

آرزوئے جلوۂ دلدار گر بیؔ ڈی ترا ست
عرض من دارم، نثارِ احمدِ مختار ﷺ شو (۳)

---

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۱۵، ۱۵۶

(۲) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک) ص ۲۶۳

(۳) نور احمد میرٹھی نے اپنی مرتبہ کتاب "نورِ سخن" میں فارسی کے چاروں اشعار نقل کئے ہیں جن میں آخری شعر یہ ہے (ادارۂ فکرِ نو کراچی۔ ص ۴)

بیدلؔ، رسول جہاں بیگم

چودھری اساس الدین کی بیٹی، ڈاکٹر رفعت حسین صدیقی ایم ایس سی، پی ایچ ڈی (علیگ) ڈی فل (آکسن) کی شریکِ حیات اور نور جہاں بیگم نورؔ بدایونی کی بڑی بہن تھیں۔ ۱۹۰۳ میں عارف پور نوادہ میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۲۱ میں نکاح ہوا (۱)۔

محمد جمیل احمد بریلوی کہتے ہیں۔ "بیدلؔ دورِ حاضر کی ایک بلند پایہ اور پُرگو شاعرہ ہیں۔ آپ کے کلام پر قومی اور مذہبی رنگ چھایا ہوا ہے۔ اسلام اور بانیٔ اسلام صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آپ کو عشق ہے جس کا اظہار آپ کے کلام سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی نعتیں اکثر بہت بلند اور پُراثر ہوتی ہیں"۔ (۲)

پہلے بیدلؔ تخلص کرتی تھیں، بعد میں مخفیؔ اختیار کر لیا۔ شفیق بریلوی نے "تذکرہ شاعراتِ پاکستان" میں اور ان کے زیرِ اثر ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے رسول جہاں بیگم بیدلؔ کا نہیں، رسول جہاں بیگم مخفیؔ بدایونی کا تذکرہ کیا ہے۔ خالد علیم نے بھی "مخفیؔ" کے تحت ذکر کیا ہے۔ محمد جمیل احمد بریلوی کا تذکرہ ۱۹۴۳ میں چھپا۔ ڈاکٹر رفیع الدین کو ۱۹۵۵ میں ناگپور یونیورسٹی سے اپنے مقالے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی، انھوں نے بھی بیدلؔ کے طور پر شاعرہ کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ بیدلؔ کا مجموعۂ کلام "عروسِ سخن" ۱۹۴۶ میں چھپا تھا، اس پر بیدلؔ نہیں، مخفیؔ چھپا ہے (۲-الف) شفیق بریلوی کا تذکرہ ۱۹۷۱ میں چھپا، انھوں نے اور بعد کے لوگوں نے مخفیؔ کے تخلص سے ان کا ذکر کیا ہے۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

وہ رسولِ ہاشمی ﷺ والا نسب عالی جناب
مظہرِ نورِ خدا، برجِ شرف کا آفتاب

رحمۃٌ للعالمیں ﷺ جس کو دیا حق نے خطاب
وہ شہِ اُمّی لقب اور صاحبِ اُمُّ الکتاب

رونقِ بزمِ جہان و گلشنِ وحدت کا پھول
باعثِ تخلیقِ عالم جس کی ہے شانِ نزول

نورِ یزداں سے منور جس کی ذاتِ پاک ہے
عطرِ عرفاں سے معطر جس کی ذاتِ پاک ہے
خلق کی حامی و یاور جس کی ذاتِ پاک ہے
قاسمِ تسنیم و کوثر جس کی ذاتِ پاک ہے
جس کی چشمِ لطف ہے غم خوار ہر دل گیر کی
جس کے در کی خاک میں تاثیر ہے اکسیر کی

وہ مجسم رحم لیکن ظالموں پر سخت گیر
جس کی شانِ پاک میں آیا بشیر اور نذیر
مالکِ کونین اور لذت کشِ نانِ شعیر
بہترینِ خلق لیکن بندۂ ربِ قدیر
فقر و شاہی کو ہے نازش جس کی ذاتِ پاک پر
عرش پر جس کے قدم لیکن جبیں ہے خاک پر (۳)

مہکا وہ گلِ لولاک لما جب طیبہ کے گلزاروں میں
توحید کی نکہت پھیل گئی، تثلیث کے سارے اداروں میں
عالم سے جہالت دور ہوئی، دنیا سے جفا کافور ہوئی
مندر میں اذاں کا شور اٹھا، توبہ کی صدا میخواروں میں
وہ دولتِ سرِ خفی و جلی جو طیبہ کی گلیوں میں لٹی
اربابِ ہوس کو وہ نہ ملی سلطانوں کے درباروں میں
ہیں تیری گلی کے خاک بسر صد قیصر و کسریٰ سے بڑھ کر
ہیں تیری ادا کے دیوانے خود دنیا کے ہشیاروں میں
وہ جس نے دیا منزل کا پتا، وہ جس نے دکھائی راہِ ہدیٰ
گم کردۂ منزل قافلہ تھا جب غم کے راہ گزاروں میں
جو رنگ جہاں میں ظہور کا ہے، صدقہ یہ اسی کے نور کا ہے
ہے اس کی تجلی تاروں میں، ہے اس کی مہک گلزاروں میں

اے دیارِ شہِ ذی جاہ ﷺ کے جانے والے
خاص دربارِ شہنشاہ ﷺ کے جانے والے
سرورِ خلق ﷺ کی درگاہ کے جانے والے
منزلِ رحمتِ اللہ کے جانے والے
ہم سے برگشتہ نصیبوں کی خبر لیتا جا
تو سلامِ دلِ تفسیدہ جگر لیتا جا

ضوفشاں جب تری قسمت کا ستارہ ہو گا
سامنے مسکنِ محبوبِ دلآرا ﷺ ہو گا
گنبدِ سبز کا جی بھر کے نظارہ ہو گا
باریابی کا سرِ بزم اشارہ ہو گا
اپنی رنگین بیانی میں اثر لیتا جا
تو سلامِ دلِ تفسیدہ جگر لیتا جا

ان کی نظموں "روداد نسواں" اور "مسلم سے خطاب" کا ایک ایک بند دیکھیں' اس میں بھی نعتِ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے۔

وہ محبوبِ خدا' سردارِ عالم' ہادیِ دوراں ﷺ
وہ کل کی عقل پر غالب تھی جس کی عقلِ نکتہ داں
کفیلِ طبقۂ نسواں تھا جس کا سایۂ داماں
بنا جس کا کرم ہم بیکسوں کی زیست کا ساماں
دیئے تھے جو حقوقِ زندگی اس پاک ہستی ﷺ نے
کئے نذرِ فنا وہ سب تمہاری چیرہ دستی نے

چارہ سازِ دردِ ملت' عاملِ دینِ متیں
جس کے پرتو سے ہوئی روشن عرب کی سرزمیں
کی عطا حق نے جسے سرداریٔ دنیا و دیں

باعثِ تخلیقِ عالم رحمتؐ للعالمین ﷺ
قولِ "اَکْمَلْتُ لَکُمْ" ہے جس کے افسر کا نگیں
قَابَ قَوْسَیْنِ اور اَوْ اَدْنٰی کی خلوت کا مکیں (۶)

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق رسول جہاں بیدل کی نعتیہ شاعری کے متعلق لکھتے ہیں کہ "بیدلؔ کی نعت گوئی انھیں نہ صرف طبقۂ نسواں کی نعت گو شاعرات میں منفرد حیثیت بخش رہی ہے بلکہ عام نعت گو شعرا میں ان کا یہ رنگ ممتاز ہے..... جذبات کی ترجمانی میں جو طرزِ بیان شاعرہ نے اختیار کیا ہے، اس کی شگفتگی قابلِ داد ہے۔ عقیدت کی فراوانی ہر جگہ موجود ہے۔ اس لئے بے تابی اور بے قراری کے مضامین بکثرت پائے جاتے ہیں" (۷)۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں کہ "محترمہ رسول جہاں بیگم کی نعتوں میں اصلاحی اور مصلحانہ رنگ غالب ہے" (۸)۔

---

(۱) رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔ ۱۹۷۶۔ ص ۴۳۶ / شمیم زیدی۔ تذکرہ شعرائے بدایوں۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۳۱۸

(۲) محمد جمیل احمد بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۷۷۸

(۲۔ الف) شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ مطبوعہ بدایوں۔ بار اول۔ ۱۹۸۸۔ ص ۱۱۳

(۳) "تذکرہ شاعراتِ اردو" میں اس مسدس کے سات اور "اردو میں نعتیہ شاعری" میں چار بند شامل ہیں (ص ۷۷۹، ۷۸۰۔ ص ۴۳۱، ۴۳۲۔ بالترتیب) میرے انتخاب "نعت کائنات" مطبوعہ جنگ پبلشرز میں اس مسدس کے تین بند مخفی بدایونی کے نام سے شامل ہیں (ص ۵۸۵)

(۴) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے "تذکرہ شاعراتِ اردو" ہی کے حوالے سے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

(۵) مدینۂ کریمہ کو "یثرب" کہنے سے سرکارِ والا تبار ﷺ نے منع فرمایا ہے، اس لئے میں نے "طیبہ" لکھ دیا ہے۔

(۶) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۷۸۷، ۷۹۳

(۷) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۴۳۹، ۴۴۰

(۸) اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۹۳

بیگم افضال

"تذکرہ شاعراتِ اردو" میں محمد جمیل احمد بریلوی نے ان کے متعلق صرف یہ معلومات فراہم کی ہیں۔ "ڈاکٹر محمد افضال حسن کی شریکِ حیات ہیں۔ کلام اکثر "خاتونِ مشرق" میں شائع ہوتا ہے۔ اکثر اسلامی شاعری کرتی ہیں اور حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کے رنگ سے متأثر معلوم ہوتی ہیں"۔ جمیل احمد بریلوی نے "تعمیرِ حرم" کے عنوان سے مثنوی کی ہیئت میں کہے گئے ان کے چند اشعار نقل کیے ہیں:

اٹھائی جا رہی تھیں جب خدا کے گھر کی دیواریں
تو معمارانِ بیت اللہ نے سوچا کہ کیا مانگیں

دعا" آئی لبوں پر یہ دعا، اے خالقِ اکبر!
تری رحمت ہو اس گھر پر، یہاں کے رہنے والوں پر

کرم سے تیرے اس صحرا میں ایسا شخص پیدا ہو
کہ جس کی ذات الطافِ خداوندی کا چشمہ ہو

جو بیت اللہ کے آداب انسانوں کو سکھلائے
طریقے جو عباداتِ خداوندی کے بتلائے

جو قلب و ذہنِ انسانی کو اک تابندگی بخشے
جہانِ سخن فناں کی روح کو اک زندگی بخشے

وہ اُمی جو کتابِ زندگی پڑھتا ہوا آئے
خدائی علم و حکمت کی یہاں تعلیم فرمائے

ہوئی مقبول معمارِ حرم کی یہ دعا ساری
کہ بطحا سے ہوا وہ چشمۂ لطفِ خدا جاری

جو ساری نوعِ انسانی کا رہبر اور ہادی ہے
وہ جس کے فیض سے شاداب ہر صحرا و وادی ہے

جو حامل ہے کتاب اللہ و قانونِ الٰہی کا
وہی ہے رہنمائے آخری ساری خدائی کا

جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ مطبوعہ بریلی۔ طبع اول۔ ۱۹۴۲۔ ص ۲۷۹ - ۲۸۱ (میرے انتخاب "نعت کائنات" مطبوعہ جنگ پبلشرز، لاہور میں بھی اس نظم کے چند اشعار شامل ہیں۔ ص ۶۵۳) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اکتوبر ۱۹۹۳۔ "نعت ہی نعت" (حصہ اول) ص ۹۲

بیگم عروج بدایونی

ان کا نام، تخلص، جنم بھومی، تاریخ پیدائش، عہد، عزیزداری، تلمذ ---- کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے "تذکرہ شاعراتِ اردو" میں ان کا ذکر کیا ہے اور صرف یہ لکھا ہے "عروج بدایونی کی شریکِ حیات۔ "خاتونِ مشرق" کی شاعر ہیں۔ عموماً "نعتیہ مضامین نظم کرتی ہیں۔ کلام میں صفائی و روانی موجود ہے" (۱)۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری اور خالد علیم نے بھی یہی معلومات نقل کر دی ہیں۔ راقم الحروف کو بھی اور کہیں سے کچھ نہیں ملا۔

بشر کیا لکھ سکے گا نعت پر عظمت محمد ﷺ کی
خدا قرآن میں کرتا ہے خود مدحت محمد ﷺ کی

نہ کیوں روشن تریں ہو عزت و حرمت محمد ﷺ کی
عیاں ہے سورۂ والشمس سے صورت محمد ﷺ کی

تمنا خون بن کر دوڑتی پھرتی ہے رگ رگ میں
مری ہستی کی گویا روح ہے الفت محمد ﷺ کی

ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کا نعرہ سن کر بت ہوئے اوندھے
تعالیٰ اللہ چھائی اس طرح ہیبت محمد ﷺ کی

اسامہؓ سے، انسؓ سے اور بلالؓ و زیدؓ سے پوچھو
کہ ان سب پر رہی ہے کس قدر شفقت محمد ﷺ کی

کھلے جنت کے دروازے، بڑھے رضواں بھی لینے کو
گنہگاروں کو لے کر آئی جب رحمت محمد ﷺ کی

ہوئی معراج، پہنچے عرش پر، خالق سے باتیں کیں
یہ عزت ہے محمد ﷺ کی، یہ ہے رفعت محمد ﷺ کی

قسم کھا کر کہا ہے نَحنُ اَقرَب کہنے والے نے
وہ مجھ سے دور ہے جس پر نہیں رحمت محمد ﷺ کی (۲)

---

(۱) محمد جمیل احمد بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۸۲

(۲) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۸۲، ۲۸۳ / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۱، ۳۲ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۱

پروین انوار منہاس

ان کی ایک نعت گورنمنٹ کالج جھنگ کے مجلے "کاروان" کے نعتِ رسول ﷺ نمبر ۱۹۸۱ میں شائع ہوئی۔ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق جھنگ سے ہے (نمونہ کلام جو کچھ ہے، یہی ہے)

مجھے تو اپنی ہی منزل کا کچھ نشاں نہ ملا
مکاں ہے تیرا کہاں، مجھ کو لامکاں نہ ملا

تری تلاش میں آقا ﷺ! سرِ نیاز کو ہم
جھکائے جاتے رہے، تو یہاں وہاں نہ ملا

وہ ڈھونڈتے ہی رہے آستاں گم کردہ
جنھیں پہنچ کے بھی منزل کا کچھ نشاں نہ ملا

مری تلاش ہے ناقص، ترا قصور نہیں
میں کارواں سے جو بچھڑی تو کارواں نہ ملا

میں سر کے بل کسی چوکھٹ تک تو پہنچی تھی
یہی گماں تھا مگر تیرا آستاں نہ ملا

اٹھائے ہاتھ تو پھر بھر گیا مرا کشکول
جھکایا سر بھی تو احمد ﷺ کا آستاں نہ ملا

کاروان (مجلہ گورنمنٹ کالج جھنگ) نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۱

پروین شاکر

۲۴ نومبر ۱۹۵۲ کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام سید ثاقب حسین شاکر ہے۔ جامعہ کراچی سے ایم اے انگریزی کیا۔ پہلے عبداللہ کالج برائے خواتین میں پڑھاتی رہیں، پھر محکمہ کسٹمز سے وابستہ ہو گئیں۔ پہلے بینا تخلص کرتی تھیں، پھر پروین شاکر ہی کے نام سے شاعری کرنے لگیں۔ خوشبو، صد برگ، خود کلامی اور انکار ان کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ کو اسلام آباد میں سڑک کے حادثے میں فوت ہوئیں (۱)۔

ان کی ایک آزاد نعتیہ نظم "وحی" حفیظ تائب کے مرتبہ انتخاب "بہارِ نعت" میں موجود ہے (۲)۔ اس میں حضور ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کی بات کی گئی ہے اور وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو سیرت کی کتابوں میں عام ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کپکپی کا ذکر نہیں ہے لیکن

"مگر وہ ایک شخص
جو ابھی اپنے آپ پر بھی نہ منکشف ہوا تھا"
قسم کی باتیں موجود ہیں۔

شہناز کوثر اس موضوع پر رقم طراز ہیں۔ "یہ کیسے ممکن ہے کہ ولادت، بچپن، لڑکپن، جوانی اور اس کے بعد نزولِ وحی تک کی حیاتِ طیبہ کا ہر لمحہ تو یہ گواہی دے کہ یہ نبی ہیں۔ بحیرا راہب دیکھے تو وہ پکار اٹھے، کوئی اور نیک آدمی اٹھے تو وہ مان لے۔ شجر و حجر تک تو شہادت دے رہے ہوں کہ حضور ﷺ اللہ کے محبوب پیغمبر ہیں، اور خود حضور ﷺ کو کچھ پتا نہ ہو!! جبرئیل کی آمد اور نزولِ وحی کا آغاز انھیں پریشان کر دے۔ انھیں کچھ تسلی حضرت خدیجہؓ اور باقی یقین ورقہ بن نوفل دلائیں کہ حضور ﷺ نبی ہیں۔ درآنحالیکہ خود آقا حضور ﷺ جانتے ہوں کہ وہ تو اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم کی ابھی مٹی بھی نہ گوندھی گئی تھی۔ پھر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اس دنیا میں تشریف لاتے ہی نہ صرف یہ جانتے ہوں، بلکہ اعلان بھی فرما دیں کہ وہ اللہ کے بندے اور صاحبِ کتاب نبی ہیں ---- اور، نبی الانبیا، سرتاج الانبیا، امام الانبیا

علیہ التحیۃ والثنا کو چالیس برس کے بعد بھی ورقہ بن نوفل کی یقین دہانیوں کے بغیر کپکپی سے نجات نہ ملے۔ العیاذ باللہ" (۳)۔

راقم الحروف (راجا رشید محمود) اپنی بیٹی شہناز کوثر اور بیٹے اظہر محمود کے ساتھ مل کر ایک مبسوط اور ضخیم "سیرتِ پاک" لکھ رہا ہے، اس کی تیسری جلد میں شہناز کوثر نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

غزل کی ہیئت میں پروین شاکر کی ایک نعت دیکھیے۔

سوادِ شہرِ مدینہ کے روبرو ہونا
ضروری ہو گیا آنکھوں کا باوضو ہونا
کہاں نصیب میں تکمیلِ آرزو ہونا
دیارِ سبز میں اس دل کا سرخرو ہونا
سماعتوں کے لئے ساعتِ شگفتہِ گلاب
ہوائے شہرِ نبوت سے گفتگو ہونا
عجب طرح کسی صحرا نشیں کی یاد آئی
کہ چشمِ خشک مری چاہے آب جو ہونا
مری جڑیں اسی میں ہیں، مگر چاہوں
خیالِ طیبہ سے ہی روح کو نمو ہونا (۴)

---

(۱) جنگ (روزنامہ) لاہور۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴۔ صفحہ اول

(۲) حفیظ تائب (مرتب) بہارِ نعت۔ پاکستان رائٹرز گلڈ، لاہور۔ ۱۹۹۰۔ ص ۵۵۔ ۵۷ / تحریک (پندرہ روزہ) لاہور۔ عید میلاد النبی ﷺ نمبر۔ ۱۶ تا ۳۱ اگست ۱۹۹۴۔ ص ۳۰

(۳) شہناز کوثر۔ حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (۱۹۹۳ کی صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب) اخر کتاب گھر، لاہور۔ ۱۹۹۱۔ ص ۳۰، ۳۱

(۴) ریاض ندیم نیازی۔ (مرتب) مدینے والے۔ جہانگیر بکس، لاہور۔ ص ۳۰، ۳۱

پروینؔ، بڑی بیگم (اُمِ مشتاق)

سید نجف علی خاں کی پوتی، سید محمد غضنفر علی خاں غضنفرؔ کی بیٹی اور میر قربان علی رئیس آگرہ کی اہلیہ۔ ۱۱۔ دسمبر ۱۸۶۹ کو دہلی میں پیدا ہوئیں۔ ان کا دیوان "سراج الفیض" ان کے صاحبزادے سید مشتاق حسین مشتاق نے ۱۹۱۵ میں شائع کرایا، اس کے شروع میں انھوں نے اپنی والدہ کے حالات و محامد بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ پروین نے تقریباً ہر صنفِ سخن میں کلام اپنا یادگار چھوڑا ہے۔ نعتیہ کلام خاصی تعداد میں شامل دیوان ہے (۱)۔ نمونۂ نعت یہ ہے:

مالکِ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ
پیشوائے مرسلیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

مرکزِ احکامِ دیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ
مہبطِ روح الامیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

انبیا میں نقل ہوتا چلا آیا جو نور
وہ حقیقت میں تمھی ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

فخرِ آدمؑ فخرِ موسیٰؑ فخرِ عیسیٰؑ فخرِ نوحؑ
فخرِ ما و فخرِ ہیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

آپ کی آلؑ، آپ کی اولاد اور ادنیٰ کنیز
مفت کیوں پروینؔ حزیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

نام پر حضرت ﷺ کے کہتا ہے خدا صلِ علیٰ
مرحبا صلِ علیٰ، اے مرحبا صلِ علیٰ

آسماں سے بھیجتے ہیں جب ملائک تک درود
ورد رکھ تو بھی ولا صلِ علیٰ، صلِ علیٰ!

ایک دم میرا ہے پروینؔ اور لاکھوں مشغلے
پڑھ نہیں سکتی میں حسبِ مدعا صلِ علیٰ (۲)

۱۹۱۵ میں جب ان کا دیوان شائع ہوا، حیات تھیں۔

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۳

(۲) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۴ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۹۴

پروینؔ، رضیہ سلطانہ

سر کو سودا ہو گیا اس گیسوئے خمدار کا
کعبۂ دل گھر بنا ہے سیدِ ابرار ﷺ کا

یوں نظر آیا ہے روضہ سیدِ ابرار ﷺ کا
کھنچ گیا ہے دل پہ نقشہ ہر در و دیوار کا

جب گلستاں میں ولادت کی خبر لائی صبا
سر بہ سجدہ جھک گیا غنچہ ہر اک گلزار کا

محفلِ میلاد میں خود جلوہ فرما ہیں حضور ﷺ
وہ نظر آتا ہے جلوہ مُروئے پر انوار کا

پیاری بہنو! ہم کو رہبر ایسا قسمت سے ملا
رحمتِ عالم ہے جو، محبوب ﷺ ہے غفار کا

حق تعالیٰ نے دیا ہے تم کو وہ خلقِ عظیم
کیا ادا ہو شکر اس انعامِ گوہر بار کا

آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ اگست ۱۹۳۹ء۔ ص ۴۷

پروینؔ، وحیدہ روشن

خالد علیم نے اپنے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں کسی حوالے کے بغیر وحیدہ روشن پروین کے دو نعتیہ اشعار نقل کیے ہیں، وہی نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

کہتی ہیں بصد عجز یہ مشتاق نگاہیں
اے کاش کھلیں روضۂ پرُنور کی راہیں
سب فاصلۂ روضۂ اطہر کا اثر ہے
مہتاب کی ٹھنڈک ہو کہ خورشید کی آہیں (۱)

غوث میاں نے لکھا ہے ان کا مجموعۂ کلام "لمعات" ۱۹۷۸ میں لاہور سے چھپا، میری نظر سے نہیں گزرا (۲)۔

---

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۲۵۵
(۲) مجلہ "حضرت حسان نعت ایوارڈ"۔ ۱۹۹۳۔ ص ۴۳ / راجا رشید محمود۔ پاکستان میں نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳۔ ص ۴۲

●●●

پنہاںؔ بریلوی، رابعہ

نام سپہر آرا خاتون، خطاب رابعہ اور تخلص پنہاںؔ تھا، مشہور "رابعہ پنہاں" کے نام سے ہوئیں۔ بریلی ان کا آبائی وطن ہے۔ ۱۹۰۶ میں سہارنپور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد مولوی عبدالاحد بریلی کے شرفا میں سے تھے۔ ان کی شہرت اگرچہ نعت گو شاعرہ کی حیثیت سے نہیں ہوئی لیکن نعت گوئی ان کا خاص میدان ہے، وہ نعت بہت عمدہ لکھتی ہیں (۱)۔

عبدالباری آسی لکھتے ہیں کہ زمانہ موجودہ کی بہترین شاعرہ ہیں۔ نظم و نثر دونوں میں مہارت رکھتی ہیں (۲)۔ جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں، نثر ابتدا ہی سے ان کے ستھرے، پاکیزہ اور سنجیدہ دماغ کی آئینہ دار تھی اور ساتھ ہی سوادِ خط بہت پاکیزہ تھا۔ ۱۹۲۱ میں شاعری کا ذوق فطری منصۂ شہود پر آیا۔ ابتداءِ ذوق میں ماجد علی سے، ایک سال بعد طالب علی ایڈووکیٹ الہٰ آبادی سے اصلاح لی۔ جنوری ۱۹۲۸ میں صوفی صغیر حسن پرنسپل اسلامیہ کالج الہٰ آباد سے شادی ہو گئی۔ اردو کے ساتھ فارسی کی بھی اچھی شاعرہ تھیں (۳)۔

رابعہ پنہاںؔ کا گھرانا علم و ادب کا پرستار تھا۔ لہٰذا ان کی بہنیں بلقیس جمال، میمونہ غزالہ اور آمنہ عفت بھی شعر کہتی ہیں۔ رابعہ پنہاںؔ کا انتقال ۱۹۷۲ میں ہوا۔ رابعہ پنہاںؔ کا ذکر تذکرۃ الخواتین (۱۹۲۷) سے لے کر "آج کی شاعرات" (۱۹۷۳) تک لکھے گئے تمام تذکروں میں ملتا ہے (۴)۔ لیکن ان کی اردو نعت کا کوئی نمونہ کہیں درج نہیں ہے۔ ایک فارسی معراجیہ مثلث کے چند بند ملتے ہیں، وہی نقل کیے جا رہے ہیں۔

نہادہ بہ فرقِ فلک تاج امشب
شدہ بحرِ انوار مواج امشب
ببیں جلوۂ نورِ معراج امشب

عطا کرد تابش بہ عقدِ ثریا
ضیائے منزہ وجہِ اخراں را

مِیں جلوۂ نورِ معراج امشب

ہے فردوسِ رنگیں بجامِ مسرت
چمن در چمن اہتمامِ مسرت
مِیں جلوۂ نورِ معراج امشب

ہے اطرافِ گردوں بہارِ تجلی
ہے قرصِ قمر لالہ زارِ تجلی
مِیں جلوۂ نورِ معراج امشب

---

(۱) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۵

(۲) عبدالباری آسی۔ تذکرۃ الخواتین۔ نول کشور لکھنؤ ۱۹۲۷ء

(۳) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ مطبوعہ قومی کتب خانہ، بریلی۔ ۱۹۴۳ء۔ ص ۲۸۵ - ۲۸۷

(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۳، ۲۱ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)

تاباںؔ عابدی

ڈاکٹر اسد اریب لکھتے ہیں۔ "یہ خاتون محترم تقریباً" تیس سال سے مسلسل لکھ رہی ہیں۔ تقریباً" بارہ سال مجھ جیسا نیاز مند اُن کے کلام کی اشاعت کے لئے اصرار کرتا رہا۔ ملتان کے ادبی حلقے شدت سے اس بات کے منتظر رہے کہ ملتان کی سب سے بڑی خاتون شاعر کا دینی کلام جلد از جلد کتابی صورت میں سامنے آئے"۔

تاباںؔ عابدی کا یہ کلام "جلوۂ تاباںؔ" کے نام سے ۱۴۰۳ھ میں اشاعت پذیر ہوا۔ ۱۹۰ صفحات کی اس کتاب میں ایک حمد، ۲۹ نعتیں، ۸۷ مناقب اور ۴ قطعات ہیں۔

نمونۂ کلام یہ ہے:

تری ذاتِ حق نما میں ہے وہ شانِ رہنمائی
کہ ہزار ظلمتوں میں ہمیں راہِ حق دکھائی

ترے نورِ اولیں سے جلی ایسی شمعِ عرفاں
کہ جو تند آندھیوں میں نہ بجھی، نہ جھلملائی

مری خواہشوں کا مرکز، مری حسرتوں کا محور
مری زندگی کا حاصل ترے در کی آشنائی

ذات میں ان کی پرتوِ نورِ خدا کو دیکھ کر
ڈوبا وجودِ کافری بحرِ تحیرات میں

مٹی ظلمتِ کفر اور نور پھیلا
زمانے میں جس وقت آئے محمد ﷺ

نظر آتی ہے کہکشاں جو فلک پر
چمکتی ہے یہ خاکِ پائے محمد ﷺ

درود ان پہ بھیجو، یہ حکمِ خدا ہے
وہ کرتا ہے خود بھی ثنائے محمد ﷺ

یوں انبیا کی صف میں نظر آتے ہیں حضور ﷺ
پھولوں میں جیسے پھول کھلا ہو گلاب کا
چلتا ہے حکم آپ کا یوں کائنات پر
پلٹایا اک اشارے سے رخ کائنات کا

جب لکھوں گی دل سے توصیفِ پیمبر ﷺ دیکھنا
خامہ بن کے آئے گا جبریلؑ کا پر دیکھنا
زندگی پھر معتبر سے معتبر ہو جائے گی
ان کی چوکھٹ پر ذرا سر کو جھکا کر دیکھنا (۱)

عشقِ نبی ﷺ جو رہبرِ فکرِ رسا ہوا
مدحت میں ان کی مطلعِ روشن عطا ہوا
آنے سے آپ کے ہوئی تکمیلِ زندگی
ابھرا ہر ایک نقشِ تمنا مٹا ہوا
شمس و قمر ہیں پرتوِ نورِ محمدی ﷺ
یہ بانٹتے ہیں نور انھی کا دیا ہوا
پھیلی جو روئے پاک سے تنویرِ آگہی
ایماں کا نور سارے جہاں کو عطا ہوا
دینِ خدا کے نیّرِ تاباں کے سامنے
باطل کا ہے چراغ ابد تک بجھا ہوا (۲)

---

(۱) تاباں عابدی۔ جلوۂ تاباں۔ مکتبہ اہلِ قلم، ملتان۔ ۱۴۰۴ھ
(۲) جلوہ تاباں / ناصر زیدی (مرتب) ۱۰۱ نعتیں (نعتِ مصطفیٰ ﷺ)۔ ندیم پبلی کیشنز، راولپنڈی۔ بار اول۔ جون ۱۹۹۱۔ ص ۷۷

تسنیم، امتہ اللہ

عائشہ نام، امۃ اللہ کنیت اور تسنیم تخلص۔ ندوۃ العلما لکھنؤ کے ناظم مولانا سید عبدالحیٔ مؤلف "گلِ رعنا" کی صاحبزادی، ڈاکٹر سید عبدالعلی کی چھوٹی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی بڑی بہن، ان کی والدہ خیر النسا بہتر بھی شاعرہ تھیں، ان کا ذکر اپنے مقام پر کیا جا رہا ہے۔ ان کی شادی ماموں زاد سید ابوالخیر حسنی سے ہوئی۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے ان کے نواسے سید محمد حمزہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۹۰۹ میں دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں پیدا ہوئیں (۱)۔ خالد علیم نے تاریخ پیدائش ۱۸ جون ۱۹۰۸ لکھی ہے۔ انھوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا لیکن گمان غالب ہے کہ سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب پرانے چراغ (۲) سے یہ معلومات لی گئی ہوں گی۔ لطیفہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے مضمون میں کتاب کا نام غلطی سے "یادوں کے چراغ" لکھ دیا ہے (۳)۔

امۃ اللہ تسنیم کے مجموعۂ نعت "موجِ تسنیم" اور مجموعۂ مناجات "بابِ کرم" کے شائع ہونے کی خبر دونوں نے دی ہے لیکن ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری اور خالد علیم نے مجموعۂ نعت دیکھا نہیں ہے کیونکہ دونوں نے ان کی "صلی اللہ علیہ وسلم" ردیف کی ایک نعت کے اشعار نمونے کے طور پر درج کیے ہیں۔

انھوں نے "ریاض الصالحین" کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ "زادِ سفر" کے نام سے کیا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے عربی میں "قصص النبیین للاطفال" کے تین حصے لکھے، ان کا اردو ترجمہ امۃ اللہ تسنیمؔ نے کیا اور مزید دو حصے اردو میں لکھے۔ ڈاکٹر ابوسلمان نے ان کی ایک اور کتاب "ہمارے حضور ﷺ" کا نام بھی لکھا ہے۔

جنوری ۱۹۷۶ میں وفات پائی (۴)۔

خالد علیم نے ان کی ایک مناجات بصورتِ مسدس کے دو بند نقل کیے ہیں۔ لکھتے ہیں "اس نظم کا ایک شعر ہی دریائے رحمت میں تلاطم پیدا کرنے کے لیے کافی ہے"۔

بندہ نواز' میری منت کی لاج رکھ لے
میری نہیں تو اپنی رحمت کی لاج رکھ لے (۵)

خالد علیم نے نعت کے سات اشعار نقل کیے ہیں' جبکہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے تیرہ اشعار لکھے ہیں۔ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ "شاعرہ" کو وزن اور قافیے وغیرہ کا بھی پتا نہیں۔

جسم مطہر کتنا معطر روئے مبارک ماہِ منور
دلکش باتیں' شیریں تبسم صلی اللہ علیہ وسلم (۶)
رحمتِ عالم خلقِ مجسم جس پہ گواہ قرآنِ مکرم
عبد و آقا کے یکساں ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
شہر ہے ان کا پاک مدینہ' کحل بصر ہے خاکِ مدینہ
جب سے آئے خوش بخت قدم صلی اللہ علیہ وسلم
جود و سخا اور لطف و عطا شیوہ ان کا ہے مہر و وفا
رافت و رحمت اور حلم و کرم صلی اللہ علیہ وسلم
زینتِ مکہ جانِ مدینہ' میں ہوں قربانِ مدینہ
کوچہ کوچہ میں نقشِ قدم صلی اللہ علیہ وسلم (۷)

خالد علیم نے کہیں تو کسی شاعرہ کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ "امۃ الکریم کی یہ نعتیہ نظم فنی چابکدستی اور پختگی سے عاری ہے۔ مصرعوں میں حشو و زواید بھی بہت ہے" (۸) اور یہاں یہ حال ہے کہ "تبسم" کے قافیے پر بھی کچھ نہیں کہا۔ کئی بے وزن شعر انھوں نے شامل نہیں کیے' جان بوجھ کر چھوڑ دیے ہیں اور کوئی بے لاگ رائے دینا پسند نہیں کیا۔ بلکہ مناجات کے مندرجہ بالا شعر کے حوالے سے تعریف کا رخ نکال لیا ہے۔ ڈاکٹر ابو سمان اور الرشید کے ایڈیٹر نے تو مندرجہ بالا اشعار چھاپنے میں بھی خفت محسوس نہیں کی۔

ماہنامہ "المسلمہ" لاہور میں بھی ان کے نام سے ایک نعت چھپی ہے' جس میں اس قسم کی بنیادی خامیاں نہیں ہیں۔ اگر یہ نعت ان کی ہے تو "صلی اللہ علیہ وسلم"

ردیف کی نعت ان کی نہیں۔ اگر وہ ان کی ہے تو یہ کسی اور کی ہو گی۔ چند اشعار دیکھیں:

سلام اے رحمتِ عالم ﷺ' سلام اے نورِ یزدانی
سلام اے فخرِ آدم اور فخرِ نوعِ انسانی
ہوا پُرنور کعبہ' آپ ﷺ کے فیضِ ولادت سے
شبِ ظلمت ہوئی کافور' آئی صبح نورانی
چلا رحمت کا بادل کعبہ سے اٹھ کر مدینہ کو
مدینہ ہو گیا رشکِ چمن اور جنتِ ثانی
مدینہ کا بڑھا اقبال ایسا آپ ﷺ کے دم سے
کہ وہ رُوئے زمیں پر آپ خود اپنا ہوا ثانی
مری قسمت کہ میں دیکھوں دیارِ حضرتِ اقدس ﷺ
مجھ ایسی بے حقیقت پر ہوا ہے فضلِ سبحانی (۹)

"اوج" کے نعت نمبر میں ان کے بارے میں سطریں دو ہیں' غلطیاں دو سے زیادہ ہیں۔ وہاں تخلص عائشہ بتایا گیا ہے' نام تسنیم لکھا گیا ہے اور کتاب کا نام بھی "موجِ تسنیم" کے بجائے "موجِ نسیم" درج ہے (۱۰)۔ اللہ اللہ!

---

(۱) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۱
(۲) ابوالحسن علی ندوی' سید۔ پرانے چراغ۔ جلد دوم۔ مجلس نشریات اسلام۔ ۱۹۸۱
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۴۳
(۴) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۱
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۳
(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۴۳ / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۲
(۷) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۲ / الرشید۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۱۲۹۰
(۸) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۹۳
(۹) مسلمہ (ماہنامہ) لاہور۔ سیرت النبی ﷺ نمبر۔ جنوری ۱۹۸۳۔ ص ۲۱۵
(۱۰) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱۷

تمنا، صفیہ

ان کی ایک نعت "الرشید" کے نعت نمبر میں شائع ہوئی ہے۔

رسولِ خدا ﷺ کا دیار اللہ اللہ
مدینے کی دلکش بہار اللہ اللہ

ترے آگے سر کو جھکانے سے مولا ﷺ
دوبالا ہوا ہے وقار اللہ اللہ

دیارِ نبی ﷺ پہ تصدّق دل و جاں
ہیں صد رشکِ گُل اس کے خار اللہ اللہ

تمنا میں تیری بسر ہو رہے ہیں
تمنّا کے لیل و نہار اللہ اللہ

الرشید۔ نعت نمبر ۱۴۰۱ھ ۔ ص ۱۲۶۳ (جلد دوم)

تہنیت، تہنیت النسا

تہنیت النسا نام اور تہنیت تخلص ہے۔ نواب رفعت یار جنگ کی صاحبزادی اور اردو کے مشہور نقاد اور محقق ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی اہلیہ۔ ان کا سارا کلام نعتِ رسالت مآب ﷺ میں ہے۔ نعت کے سوا کچھ نہیں کہا (۱)۔ ۲۰ مئی ۱۹۱۱ کو حیدر آباد میں پیدا ہوئیں۔ محبوبیہ گرلز سکول میں تعلیم پائی۔ ۱۹۵۲ میں فریضۂ حج ادا کیا۔ زیارتِ حرمین کے بعد نعتیہ کلام لکھنے کی ابتدا ہوئی۔ ان کے دو مجموعے "ذکر و فکر" (۱۹۵۵ میں) اور "صبر و شکر" (۱۹۵۷ میں) شائع ہوئے (۲)۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کو یہ معلومات نہیں تھیں، اس لئے انھیں شاید قاموس الکتب اردو (جلد اول) سے علم ہوا کہ تہنیت کا مجموعۂ نعت "ذکر و فکر" کے نام سے ۱۹۵۶ میں سب رس کتاب گھر، حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر ابو سلمان نے لکھا ہے کہ ارمغانِ نعت مرتبہ ساجد صدیقی و والی آسی میں بھی ان کا کلام شامل ہے (۳)۔

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں کہ ان کی شادی ۱۹۳۳ میں ہوئی۔ ان کے بڑے فرزند شاہ تقی الدین احمد قادری اپنی خاندانی خانقاہ عنایت اللہ حسینی کے سجادہ ہیں (۴) ڈاکٹر اشفاق نے لکھا ہے کہ "نعت گوئی اس خاندان کے طبقۂ نسواں کی روایت رہی ہے اور دیارِ حبیب (ﷺ) سے والہانہ وابستگی اس کا شیوہ۔ چنانچہ محترمہ کی پھوپھیاں بھی نعت کہتی تھیں اور ان کی والدہ ماجدہ اور نانی مرحومہ تو ہندوستان کو خیرباد کہہ کر مدینہ منورہ میں جا کر مقیم ہو گئی تھیں اور بالآخر وہیں دفن بھی ہوئیں"۔ (۵)

ڈاکٹر ریاض مجید اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو میں نعت گوئی" میں لکھتے ہیں:

"تہنیت النسا بیگم تہنیت (بیگم زور) کا مجموعۂ نعت "ذکر و فکر" چھپا جو خواتین کی نعت گوئی کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس باب میں عصرِ حاضر کی یہ پہلی اہم کتاب نعت ہے جس میں شوق کی فراوانی اور حبِ رسول (ﷺ) کا والہانہ پن ہے۔ یہ مجموعہ نعتیہ غزلیات پر مشتمل ہے۔ تہنیت کے فنِ نعت کا کمال یہ ہے کہ ان کی نعتوں میں رنگِ تغزل کے

غلبے کی بجائے حقیقی نعت گوئی کا قرینہ اور سلیقہ ملتا ہے۔ بقولِ امجد حیدر آبادی "وہ حبِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہیں........"۔(۶)

نمونۂ کلام یہ ہے:

ہم اور بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں
مارے خوشی کے آنکھوں سے آنسو نکل گئے

آپ ﷺ کے شوق میں ہر شوق کو ہم بھول گئے
حرمِ پاک میں کچھ اور ہی حالات رہے

حرم میں جابجا اس شوق میں کیے سجدے
حضور ﷺ جلوہ فگن بس یہیں ہوئے ہوں گے

جب مدینے کی یاد آتی ہے
ہم کو اپنا پتا نہیں ملتا (۷)

جب سے الطاف و کرم ہر جا نظر آنے لگے
سب میں محبوبِ خدا ﷺ یکتا نظر آنے لگے
رازِ ہستی بے نقاب اس طرح دنیا پہ کیا
وہ سراپا رحمتِ دنیا نظر آنے لگے
نوعِ انساں کو دکھائی راہِ عرفاں اس طرح
رازہائے عالمِ بالا نظر آنے لگے
جیسے جیسے سوئے طیبہ ہم سفر بڑھتے گئے
اپنی ہستی سے بھی بے پروا نظر آنے لگے
کیا بتائیں روضۂ اقدس کی کیف انگیزیاں
حسن کے جلوے ہمیں کیا کیا نظر آنے لگے
وقتِ رخصت ہم پہ جو گزری، ابھی تک یاد ہے

چھوڑتے ہی ان کا در، تنہا نظر آنے لگے
خوبیٔ قسمت سے اپنی وہ حرم میں جابجا
تہنیتؔ ہم پر کرم فرما نظر آنے لگے (۸)

وہ دنیا میں پیغامِ حق لانے والے
حبیبِ خدا ﷺ جگ میں کہلانے والے
وہ بیوہ کے غم خوار، بے کس کے ہمدم
غریبوں یتیموں کا غم کھانے والے
خود اپنے عمل کا نمونہ دکھا کر
غلاموں کو آزاد کروانے والے
شفیع الوریٰ ﷺ، رحمتِ کبریا ہیں
وہ ہر اک کی امید بر لانے والے
زمانے کو ہے یاد اب تک وہ منظر
دعا پا رہے ہیں غضب ڈھانے والے
کوئی خالی ہاتھ ان کے در سے نہ آیا
عجب بخت والے ہیں واں جانے والے
کرو تہنیتؔ قصدِ طیبہ یہ کہہ کر
نہیں لوٹ کر اب کے ہم آنے والے (۹)

ہمیں مدینہ کی ہر بات یاد آتی ہے
حرم کی طرزِ مدارات یاد آتی ہے
اذانِ صبحِ حرم یاد آتی ہے ہر روز
وہیں کی روشنی ہر رات یاد آتی ہے
نظر نظر کی نوازش، گھڑی گھڑی کی روش
ابھی بطورِ حکایات یاد آتی ہے

حرم سے چلتے ہوئے وہ نظر کی بے تابی
یہ ہر نزاکتِ حالات یاد آتی ہے
عجب نہیں کہ بلاتے ہوں پھر حضوری میں
جو تہنیتؔ کو ہر اک بات یاد آتی ہے (۱۰)

ازل میں نورِ نبی ﷺ ہویدا ہوا ہے رجنّ و بشر سے پہلے
نمودِ شام و سحر سے پہلے' وجودِ شمس و قمر سے پہلے
تمہارے حسنِ جہاں نما سے ہوا ہے عرشِ بریں منور
زمیں سے پہلے' زماں سے پہلے' حجر سے پہلے' شجر سے پہلے
ملا نہ رتبہ کسی کو ایسا کہ خود ثنا خواں خدا ہو جس کا
نبی اگرچہ بہت ہیں گزرے جنابِ خیر البشر ﷺ سے پہلے
(۱۱)

دلِ زار! کیا کرے گا مرے سینے میں مچل کے
ترا کام بس یہی ہے' بہے آنسوؤں میں ڈھل کے
ترا اضطراب اے دل! مجھے بے ادب نہ کر دے
ہے یہ بارگاہِ اقدس' ذرا یاں سنبھل سنبھل کے
ہمیں اتنا یاد ہے بس کہ حرم سے ہم چلے تھے
یہ کہاں چلا گیا دل مرے سینے سے نکل کے
یہی تہنیتؔ کی خواہش' یہی تہنیتؔ کے ارماں
یونہی نعت کے مضامیں لکھیں ہم بدل بدل کے (۱۲)

سہ لیں گے تلخیٔ غمِ دنیا کسی طرح
شرمندہ حشر میں تو خدارا نہ کیجیے
جب ان کی ذات حاصلِ کل کائنات ہے
کیوں ان کی ذات ہی پہ سہارا نہ کیجیے

حبِ نبی ﷺ ہے نعمتِ دارین تہنیتؔ
اس کے سوا کسی کی تمنا نہ کیجیے (۱۳)

مقصود مرا لطفِ سخن ہر دو سرا ﷺ ہے
محبوب مرا اصل میں محبوبِ خدا ﷺ ہے
وہ باعثِ تخلیقِ دو عالم ہے حقیقی
اللہ کی قدرت کا وہی جلوہ نما ہے
وہ نورِ ازل ہے' وہی خورشیدِ ابد ہے
کہنے کو ہے مخلوق' پہ کب حق سے جدا ہے
میں کیا ہوں' زباں میری کرے اس کی جو تعریف
مداحِ نبی ﷺ خالقِ کل ارض و سما ہے (۱۴)

آج دل مائلِ گفتار نظر آتا ہے
پھر تصوّر میں وہ دربار نظر آتا ہے
لو خبر تہنیتِؔ زار کی یا شاہِ امم ﷺ
اس کا دل غم میں گرفتار نظر آتا ہے (۱۵)

ہے تصوّر میں ہمیشہ اب سراپائے نبی ﷺ
ہم سراپا اک گلستاں بن گئے ہیں آج کل (۱۶)

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۷
(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۵ (خالد علیم کا مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی")
(۳) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۷
(۴) رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ اردو اکیڈمی سندھ' کراچی۔ اکتوبر ۱۹۷۶۔ ص ،

۶۵۷

(۵) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۷ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۵

(۶) ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ اقبال اکادمی' لاہور۔ طبع اول ۱۹۹۰۔ ص ۵۷۹

(۷) ذکر و فکر۔ ص ۹۳' ۳۲' ۳۷' ۳۷۔ بحوالہ اردو میں نعت گوئی۔ ص ۵۷۹

(۸) شفیق بریلوی (مرتب) ارمغان نعت۔ ص ۳۳۷ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۵ / الرشید۔ نعت نمبر ۱۴۰۳ھ ۔ ص ۱۳۲ (جلد دوم)

(۹) ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۱۱۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۶

(۱۰) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۸ / الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۳۶۱

(۱۱) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۸

(۱۲) اسمٰعیل آزاد فتح پوری' ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (ابتدا سے محسن تک) مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۲۳۰

(۱۳) ایضاً۔ ص ۲۳۱

(۱۴) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۹ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۲۳۱

(۱۵) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۵

(۱۶) قاموس الکتب اردو۔ جلد اول۔ بحوالہ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۷ / اوج (مجلہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۱۱۵

●●●

ثریّاؔ واسطی امروہوی

ماہنامہ "شام و سحر" لاہور کے نعت نمبر ۶ میں راقم السطور (راجا رشید محمود) کا ایک مضمون "عدمِ سایۂ حضور ﷺ اور شعرا" شائع ہوا جس میں ثریّاؔ واسطی امروہوی کے مجموعۂ کلام "عروج" کے حوالے سے ان کا ایک شعر شامل ہے۔

ان کا ثانی کوئی خالق نے بنایا ہی نہیں
ایسا بے مثل بنایا ہے کہ سایہ ہی نہیں

اب مجھے کچھ یاد نہیں کہ ثریّاؔ واسطی امروہوی کا مجموعہ کلام "عروج" میں نے کہاں دیکھا تھا' یہ مجموعہ کہاں سے چھپا' کس نے چھاپا تھا' اس میں کتنی نعتیں تھیں' نعتوں کے علاوہ کچھ اور تھا تو کتنا تھا------وغیرہ'۔

شام و سحر (ماہنامہ) نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۱۳۱

ثمر بانو ہاشمی

مشہور شاعر اور نامور ادیب پروفیسر شریف احمد عاصی کرنالی کی اہلیہ۔ خود معروف افسانہ نویس ہیں۔ ملتان میں رہتی ہیں۔ ملتان کے شعرا کے نعتیہ انتخاب "م محمد ﷺ" میں ان کی ایک نعت شامل ہے۔

آرزو یہ ہے کہ حمدِ کبریا کہتی رہوں
حمد کہہ کر مدحِ محبوبِ خدا ﷺ کہتی رہوں

ہر نفس پڑھتی رہوں صلِ علیٰ صلِ علیٰ
عمر بھر یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ ﷺ کہتی رہوں

یا قلم چلتا رہے یا پھر زباں جاری رہے
یا ثنا لکھتی رہوں یا پھر ثنا کہتی رہوں

جب ملیں آسانیاں تو ان کو سمجھوں کارساز
جب پڑے مشکل، انھیں عقدہ کشا کہتی رہوں

ان کے دم سے طبقۂ نسواں کو جو عزت ملی
میں اسے ان کا کرم، ان کی عطا کہتی رہوں

اس نبی اس رحمت للعالمیں ﷺ کی ذات کو
ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کا آسرا کہتی رہوں

اے ثمر نظم و غزل میں دل کی سچائی کہاں
نعت گوئی سے اگر نکلوں تو کیا کہتی رہوں

مرتضیٰ اشعر (مرتب)۔ م محمد ﷺ۔ بزمِ فکرِ نو ملتان۔ اشاعتِ اول۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۵۶

ثمرین کوثر

باوضو ہو کے کبھی جب بھی کہا صلِ علیٰ
گنبدِ ذات میں گونجی یہ صدا صلِ علیٰ

میرے ہونٹوں پہ محمد ﷺ کا حسیں نام آیا
سننے والوں نے محبت سے کہا صلِ علیٰ

شدتِ درد مرے ضبط کی حد میں نہ رہی
آنسوؤں نے مری پلکوں پہ لکھا صلِ علیٰ

اس حسیں ذات کے پیکر کی ثنا خوانی میں
روشنی، رنگ نے، خوشبو نے کہا صلِ علیٰ

پہلے آنکھوں سے ترے نام کو چوما میں نے
پھر لرزتے ہوئے ہونٹوں نے پڑھا صلِ علیٰ

اب نصیبوں میں مرے وصل کا منظر جاگے
میری آنکھوں میں یہی خواب سجا صلِ علیٰ

کاش تعبیر کی صورت میں مدینہ دیکھیں
اور ہو جائیں ترے در کے گدا صلِ علیٰ

مرتضیٰ اشعر (مرتب)۔ م محمد ﷺ۔ ملتان۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۷۰

جبیںؔ بریلوی، ستارہ

یہ شاں ہے اتباعِ سُنّتِ محبوبِ یزداں ﷺ کی
کہ قوت سلب ہو جاتی ہے جس کے بعد شیطاں کی

رکھے گا کس لئے حسرت وہ دل میں حور و غلماں کی
غلامی جس کو مل جائے درِ سلطانِ ذی شاں ﷺ کی

جو بے خود ہے نبی ﷺ کے عشق میں، اس کو برابر ہے
طلوعِ صبحِ عشرت اور سیاہی شامِ ہجراں کی

ترحم کی نظر ہو اس طرف بھی رحمتِ رحمت
تلاطم میں پھنسی ہے آج پھر کشتی مسلماں کی

لبھا سکتے نہیں اس کو کبھی دنیا کے یہ منظر
ہوئی جس آنکھ کو ہو دید طیبہ کے گلستاں کی

ہر اک ذرہ چمک اٹھا جمالِ رُوئے انور سے
جدھر چشمِ تجلی اٹھ گئی اس ماہِ تاباں کی

فرشتے بھی جبیںؔ شوق کرتے ہیں یہاں پہ خم
یہی تو بارگاہِ ناز ہے شاہِ رسولاں ﷺ کی

آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ فروری ۱۹۶۱ء۔ ص ۴۱

جستؔ سیرامپوری، بولائی

ہے نورِ خدا آبگینے کے اندر
خدا مل گیا ہے مدینے کے اندر

وہ خوشبو سنو، خلد میں بھی نہیں ہے
جو خوشبو ملی ہے پسینے کے اندر

خدا بھی ملے گا، نبی ﷺ بھی ملیں گے
کمی کچھ نہیں ہے مدینے کے اندر

مرے دل کی تنویر کیا پوچھتے ہو
ہے نورِ نبی ﷺ اس نگینے کے اندر

کسی شے کی اے جستؔ حاجت نہیں ہے
نبی ﷺ کی محبت ہے سینے کے اندر

نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ص ۷۳

حجابؔ، ڈاکٹر حشمت آرا بیگم

وطن مالوف بارہ بنکی ہے۔ ۱۹۱۸ میں پیدا ہوئیں۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ڈاکٹری کا پیشہ اختیار کیا۔ پہلے اپنا کلام رشید احمد خاں درّویش میرٹھی کو دکھایا۔ پھر لاہور پہنچ کر احسان دانشؔ سے مشورۂ سخن کیا۔ ان کے شوہر بھی ڈاکٹری کے پیشے سے ہی منسلک ہیں (۱)۔ اشرف پارک، وسن پورہ، لاہور میں رہتی ہیں (۲)۔

"نور رب العالمین" ان کے مجموعۂ نعت کا نام ہے۔ کتاب ۹۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار لاہور سے مئی ۱۹۸۳ میں چھپی۔ کتاب میں ۱۲ بند کے مسدس پر مشتمل "منظوم دیباچہ" ۱۳ حمدیں، ۴۰ نعتیں، ایک دعا، دو نظمیں، دو قطعات اور حالیؔ کی نعت پر ایک تضمین ہے۔

نورِ احمد ﷺ میں جمالِ کردگار آیا تو ہے
آئنہ میں حسن کا آئینہ دار آیا تو ہے

منور نورِ خالق سے ہے کاشانہ محمد ﷺ کا
ہے مقبولِ خدا دربارِ شاہانہ محمد ﷺ کا

شمس و قمر نظر میں تھے تیری نظر کے بعد
سویا نصیب جاگ اٹھا سال بھر کے بعد

ازل کے روز جب آئینہ گر نے آئنہ دیکھا
تو اس میں عکس کی صورت جمالِ مصطفیٰ ﷺ دیکھا

آ بادِ صبا دوں تجھے انعام بہت سے
لائی ہے مدینہ سے تو پیغام بہت سے (۳)

یا محمد مصطفیٰ ﷺ صلِ علیٰ، صلِ علیٰ
آپ ہیں نورِ خدا، صلِ علیٰ، صلِ علیٰ

زندگی ہے آپ کی، تفسیرِ قرآنِ مجید
ابتدا تا انتہا صلِ علیٰ، صلِ علیٰ

بت کدے اوندھے ہوئے، تشریف جب لائے حضور ﷺ
عرش سے آئی صدا، صلِ علیٰ، صلِ علیٰ

جلوۂ خیر الوریٰ ﷺ کے فیض سے رونق ملی
چمکے ہیں ارض و سما، صلِ علیٰ، صلِ علیٰ

روزِ محشر مجھ پہ بھی ہو آپ ﷺ کی چشمِ کرم
ہے یہ میری التجا، صلِ علیٰ، صلِ علیٰ

وقت جو گزرا، وہ پھر واپس حجابؔ آتا نہیں
وقت ہے، تو پڑھ سدا، صلِ علیٰ، صلِ علیٰ (۳)

"سلامِ قدس" میں طفیل احمد بدرؔ امروہوی نے حجابؔ کا ایک سلام شامل کیا ہے، شاید وہ انھی کا ہو۔

السلام اے تاجدارِ دین و ایماں السلام
السلام اے رہنمائے جن و انساں السلام

السلام اے شافعِ روزِ جزا ختمِ رسل ﷺ
امتِ عاصی کی کشتی کے نگہباں السلام

السلام اے رحمۃ للعالمیں ﷺ نورِ خدا
پیشوائے مرسلیں شاہِ رسولاں ﷺ

فرش سے تا عرش پہنچے جب شبِ معراج آپ ﷺ
خود حور و غلماں نے کہا خالق کے مہماں السلام

کُنتُ کنزاً مخفیاً کا راز کھولا آپ پر
اے خدا کے لاڈلے اے اہلِ قرآں السلام

جگمگا دے پھر مرے دل کو تو اپنے نور سے
اے ہلالِ آرزو مہرِ درخشاں السلام

یہ تمنا ہے، کہوں روضے پہ جا کر میں حجابؔ
اے رسولِ ہاشمی ﷺ محبوبِ یزداں السلام (۵)

غوث میاں لکھتے ہیں کہ ان کا ایک مجموعۂ نعت "مینارِ تجلی" بھی لاہور سے چھپا جس پر سنِ اشاعت درج نہیں ہے۔ میں نے یہ کتاب نہیں دیکھی (۶)۔

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ مکتبہ خاتون پاکستان، کراچی۔ ۱۹۷۱ء۔ ص ۷۸
(۲) گل بخشالوی، حاجی (مرتب) بزمِ رسالت۔ قلم قافلہ، کھاریاں۔ دوسری اشاعت۔ ستمبر ۱۹۸۵ء۔ ص ۷۶
(۳) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۸ء۔ "اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو" (حصہ دوم) ص ۲۷
(۴) بزمِ رسالت۔ ص ۷۶
(۵) طفیل احمد بدر امروہوی (مرتب) سلامِ قدس۔ تاج کمپنی لیمٹڈ (مرتب نے پیش لفظ ۷۲-۱۳ھ میں لکھا)۔ ص ۳۴
(۶) مجلہ "حضرت حسان نعت ایوارڈ" ۱۹۹۳ء۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۸۱ / راجا رشید محمود۔ "پاکستان میں نعت"۔ مطبوعہ لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۸۳
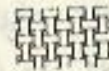
حمیدہ بیگم (ح-ب)

۱۹۰۰ میں وزیر آباد (گوجرانوالہ) کے نواحی گاؤں کرم آباد میں پیدا ہوئیں۔ مولوی سراج الدین احمد خاں بانیِ اخبار "زمیندار" ان کے والد اور مولانا ظفر علی خاں بھائی تھے۔ شادی راجا عنایت اللہ خاں سے ہوئی۔ مشہور مزاح گو شاعر راجا مہدی علی خاں آپ کے صاحبزادے تھے۔

حمیدہ بیگم لاہور کے ایک سکول کی معلمہ رہیں۔ "نورجہاں" اور "نسوانی دنیا" کی ایڈیٹر رہیں۔ مجموعۂ کلام "نوائے حرم" تاج کمپنی نے شائع کیا (شاید ۱۹۳۹ میں) جس میں "ماہِ یثرب" کے عنوان سے نعتیہ نظمیں ملتی ہیں۔

نمونۂ کلام یہ ہے:

جب حرا کے چاند سے چہرہ دکھایا آپ ﷺ نے
نورِ وحدت سے جہاں کو جگمگایا آپ ﷺ نے
آدمیت پہ بھی کتنا آپ کا احسان ہے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا آپ ﷺ نے
جھیل کر سو سختیاں، سہہ کر ہزاروں کلفتیں
صبر و استقلال کا نقشہ جمایا آپ ﷺ نے

دنیا میں کیا ہے، دولتِ دنیا تمھی تو ہو
عقبیٰ میں اپنا مایۂ تنہا تمھی ﷺ تو ہو
یہ گل، یہ لالہ زار تمھارے لئے کھلے
جانِ فضائے وادی و صحرا تمھی ﷺ تو ہو
اس زندگی میں جان تمھارے قدم سے ہے
ہستی کی شمعِ انجمن آرا تمھی ﷺ تو ہو
ظلماتِ کفر کی شبِ یلدا کو چیر کر
ظاہر ہوئی جو صبحِ دلارا تمھی ﷺ تو ہو

پھر جی اٹھے گا نعرۂ توحید سے جہاں
اے روحِ زندگی دمِ عیسیٰ تمھی ﷺ تو ہو

سر اپنا پیشِ غیر جھکانے کے ہم نہیں
ہم مسلموں کے ہادی و مولا تمھی ﷺ تو ہو

بنایا شرک کے صحرا کو تو نے گلشنِ وحدت
تو ابرِ نو بہاری بن کے ویرانے میں آیا تھا

گرے بت منہ کے بل ایسے، نہ اٹھیں گے قیامت تک
الٰہی بت شکن کیسا صنم خانے میں آیا تھا

ہو گیا سینہ مرا، داغِ دروں سے لالہ زار
دل مرا عشقِ محمد ﷺ سے منور ہو گیا

بجھ گئی شمعِ خلافت، سرد ہے بازارِ دیں
مسلمِ پروانہ خو کا حال ابتر ہو گیا

مت پریشاں حال ہو اے امتِ خیر البشر ﷺ
جب ترا حامی وہ بے ہمتا پیمبر ﷺ ہو گیا

زمانے بھر کی راحت کے لئے تھا وقف کام اس کا
چمن میں ابرِ رحمت کی طرح تھا فیضِ عام اس کا

بسانِ مہرِ انور رہ گیا خوبی میں نام اس کا
زباں پہ شکریہ ہے اور دلوں میں احترام اس کا

کیا ہے نورِ یزداں کو عیاں آہستہ آہستہ
منور ہو گیا سارا جہاں آہستہ آہستہ

شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۲۹ - ۲۲۸

حنا، سیدہ

ان کی ایک نعت ماہنامہ "تحریریں" لاہور کے نعت نمبر ۲ میں ملتی ہے۔

رحمت بھی آپ، آیۂ رحمت بھی آپ ﷺ ہیں
رونق فزائے بزمِ رسالت بھی آپ ﷺ ہیں

یہ ساری کائنات عبارت ہے آپ ﷺ سے
اس نور کے ظہور کی غایت بھی آپ ﷺ ہیں

دامن میں آپ ﷺ کے سمٹ آئی ہیں راحتیں
جنت بھی آپ، حاصلِ جنت بھی آپ ﷺ ہیں

اہلِ ورع کے چہروں کی رونق بھی آپ ﷺ سے
اور عاصیوں کی ذخیرِ شفاعت بھی آپ ﷺ ہیں

مردہ دلوں کو آبِ بقا آپ ﷺ کی نظر
مایوسیوں میں حرفِ بشارت بھی آپ ﷺ ہیں

انسان کے ضمیر کی ہیں روشنی حضور ﷺ
اس کی بصیرت آپ، بصارت بھی آپ ﷺ ہیں

ہر سانس ہے سلام مرا، ہر نفس درود
سرکار ﷺ اس درود کی لذت بھی آپ ہیں

تحریریں (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۲۔ جولائی، اگست ۱۹۸۶ء۔ ص ۷۰

حیاؔ بلیاوی، آمنہ خاتون

اس طرح دل میں رہے یا رب! خیالِ مصطفیٰ ﷺ
روبرو اپنے نظر آئے جمالِ مصطفیٰ ﷺ

تھرتھرایا دستِ کافر، گر پڑی تیغِ دو دم
اللہ اللہ ہیبت و جاہ و جلالِ مصطفیٰ ﷺ

ایک انگلی کے اشارے سے ہوا شق القمر
معجزہ سے منکرو! دیکھو کمالِ مصطفیٰ ﷺ

تھام کر دامانِ رحمت، یہ کہوں گی حشر میں
بخش دے مجھ کو پئے اصحاب و آلِ مصطفیٰ ﷺ

سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، اس کی ذاتِ پاک ہے
اے حیاؔ! ہے کون دنیا میں مثالِ مصطفیٰ ﷺ (۱)

"آستانہ" کے ایک شمارے میں ان کی منقبتِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی ملتی ہے (۲)۔

---

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ فروری ۱۹۶۸ء۔ ص ۴۸

(۲) آستانہ۔ مارچ ۱۹۶۷ء۔ ص ۸۳

حیاؔ بریلوی، سکندر بانو

بریلی کے ایک سید گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ بچپن میں سایہ پدری سے محروم ہونے کے باعث ننھیال میں پرورش پائی۔ ان کے نانا سید کاظم علی، قائدِ اعظمؒ کے ساتھی تھے۔ اردو، فارسی اور انگریزی کی تعلیم گھر پر حاصل کی اور خصوصاً مذہبی تعلیم کی وجہ سے نعت گوئی کی طرف رجحان پیدا ہوا۔ ان کی شاعری کی ابتدا نعت سے ہوئی۔ حیاؔ نے زیادہ تر نعتیں ہی لکھی ہیں (۱)۔ اصلاحِ سخن شیداؔ بریلوی سے لی۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری لکھتے ہیں کہ تقسیمِ ملک (قیامِ پاکستان) کے بعد پاکستان آگئی تھیں، اب کراچی میں مقیم ہیں (۲)۔

سلطانہ مہر نے لکھا "اب بھی نعتیہ محفلوں میں بصد شوق شریک ہوتی ہیں اور اعزازی طور پر میلاد خوانی میں شرکت کو باعثِ عزت تصور کرتی ہیں"۔ (۳)

نمونۂ کلام یہ ہے:

راز سب کر دیئے احمد ﷺ پہ عیاں خالق نے
دونوں عالم ہوئے خوش کام نظر آج کی رات

کیسی معراج کی شب آئی مبارک دیکھو
کیوں نہ نورانی ہو اس شب کی سحر آج کی رات

کھڑے ہیں سبھی انبیاء سر جھکائے
وہ نبیوں کے بن کر امام ﷺ آ رہے ہیں
حبیبِ خدا ﷺ کے بڑے مرتبے ہیں
کہ پیہم درود و سلام آ رہے ہیں آج کی رات

اتنی مشتاق ہوں میلادِ نبی ﷺ کی، دیکھو
پڑھنے سولور نبی ﷺ آخر دم تک پہنچی (۴)

اٹھ کے عرشِ بریں سے جس دم زمیں پہ اعلیٰ مقام ﷺ آیا

خدا کی جانب سے اس پہ ہر دم درود آیا، سلام آیا
فلک پہ تارے چمک رہے ہیں، زمیں پہ گلشن مہک رہے ہیں
مہک رہی ہے فضا خوشی سے، جہاں میں خیر الانام ﷺ آیا

ہے عرش و کرسی پہ وجد طاری، خدا کی رحمت ہوئی ہے جاری
ہمارا آقا، ہمارا مولا، پیمبروں کا امام ﷺ آیا

سجائے حوروں نے شادیانے، فلک لگاتے ہیں شامیانے
ہے جشن خلدِ بریں پہ جاری، زمیں پہ ماہِ تمام آیا
گلوں کے چہرے نکھر گئے ہیں، فضا میں نغمے بکھر گئے ہیں
سجائی لوگوں نے بزم گھر گھر، فلک سے شاہِ انام ﷺ آیا

حیا کی ہیں خدا کے پیارے، شفیع محشر ہیں تاج والے ﷺ
ہمارے رہبر ہماری ہادی ﷺ، خدا کے بعد ان کا نام آیا
(۵)

---

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۲۱۹
(۲) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۳۹
(۳) سلطانہ مہر۔ آج کی شاعرات۔ محراب ادب، کراچی۔ ۱۹۷۳
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۱۹
(۵) یامین وارثی (مرتب) نورِ مصطفیٰ ﷺ۔ مطبوعہ کراچی (مرتب نے ۱۹۸۶ لکھا ہے) ص ۱۰۲

خالدہ نسرین

ماہنامہ "شام و سحر" لاہور کے نعت نمبر ۵ میں ان کی ایک نعت ملتی ہے۔ حالات و کوائف دستیاب نہیں۔

وہ حسیں دیوار و در دیکھوں، وہ روضہ دیکھ لوں
دل میں اک حسرت، ہے، وہ شہرِ تمنا دیکھ لوں

میں تو سمجھوں گی، یہ میری زیست کی معراج ہے
اے خدا، قسمت میں یہ لکھ دے، مدینہ دیکھ لوں

مین ممکن آنسوؤں میں جذب ہو جانا مرا
خواب میں بھی گر کبھی آقا ﷺ کا چہرہ دیکھ لوں

عمر بھر اس راہ پہ آتی رہوں، جاتی رہوں
میں اگر اک بار بھی کعبے کا رستہ دیکھ لوں

میرے آقا ﷺ! کیجیے مجھ کو عطا وہ چشم و دل
جب بھی چاہوں، آپ ﷺ کا مَیں رُوئے زیبا دیکھ لوں

شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۵۔ جنوری فروری ۱۹۸۶۔ ص ۳۳۲

خاورؔ درانی

سید حامد ناقد نقوی لکھتے ہیں کہ ان کا نام اصل میں کبریٰ خانم ہے لیکن اب وہ مسز احمد کے نام سے مشہور ہیں۔ درانی خاندان کی ایک شاخ محمد زئی درانی کی مایۂ ناز خاتون ہیں۔ ان کے والد اخوند زادہ محمد حسین انجینئر کے ممتاز عہدے پر فائز تھے۔۔۔۔۔ انھیں ملکۂ سخن، نجم الشعرا اور طوطیٔ ہند کے خطابات دیے گئے اور ادارہ "نیرنگِ خیال" نے انھیں "مصورِ قلم" کا خطاب دیا (۱)۔

تعلیم ایم اے بی ٹی ہے۔ ان کی شاعری نے لدھیانہ میں جنم لیا اور ریاست ٹونک (راجپوتانہ) میں پروان چڑھی۔ ان کا مجموعۂ کلام "نغمۂ روح" ۱۹۵۰ میں طبع ہوا (۲)۔

"نغمۂ روح" کا پیش لفظ آنریبل مسٹر جسٹس محمود علی صوفی نے لکھا۔ "متحدہ ہندوستان کے بیشتر علمی، ادبی اور معیاری رسالوں میں خاورؔ درانی کے مضامین نظم و نثر شائع ہو کر اہلِ ذوق حضرات سے داد تحسین حاصل کرتے رہے۔ خاورؔ درانی کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انھیں جو کچھ کہنا ہوتا ہے، وہ نہایت سادہ اور صاف الفاظ میں کہتی ہیں، مبہم استعاروں کی پناہ نہیں لیتیں"۔

کتاب میں ایک سلام بارگاہِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس میں سات بند ہیں۔ تین بند ملاحظہ ہوں:

اے شہِ والا نسب، اے سیدِ ذی احترام ﷺ
الصلوٰۃ والسلام و الصلوٰۃ والسلام

السلام اے سیدِ کونین ختم الانبیا ﷺ
السلام اے نورِ حق اے مہبطِ وحیِ خدا ﷺ
السلام اے فخرِ آدم اے حبیبِ کبریا ﷺ
السلام اے لائقِ تعریف و توصیف و ثنا
رلّہٖ مع اللہ شان تیری، عرش پر ترا مقام

الصلوٰۃ والسلام و الصلوٰۃ والسلام

السلام اے خالقِ کون و مکاں کے رازداں ﷺ
السلام اے کاشفِ اسرارِ بزمِ کُن فکاں ﷺ
السلام اے وجہِ تخلیقِ زمین و آسماں ﷺ
السلام اے باعثِ صد رونقِ بزمِ جہاں ﷺ
ہے تری تدبیر کا ممنون دنیا کا نظام
الصلوٰۃ والسلام و الصلوٰۃ والسلام

السلام اے مرکزِ آئینۂ جبروت و جلال
السلام اے مصدرِ لطف و عنایات و جمال
السلام اے منبعِ دریائے احسان و نوال
السلام اے بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
قیصر و کسریٰ سے افضل ہے ترا ادنیٰ غلام
الصلوٰۃ والسلام و الصلوٰۃ والسلام (۳)

ان کا ایک سلام بحضورِ سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ملتا ہے

سلام اس پر کہ جو تھا نورِ چشمِ ہادیٔ برحق ﷺ
سلام اس پر کہ جو شیرِ خدا کے گھر کی تھا رونق (۴)

-----

(۱) شاعر (ماہنامہ) آگرہ۔ جولائی ۱۹۳۶ / لائل پور کالج میگزین۔ ۱۹۴۳۔ ص ۳۵ / ندرت شبنم چغتائی کا ایم اے اردو (پنجاب یونیورسٹی) کا مقالہ بعنوان "اردو شاعری میں خواتین کا حصہ"۔ ص ۳۳۱

(۲) خاور درانی۔ نغمۂ روح۔ مکتبہ رومان، لاہور۔ طبع اول۔ ستمبر ۱۹۵۰

(۳) نغمۂ روح۔ ص ۲۶-۳۰

(۴) سالک (ماہنامہ) راولپنڈی۔ اگست ۱۹۵۶۔ ص ۱۱

خردبانو فریدی،

سیدہ امۃ البصیر نام۔ کراچی سے تعلق ہے۔

کبھی پوچھو تو، میں کیا چاہتی ہوں
غمِ دل کا مداوا چاہتی ہوں
کرم ہر دم تمہارا چاہتی ہوں
یہی خواہش ہے، اور کیا چاہتی ہوں
فریدہ ہوں، "فرید الدین" کا صدقہ
نگاہِ لطف شاہا! چاہتی ہوں
دُرِ مقصود سے بھر دیجے دامن
مرادیں دل کی لینا چاہتی ہوں
وہاں کی موت بھی ہے زندگانی
تمہارے در پہ مرنا چاہتی ہوں
نظر بے تاب ہے بہرِ زیارت
میں روضہ کا نظارہ چاہتی ہوں
خرد بانو یہ کہتی ہے کہ آقا ﷺ
اسی بستی میں رہنا چاہتی ہوں

"عقیدت" (ماہنامہ) نئی دہلی۔ فروری ۱۹۵۷ء، ص ۱۰

خفیؔ، بدر النسا بیگم

والد محمد ابوالفیض سعید الدین سرکارِ آصفیہ میں منصف تھے۔ بدر النسا کی پیدائش ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔ ڈاکٹر احمد حسین مائل حیدر آبادی سے تلمذ رہا (۱)۔ چودہ سال کی عمر میں شعر گوئی شروع کر دی (۲) نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے۔ "خفیؔ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی شاعری کو صرف مدحِ رسول ﷺ اور عشقِ حقیقی تک محدود رکھا تھا۔ ان کا پورا دیوان جو ردیف وار ہے، شروع سے آخر تک نعتیہ ہے۔" (۳)۔ خوبیٔ قسمت سے خاوند بھی شاعر ملا۔

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ "اردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ" میں لکھتی ہیں کہ "ان کا دیوان، دیوانِ خفیؔ کے نام سے ۱۳۱۰ھ میں دکن سے طبع ہوا۔ اس پر بہت سے شعرا نے تقریظیں اور قطعے لکھے۔ میرزا داغؔ دہلوی نے بھی قطعہ لکھا۔

واہ عصمت مآب کیا کہنا
کیا ہی اچھی کہی ہے نعتِ نبی ﷺ
تپش دل کی آگ ہے اس میں
اور اک لاگ ہے محبت کی (۴)

خالد علیم نے لکھا ہے کہ ان کا دیوان ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوا (۵) لیکن خالد نے حوالہ نہیں دیا کہ انھوں نے یہ تاریخ کہاں سے لی ہے۔ بدر النسا خفیؔ ۱۳۳۰ھ میں فوت ہوئیں۔ نمونۂ کلام یہ ہے:

وہ بھی اک دن تھا کہ رُوئے پاک آیا تھا نظر
اب الٰہی! یہ مقدر مرا کیسا ہو گیا

ناز سے آئے گا جس وقت وہ محبوبِ خدا ﷺ
دیکھنا حشر میں اک حشر نمایاں ہو گا
خود کرے گا مری بیماریٔ عصیاں کا علاج
رشکِ عیسیٰ مرا، آمادۂ درماں ہو گا

کب ملے گی مجھے وہ دولتِ دیدار تری
کوکبِ بخت یہ کب مہر سا تاباں ہو گا

توبہ کرتی ہوئی بھاگی ہیں بلائیں ساری
بن گیا جب سے مرے دل کا محمد ﷺ تعویذ

کاش تدبیر سے تقدیر موافق ہوتی
خانۂ دل میں ہم اس شاہ ﷺ کو مہماں کرتے
اے خفی حضرتِ یوسف اگر اس دم ہوتے
حسنِ احمد ﷺ کو دکھا کر انھیں حیراں کرتے

مدحِ رسول ﷺ کی ہے مجھے حرص بالضرور
ہرگز نہیں ہے مجھ کو تو نام و نشاں کی حرص

حجاب منہ سے اٹھا چکے ہیں، مجھے وہ صورت دکھا چکے ہیں
مری نظر میں سما چکے ہیں، نظر سے پھر دل میں آ چکے ہیں

قریب ہو وقت موت کا جب تو آئے آنکھوں میں دم ہمارا
دکھا دے مجھ کو وہ پاک چہرہ نقاب منہ سے اٹھا کر (۶)

---

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۲۲۰

(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۰ / ندرت شبنم چغتائی کا ایم اے اردو کا مقالہ (پنجاب یونیورسٹی) "اردو شاعری میں خواتین کا حصہ"۔ ص ۱۰۶

(۳) نصیر الدین ہاشمی۔ خواتینِ دکن کی اردو خدمات۔ عبد الرزاق تاجر کتب' حیدر آباد دکن۔ ۱۹۳۰۔ ص ۳۸

(۴) ندرت شبنم چغتائی کا مقالہ۔ ص ۱۰۶' ۱۰۷

(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۰   (۶) ایضاً

خورشید آرا بیگم

خورشید تخلص ہے۔ یو پی کے ممتاز قاضی خانوادے کی نورِ نگاہ ہیں۔ ان کے والد قاضی محمد قیام الدین علاقے کے سربرآوردہ لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ تحریکِ آزادی کے مشہور کارکن' آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن' آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سپہ سالارِ اعلیٰ' قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتمد اور نواب لیاقت علی خاں کے پولیٹیکل سیکرٹری نواب صدیق علی خاں' خورشید آرا بیگم کے شوہر ہیں (۱)۔

شفیق بریلوی لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۷ میں ان کی شادی ہوئی۔ ۱۹۳۰ میں انھوں نے انجمن مسلم خواتین کی بنیاد ڈالی۔ گرلز سکول قائم کیے۔ ہندو گرلز ہائی سکولوں میں مسلمان لڑکیوں کے لئے علیحدہ کلاسیں کھلوائیں۔ ناگپور یونیورسٹی کی پروفیسر کی حیثیت سے بھی سرگرم عمل رہیں۔ یہ لوگ ۱۹۴۷ میں پاکستان آ گئے (۲)۔

ڈاکٹر ابو سلمان کے تذکرے میں ہے۔ "خورشید آرا بیگم قیامِ پاکستان کے بعد سے کراچی میں مقیم ہیں۔ کراچی کے مشہور تعلیمی ادارے خورشید گرلز کالج کی نگراں اور پرنسپل ہیں۔ خورشید اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہتی ہیں۔ عربی سے بھی واقف ہیں اور انگریزی پر بھی عبور رکھتی ہیں۔ نیز یورپ اور افریقہ کی کئی اور زبانوں سے واقف ہیں"۔ (۳)

انھوں نے اگرچہ اردو' فارسی اور عربی اپنے والد مرحوم سے پڑھی لیکن باقاعدہ امتحانات کے تحت اردو اور فارسی میں پنجاب یونیورسٹی سے آنرز کیا..... لیاقت علی خاں کی شہادت کے بعد جب نواب صدیق علی خاں جنوبی افریقہ' سیلون اور سوڈان میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہے تو خورشید بھی ان کے ساتھ رہیں' اور متذکرہ ممالک میں پاکستانی خواتین کی ترجمانی کرتی رہیں (۴)

محمد جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں۔ "آپ ملک کی ایک مسلم الثبوت اور قادر الکلام شاعرہ ہیں۔ آپ کا شمار گنتی کی ان چند خواتین میں ہے جن کی شاعرانہ قابلیت ہندوستانی

خواتین کے لئے باعثِ فخر کہی جا سکتی ہے۔ آپ کے خیالات نہایت بلیغ، سنجیدہ اور پُر وقار ہوتے ہیں۔ طرزِ ادا نہایت پختہ اور استادانہ ہے۔ جذبات نگاری پر انھیں بڑی قدرت حاصل ہے"۔ (۵)

سلطانہ مہر نے بھی ان کی نعت گوئی کا ذکر کیا ہے (۶)۔ ان کا مجموعۂ کلام "آخری کرنیں" ۱۹۷۸ میں کراچی سے چھپا (۶۔ الف)۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

زندگی الجھی ہوئی تھی کفر کے زنّار میں
بت پرستی ہو رہی تھی خانۂ غفار میں
خطۂ پاکِ عرب معمورۂ الحاد تھا
شرک کے شعلے خلیل اللہ کے گلزار میں
چاند تاروں کی پرستش اہلِ یوناں کا شعار
دیوتاؤں کی خدائی ہند میں، تاتار میں
وحدتِ حق بن گئی تثلیث روم و شام میں
خطۂ ایراں میں یزداں جلوہ گر تھا نار میں
فرقۂ نسواں پہ ظلم و جور معمولِ حیات
ذلت و توہین اس کی قسمتِ لاچار میں
دفن زندہ بیٹیوں کو کر دیا خود باپ نے
خاندانی شان و عزت تا بڑھے ابرار میں
کبر و نخوت قتل و غارت بغض و کینۂ انتقام
الغرض انسان تھا انسانیت پر اتہام
ناگہاں آیا جہاں میں ایک دل کش انقلاب
مٹ گئے نقش و نگارِ کفر مانندِ حباب
کوہِ فاراں سے ہوا مہرِ رسالت جلوہ گر
ذرہ ذرہ بن گیا بطحا کا رشکِ آفتاب

باغِ ابراہیم میں پھر کھل گئے وحدت کے پھول
عظمتِ انساں پہ آیا حسنِ نو لے کر شباب
جور و استبداد کی بستی اجڑ کر رہ گئی
حکمِ خالق سے ہوا دُختر کُشی کا سدِّباب
مرحبا ختم الرسل ہادیٔ کل ﷺ پیدا ہوئے
رحمۃ للعالمین، اُمّی لقب، کی خطاب ﷺ
چارہ سازِ دردمنداں، دستگیرِ بے کساں
باعثِ تخلیقِ عالم صاحبِ ام الکتاب ﷺ
السلام اے روزِ محشر عاصیوں کے دستگیر
الصلوٰۃ اے جس نے بخشے دشمنوں کے بھی قصور
السلام اے جس نے دنیا کو دیا پیغامِ امن
الصلوٰۃ اے جس نے بخشا زندگانی کا شعور (۷)

وہ صبحِ مدینہ، وہ شامِ مدینہ، معطر معطر ہوائے مدینہ
سنہری سنہری تجلیوں میں رحمت، مقدس مقدس فضائے مدینہ
وہ روضہ کی جالی، وہ احساسِ عظمت، وہ بیتابیٔ دل، طبیعت پہ رقت
لرزتے ہوئے لب، وہ اشکِ ندامت، سکوں بخش آہ و بکائے مدینہ
در و بامِ اقدس پہ نظروں کے سجدے، زباں پہ وہ صلِ علیٰ کے ترانے
درودِ مدینہ، سلامِ مدینہ، لب و قلب مدحت سرائے مدینہ
وہ دالاں جو ہے اہلِ صُفّہ کا مسکن، وہ مزدور محنت کشوں کا تھا مامن
تھے دل جن کے عشقِ پیمبر ﷺ سے روشن، نثارِ شہِ خوش لقائے مدینہ
وہ تسبیح و تہلیل و تکبیرِ داور، ملائک کو بھی رشک آتا ہے جن پر
محبت کی تنویر سے دل منور، فروزاں فروزاں ضیائے مدینہ
شب و روز یادوں کو دیتے ہیں دستک، دل و گوش جن کے ہیں مسحور اب تک
اذانِ مدینہ، صلوٰۃِ مدینہ، تجویدِ مدینہ، دعائے مدینہ

خوشا دل کو حاصل ہوئی ہے وہ دولت کہ کونین کی عظمتیں اس کی قیمت
رہی زندگانی کی جو ہے حرارت، ولائے محمد ﷺ، ولائے مدینہ
یہی دل کی دھڑکن، یہی آرزوئیں، نمازوں میں شام و سحر یہ دعائیں
کہ پھر آپ ﷺ کے در پہ سر کو جھکائیں، ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ
(۸)

"تذکرہ شاعراتِ پاکستان" نے اصنافِ سخن میں نعت سے ان کی دلچسپی کا ذکر کیا ہے اور فارسی کے ایک نعتیہ خمسے کے چند بند بطورِ نمونہ نقل کئے ہیں۔ (۹)

---

(۱) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۴۱
(۲) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۱۔ ص ۹۷
(۳) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۴۱
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر/۶۔ ص ۲۲۱
(۵) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ قومی کتب خانہ، بریلی۔ ۱۹۳۴۔ ص ۳۹۰
(۶) جنگ (روزنامہ) کراچی۔ عید الفطر ایڈیشن ۱۹۶۸ ("آج کا شاعر")
(۶۔ الف) مجلہ حضرت حسان نعت ایوارڈ۔ ۱۹۹۳۔ ص ۷۳ / راجا رشید محمود۔ "پاکستان میں نعت"۔ مطبوعہ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۴۴
(۷) ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ادارہ فروغِ اردو، لاہور۔ بار اول جنوری ۱۹۷۵۔ ص ۳۴، ۳۵ / شام و سحر۔ نعت نمبر/۶۔ ص ۲۲۲ (خالد علیم نے بھی اپنے مضمون میں اس نظم کے چند اشعار نقل کیے ہیں)
(۸) شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت۔ ص ۳۲۷ / الرشید۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۲۶۴ / سعید ہاشمی (مرتب) بلبلِ بستانِ مصطفیٰ ﷺ۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۱۳
(۹) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۱۰۶

خوشبو، صفیہ تبسم

سرگودھا شہر سے تعلق ہے۔ اخلاق عاطف نے "جانِ رحمت" کے نام سے جو انتخاب ترتیب دیا، اس میں صرف سرگودھا سے تعلق رکھنے والے شعرا و شاعرات ہی شامل ہیں۔
خوشبو کا نمونۂ نعت یہ ہے:

متاعِ زندگی سے ہے مقدم آبرو تیری
بسی ہے آج تک قلب و نظر میں آرزو تیری

یہ اعجاز و اثر تیرے وجودِ عنبریں کا ہے
لئے پھرتی ہے گلشن میں صبا کو جستجو تیری

سراپا پیکرِ انوار ہے، نورِ مجسم ہے
کریں مدحت سرائی دو جہاں کے خوبرو تیری

ترے جلووں سے پائی ہے ضیا ہر شمعِ ہستی نے
جہانِ آب و گِل میں کار فرما ہے نمو تیری

عرب میں تیری خوشبو ہے، عجم میں رنگ ہے تیرا
شمیمِ جاں فزا پھیلی ہوئی ہے چار سو تیری

اخلاق عاطف (مرتب) جانِ رحمت۔ مجلسِ خدام اسلام، سرگودھا۔ ص ۱۳۱

ڈر انجم صدیقی، پروفیسر

گورنمنٹ کالج جھنگ کے مجلہ "کاروان" (نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ ١٩٨١) میں ان کی ایک نعت شامل ہے۔ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق جھنگ سے ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ نعت نعتیہ مسدس کے کچھ بندوں پر اور ایک قطعے پر مشتمل ہے جس میں کچھ مصرعے درج نہیں ہیں، کچھ مصرعے وزن میں نہیں، کہیں قافیہ درست نہیں۔

نمونۂ کلام کے طور پر ایک قطعہ درج ہے:

شفق کے رنگ کی، گلشن کی، گُل کی بات کریں
رموزِ شوق سے دانائے کل ﷺ کی بات کریں
ہزار بار زباں ذکر سے کریں سرشار
بڑے خلوص سے ختمِ رُسُل ﷺ کی بات کریں

کاروان (مجلہ گورنمنٹ کالج جھنگ) نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ ١٩٨١۔ ص ٢٥، ٢٦

*

دلبر، بزم آرا بیگم

محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور کے ذخیرۂ کتب میں "گلدستۂ ابرِ سخن" امرتسر کا ایک نسخہ موجود ہے۔ انہوں نے اس کی عکسی نقل "نعت لائبریری" کے لئے عنایت کی۔ یہ گلدستہ ٣٦ صفحات پر مشتمل ہے۔ جلد اول، نمبر اول اکتوبر ١٨٨٩ء میں چھپا۔ مصرعِ طرح "بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے مظہر کا" پر ٢١ شعرا کا نعتیہ کلام شاملِ اشاعت ہے۔ اس میں "بزم آرا بیگم دلبر، پردہ نشین بمبئی" کے دو نعتیہ اشعار درج ہیں ف

شفاعت کی نہ کیوں امید ہو میدانِ محشر میں
مرا محبوب ﷺ جب مختار ہے اللہ کے گھر کا

رسول اللہ ﷺ خدا سے بخشواتا اپنے دلبر کو
تمہیں صدقہ ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

گلدستہ ابرِ سخن، امرتسر۔ اکتوبر ١٨٨٩ء۔ ص ٣

ذکیہ بلگرامی

سہ ماہی "سیرتِ طیبہ" کراچی میں ان کی دو نعتیں ملتی ہیں:

سلام آپ ﷺ پہ عالی مقام' کہہ دینا
سلام آپ ﷺ پہ خیر الانام' کہہ دینا

بہارِ صبحِ مدینے اگر کبھی جانا
درِ حبیب ﷺ پہ میرا سلام کہہ دینا

بہت دلوں سے تمنّا ہے حاضری کی حضور ﷺ!
سلام کہنا تو یہ بھی پیام' کہہ دینا

مری حیات' مری زندگی سنور جائے
کریں جو خواب میں مجھ سے کلام' کہہ دینا

جلائے آپ ﷺ نے امید کے دیے ہر سو
چھلک رہے ہیں تمنّا کے جام' کہہ دینا (۱)

درِ احمد ﷺ پہ جاؤں' دل کا ہے ارماں مرے مولا
لگی دل کی بجھا دے' کر دے تو ساماں مرے مولا

دلِ بے تاب کہتا ہے کہ اب دیدار ہو جائے
محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں درد کا درماں مرے مولا

محمد ﷺ آئے' پھیلی روشنی' چمکے نصیب اپنے
ہوا حاصل زمانے بھر کو یوں ایماں مرے مولا

اطاعت فرض ہے ہم پر خدا کی اور محمد ﷺ کی
یہی قرآن میں ہے آپ کا فرماں میرے مولا

مرے ہونٹوں پہ ہو صلِ علیٰ' صلِ علیٰ ہر دم
مرے ہاتھوں میں ہو بس آپ کا قرآں مرے مولا (۲)

---

(۱) سیرتِ طیبہ (سہ ماہی) کراچی۔ نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ حصہ اول۔ ۱۹۹۳۔ ص ۸۹
(۲) سیرتِ طیبہ۔ نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ حصہ دوم۔ ۱۹۹۳۔ ص ۶۸

ذیشان بدایونی

ذیشان بدایونی کی صاحبزادی مسز اعظم عزیز بدایونی نے ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کو ان کے حالات اور نمونۂ کلام فراہم کیا۔ اس کے مطابق ان کا نام ذی شان فاطمہ تھا۔ بدایوں کے ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام مولوی نبی رضا تھا۔ قاضی علی عباس سے شادی ہوئی۔ ماموں عطا محمد عطاؔ بدایونی یو۔ پی کے مشہور شاعر تھے اور شاہجہانپوری کی تحصیل تلہر میں وکالت کرتے تھے۔ ذی شان کو اپنے ماموں سے ادبی ذوق کی تربیت اور نعت گوئی کی اصلاح میں بڑی مدد ملی۔ ذیشان نے اردو فارسی کی تعلیم گھر پہ حاصل کی تھی۔ بدایوں کے زنانہ مشاعروں میں شرکت کرتی تھیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آ گئیں۔ ۹۔ اپریل ۱۹۷۳ کو باسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کا تمام کلام نعت میں ہے۔ نمونۂ کلام یہ ہے:

خواب کا اپنے اثر پاتی ہوں میں
اب مدینے کی طرف جاتی ہوں میں

مدینے میں اگر تھوڑی جگہ مل جائے ذیشاںؔ کو
وہیں پہ قبر بن جائے' وہیں روحِ وفا ٹھہرے

قبول میرا محمد ﷺ سلام ہو جائے
تو پھر یقین ہے' جنت مقام ہو جائے

ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۴۳' ۴۴

رام پیاری

لکھنؤ سے تعلق تھا۔ فانی مراد آبادی نے اپنی کتاب میں ان کی ایک طویل نعتیہ نظم دی ہے جس میں پانچ بند ہیں، ہر بند میں پانچ شعر ہیں۔ نظم کا موضوع وہ احسانات ہیں جو حضور ﷺ نے صنفِ نازک پر کیے۔ اشعار یہ ہیں:

ہندو لڑنا جھگڑنا چھوڑ دو، چھوڑو نہ ہاتھ
ہندو و مسلم یہاں دونوں رہیں گے ساتھ ساتھ
باپ دادا دونوں قوموں کے ہیں وارث ہند کے
کوئی کر سکتا نہیں ان کو فنا اس دیس سے
آج روز جشن ہے پیارے رسول اللہ ﷺ کا
آج وہ پیدا ہوئے تھے مسلموں کے رہنما
گو نہیں مسلم مگر ہادی ہوں ان کو مانتی
گو میں ہندو ہوں مگر محسن ہوں ان کو جانتی

عورتوں پر ظلم کیا کیا کچھ نہ دنیا میں ہوئے
ہاں مگر ان کو محمد ﷺ نے بچایا ظلم سے
کی حمایت عورتوں کی مرتے دم تک آپ نے
تھی وصیت آخری ان کی اعانت کے لئے
عورتوں کو گھر کے کاموں میں مدد دیتے تھے آپ
کام عورت سے جہاد و جنگ میں لیتے تھے آپ
آپ نے تعلیم لینا فرض عورت پر کیا
عورتوں کے سر پہ یہ احساں رہے گا آپ کا

دل سے تم عزت محمد ﷺ کی کرو اے ہندوؤ
غور اک انسان کی تعلیم الفت پر کرو
جن کے دل میں عزت و عظمت محمد ﷺ کی نہیں
کر نہیں سکتے بزرگوں کی وہ عزت بالیقیں
ہندو و مسلم میں جو فتنہ کہ ہے برپا ہوا
عورتوں بچوں کو آفت میں کیا ہے مبتلا

خیر مقدم کر کے میلادِ رسول اللہ ﷺ کا
دور کر دو سب یہ جھگڑے کر رہی ہوں التجا
اے محمد ﷺ تم نے ذلت سے بچایا ہے ہمیں!
پریم کا اور پریت کا رستہ بتایا ہے ہمیں
اے محمد ﷺ تم پیارے ہو خدا کے دوست ہو
پیار کی تاثیر ملکر ہند میں پیدا کرو
عائشہؓ تھیں اور خدیجہؓ پاک دونوں بی بیاں!
ہے بجا، کرتا ہے ان پر فخر گر سارا جہاں
فخر کے قابل یہ دونوں بی بیاں ہیں باصفا
اپنے شوہر کی اطاعت میں تھیں ہر دم برملا

سب سے پہلے لائی تھیں ایماں خدیجہؓ آپ ﷺ پر
اپنے شوہر کی مدد میں محو تھیں شام و سحر
کس طرح بدلہ ہو احسانِ محمد ﷺ کا ادا
عورتیں ان کے قدم کی خاک ہوں تو ہے بجا
اے محمد ﷺ ہو ترا پیغام دنیا میں بلند
چاند سورج کی طرح چمکے زمانہ میں دوچند
اے محمد ﷺ ہو تری تعلیم کا ہر دل میں گھر
ہندو و مسلم میں حسنِ دوستی ہو جلوہ گر
ہندو و مسلم کو یکساں یہ ترا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۱، ۵۲ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء
"غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۶۸ / نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ص ۴۲

رحمت، رحمت النسا بیگم

ان کا ذکر اور کسی تذکرے میں نہیں ملتا۔ صرف ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "تذکرۂ نعت گو شاعرات" میں اس لیے ان کا ذکر کیا ہے کہ ایک فہرستِ کتب میں ان کے مجموعۂ نعت کا ذکر تھا۔ اگرچہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کتاب کا ذکر "فہرستِ کتب" میں تو ملتا ہے، کتاب نہیں پہنچتی۔ بہرحال ڈاکٹر ابو سلمان نے ان کے ذکر میں صرف یہ لکھا ہے:

رحمت النسا بیگم نام اور رحمت تخلص تھا۔ ان کے حالات اور وطن کا پتا نہیں چل سکا۔ مجموعۂ نعت "گلدستۂ رحمت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کے عہد کے بارے میں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے عہد کی شاعرہ تھیں۔ ان کے مجموعۂ نعت کی اشاعت کا پتا "فہرست کتب خانہ عام، اہل عام، مدراس" مطبوعہ ۱۹۱۶ سے چلا ہے۔ نمونۂ کلام دستیاب نہیں ہو سکا۔

ابو شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۴۵

رحمت بی بی بنگلوری

ان کی ایک نعت غوث میاں نے اپنے مرتبہ مجلہ میں درج کی ہے (۱)۔ ان کے حالات و واقعات درج نہیں ہیں۔ نعت بھی شعری لوازم سے خالی ہے۔ جس مجلہ میں امیر مینائی، محسن کاکوروی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، علامہ ضیاء القادری (رحمہم اللہ تعالیٰ) ایسے شعرا کی نعتیں شامل کی گئی ہیں، اس میں رحمت بی بی بنگلوری کا کلام شامل نہ ہوتا تو اچھا تھا۔

مجلہ "حضرت حسان نعت ایوارڈ"۔ ۱۹۸۸ - ۱۹۸۹۔ کراچی۔ ص ۵۴

رخشندہ نیرؔ

اللہ رے تری ذات کا ہر عکس ہے تصویر
تو حسنِ ازل، نقشِ وفا، کاتبِ تقدیر

ہر ذرہ تری ذات کا انوارِ الٰہی
تو محورِ کُن، لوح و قلم شوخیٔ تحریر

کھل جاتے ہیں صحرا میں گلستانِ محبت
ہر زہر کا تریاق ترے نام کی تاثیر

جینے کی ہوس ہے، نہ زر و مال کی خواہش
مل جائے ترا در تو ملے خواب کی تعبیر

تو بجز سخا، حرفِ دعا، جانِ تمنا
تو شاہِ امم ختمِ رسل ﷺ نعرۂ تکبیر

ہر گوشۂ تقدیر، منور ترے دم سے
رخشندہؔ ہے ہر سمت ترے نام کی تاثیر

مرتضیٰ اشعر (مرتب)۔ م محمد ﷺ (ملتان کے شعرا کا نعتیہ کلام)۔ بزمِ فکرِ نو، ملتان۔ اشاعت اول۔ ۱۹۹۳۔ ص ۴۹

رشیدہؔ خاں حاصل پوری

یہ نعت حاجی محمد منیر قریشی کے مرتبہ انتخاب میں ہے۔ مقطع میں "اقرؔ" تخلص استعمال ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے رشیدہ خاں "اقرؔ حاصل پوری" ہوں لیکن اس پر اعتماد یوں نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے صفحہ ۷۹ پر جو نعت علامہ اقبالؒ کے نام سے شامل کی ہے، وہ بہرحال علامہ کی نہیں ہے۔ بہرحال، رشیدہؔ خاں کے نام سے شائع شدہ اس نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

ہے حریمِ لامکاں معمور جن کے نور سے
وہ حسیں، وہ مہ جبیں ٹھہرے حبیبِ کبریا ﷺ

قلبِ مومن ہے "یقیناً" گھر خدائے پاک کا
اور اس گھر کے امیں ٹھہرے حبیبِ کبریا ﷺ

زینت رنگ و بہار اس پر نچھاور کیوں نہ ہو
سبز گنبد کے مکیں ٹھہرے حبیبِ کبریا ﷺ

محرمِ رازِ "قاؔقی"، مقصدِ بزمِ وفا
عرش کے مسند نشیں ٹھہرے حبیبِ کبریا ﷺ

منیر قریشی، حاجی محمد۔ بہارِ نعت۔ فرمان علی پبلشرز، لاہور۔ ص ۴۰

رضیہ، بیگم رضیہ احمد خاں

کراچی سے ۱۹۹۰ میں ان کی کتاب "میلادِ عاشق" شائع ہوئی۔ جس میں ان کی حمدیں اور نعتیں بھی ہیں۔ کلام معیاری نہیں ہے۔ دو حمدیں اور بیس نعتیں ہیں۔ کتاب چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ نعت کے چند اشعار درج کیے جاتے ہیں:

اس کا نبیؐ بھی اس سے خوش، اس کا خدا بھی اس سے خوش
جس نے پڑھا ہے روز و شب، صلِ علیٰ محمدؐ ﷺ

تیرگی ساری چھٹ گئی، روشنی ہر سو ہو گئی
چمکا جو نورِ مصطفیٰ صلِ علیٰ محمدؐ ﷺ

جو خدائے پاک کا نور ہیں، وہ ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں
جو ہمارے دل کا سرور ہیں، وہ ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں

سہارا بنا کون دکھیا دلوں کا
دکھوں کی دوا ہیں ہمارے محمدؐ ﷺ

آپ پہنچے ہیں پر عرشِ علیٰ
رتبہ تو شاہِ مدینہ ﷺ دیکھ لو

دو جہاں میں رسالت ہے عام آپ ﷺ کی
شان رُشد و ہدایت ہے عام آپ ﷺ کی

یہ صبح و شام کے دلکش نظارے
مدینہ میں بہاروں کا سماں ہے

بیگم رضیہ احمد خاں۔ میلادِ عاشق، مطبوعہ کراچی۔ ص ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۹، ۲۱، ۳۷

رضیہ سلطانہ

ماہنامہ "آستانہ" کے فائل سے ان کی دو نعتیں دستیاب ہوئی ہیں۔ دونوں کی ردیف "اغثنی یا رسولؐ اللہ" (صلی اللہ علیک وسلم) ہے۔ دونوں میں اسلامیوں کے حالِ زار کا تذکرہ ہے اور اس حوالے سے استمداد کی درخواست ہے۔ جدید لفظیات کے حوالے سے انہیں "شہر آشوب" کہا جا سکتا ہے۔ ایک جگہ نام "رضیہ سلطانہ" لکھا ہے لیکن دوسری جگہ "رضیہ سلطانہ ناصرہ۔ ادیب فاضل" تحریر ہے۔

کرم سلطانِ بحر و بر اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ
مدد یا شافعِ محشر، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ

ہر جا ہے پریشانی، ہر سو خانہ ویرانی
ہوا حال جہاں ابتر، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ

اشارہ آپ کا پائے تو فوراً عام ہو جائے
سکونِ خاطرِ مضطر، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ

مصائب کی چڑھائی ہے، دہائی ہے، دہائی ہے
ستم ہے حق پرستوں پر، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ

شہا! کب تک نہ گھبرائیں، کہاں تک غم سہے جائیں
ہیں دل آخر، نہیں پتھر، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ

رضیہ وہ بھی دن آئے، مدینہ تک پہنچ جائے
یہ سر ہو اور وہ سنگِ در، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ (۱)

اسیرِ غم ہیں جان و دل، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ
نہایت آ پڑی مشکل، اغثنی یا رسولؐ اللہ ﷺ

نہیں ہے کوئی صورت اہلِ ایماں کے بچاؤ کی

زمیں دشمن، فلک قاتل، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ

تلاطم خیز بحر زندگی، ٹوٹی ہوئی کشتی
کہیں پیدا نہیں ساحل، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ

ہوئی ہے جرأتیں رخصت قلوبِ اہلِ ایماں سے
ہر اک قوت ہوئی زائل، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ

بھٹکتا جا رہا ہے راستے سے کارواں اپنا
نہایت دور ہے منزل، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ

انھیں سرکار ﷺ لیجے گوشۂ دامانِ رحمت پر
ہیں آنسو آہ میں شامل، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
(۲)

---

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ جون ۱۹۴۸ء۔ ص ۲۶ / آستانہ۔ دسمبر ۱۹۵۵ء۔ ص ۳۰ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳ء۔ "یا رسول اللہ ﷺ"۔ ص ۱۷

(۲) آستانہ۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۲۶ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۱۵

رضیہ شکیل بدایونی

مشہور شاعر شکیلؔ بدایونی کی بیگم جو چشم و چراغِ خانۂ ضیاء القادری بدایونی تھیں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے "تتبع میں ان کے قصیدۂ نور کے سات اشعار ماہنامہ "ماہِ طیبہ" میں شائع ہوئے جس میں انھوں نے روی کی بجائے آیا، سجایا، سایہ قوافی استعمال کیے ہیں۔

آمنہؓ کے گھر فلک سے چاند آیا نور کا
حسنِ فطرت نے محل یہ خود سجایا نور کا

کتنا ارفع، کتنا ضو افشاں ہے پایہ نور کا
تابشوں میں نور کی پنہاں ہے سایہ نور کا

ہے ابد آثار قندیلِ حرم کی روشنی
تھا سراجِ کعبہ یہ کس نے جلایا نور کا

مرحبا، اس صاحبِ قرآں ﷺ کے جلووں کا فروغ
عرشِ رب سے جو صحیفہ لے کے آیا نور کا

گرچہ ہیں خیر البشر ﷺ لیکن مجسم نور ہیں
آیۂ رحمت ہیں وہ، رخ ان کا آیہ نور کا

ماہ و خور، تارے، ستارے ماند سارے پڑ گئے
جب پسِ آئینہ چہرہ جگمگایا نور کا

ہے دعا، ملت رہے رضیہؔ ابد تک تابناک
رات دن دونا تجلّی ہو خدایا نور کا

ماہِ طیبہ (ماہنامہ) کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ جلد ۶۔ شمارہ ۴، ۵ (شاید اکتوبر نومبر ۱۹۵۶ء) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳ء۔ "نورٌ علیٰ نور"۔ ص ۶۵

رضیہ نثار

چودھری نثار احمد (لاہور چھاؤنی) کی اہلیہ۔ ماہنامہ "نعت" کی ایک محترم قاری۔
نمونۂ کلام یہ ہے:

چٹکا چٹکا خوشی سے لگا جھومنے
ہر گل و شاخِ گل پہ نکھار آ گیا
گنگناؤ چمن کی فضاؤ ذرا
جو ہے تسکینِ جانِ بہار ﷺ آ گیا

مدینے کی ہوا ہو اور میں ہوں
معطر سی فضا ہو اور میں ہوں
الٰہی! مجھ کو بھی لے جا مدینے
یہی خواہش سدا ہو اور میں ہوں

یا رسول اللہ ﷺ سہارا دیجیے
ورنہ ہم پستی کی ہر منزل میں ہیں

مقبول ہو ہو جائیں دعائیں ترے در پہ
میں جھک کے ترے سایۂ مینار کو چوموں

حسیں تر نام ہے ان کا جہاں میں
کہ جو لے گا، وہی ہو گا اماں میں
ہر اک مضموں ہو سامانِ حسرت
نہ ان کا نام ہو گر داستاں میں

اے سکھی! جب مدینہ کو جاؤ گی تم
دل مسرت سے لبریز پاؤ گی تم

ہم گنہگار سکھیوں کا کہنا سلام
حاضری دینے جس وقت جاؤ گی تم
دامنِ انکساری نہ چھوٹے کہیں
عجز میں مدعا اپنا پاؤ گی تم

نظر بھی نہ شوقِ دیدہ و دل تشنہ کام آیا
خدا کا عشق تھا جو سربسر کیسا مبارک تھا

خدایا! پھر مجھے پہنچا مدینے
مجھے اک بار پھر لے جا مدینے
مروں اس عشق میں وارفتگی ہو
رہوں مدہوش سر تا پا مدینے
درِ اقدس پہ جب میں حاضری دوں
ملے یہ اذن کہ رہ جا مدینے

ماہنامہ "نعت" لاہور کے دفتر میں ان کی ۲۳ نعتیں (قلمی) موجود ہیں۔

رعنا، رعنا ناہید

حیدر آباد میں ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ کو پیدا ہوئیں۔ ایم اے اردو، ایل ایل بی ہیں۔ وقار صدیقی مرحوم سے شرفِ تلمذ رہا۔ حیدر آباد میں پریکٹس کرتی ہیں (۱)۔

تمام خوبیاں ختم اس کی ذات پر، کیا خوب
جو ختم کرنے کو آیا زمیں پہ سارے عیوب
اسی کے نور سے تہذیبِ شرق و غرب ہوئی
اسی کے نور سے روشن ہوئے شمال و جنوب
نگار خانۂ دنیا میں لاجواب ہے وہ
خدائے پاک کی جو ذات ہو گئی محبوب ﷺ
جمالِ سرورِ عالم ﷺ میں ہے وہ تابانی
ہر ایک فکر ہے حیراں، ہر اک نظر محجوب
درود پڑھتی ہوں رعنا، اسی کی برکت سے
نکھر گیا ہے بہت میری نعت کا اسلوب (۲)

رعنا کی ایک آزاد نعتیہ نظم "نعت لکھنے کی تمنا" دیکھئے:

نعت لکھنے کا ارادہ ہے
مگر کیا لکھوں
تنگ دامانیٔ معنیٰ کا ہے الفاظ پہ داغ
فکر محدود ہے
اوصافِ محمد ﷺ کی کوئی حد ہی نہیں
ناتواں عقل کی پرواز بھی اک دائرے میں
منحصر اتنی
تجسس کا بھی دم گھٹتا ہے
سر بسجدہ ہے نظر

اس کی طرف کیا دیکھے
استعاروں کے لئے سمتِ سفر ہے مسدود
دلِ تشبیہ دھڑکتا ہے
کہ بے شکل ہے وہ
میرے آئینۂ حیرت میں بھی وہ عکس نہیں
جس کو میں نعت کا عنوان ہی کہنے کی جسارت کروں
نعت کے واسطے
بس تعلقِ خدا ہے درکار،
اے خدا!
ذہن عطا کر مجھ کو
اور توفیق کہ جس سے مجھ کو
نعت لکھنے کا سلیقہ آ جائے
میری بخشش کا ذریعہ بن جائے (۳)

ان کی ایک اور نعت "کوئی بھی اس سا کہیں نہیں ہے" بھی سامنے ہے۔

کوئی بھی اس سا کہیں نہیں ہے
وہ شاہ کارِ جمالِ خالق
وہ افتخارِ کمالِ خالق
وہ صورتاً سیرتاً حسیں ہے
کوئی بھی اس سا کہیں نہیں ہے
زمیں کا اعزاز بڑھ گیا ہے
جو اس کی آئی یہاں سواری
ازل ابد کو ملانے والا
اسی کا ہے ایک فیض جاری
وہ چاند ہے خلوتِ حرا کا

امام ہے سارے انبیا کا
یہ میرا ایمان ہے، یقیں ہے
کوئی بھی اس سا کہیں نہیں ہے
کبھی فلک پر، کبھی زمیں پر
نہ مرحلے ہیں، نہ فاصلے ہیں
یہ ارتقا کے سفر ہیں جتنے
اسی کے یہ سارے سلسلے ہیں
غبار عظمت، متاعِ عزت
عبارت اس سے ہر ایک رفعت
زمیں فلک ہے، فلک زمیں ہے
کوئی بھی اس سا کہیں نہیں ہے

(۴)

جب مصیبت میں کوئی سخت مقام آتا ہے
لب پہ بس میرے محمد ﷺ ہی کا نام آتا ہے
دل میں اک ہُوک سی اٹھتی ہے زیارت کے لئے
اس طرح بھی تو مدینے سے پیام آتا ہے
اسی امید پہ زندہ ہوں، بلاوا ان ﷺ کا
صبح آتا ہے مرے نام کہ شام آتا ہے
ہم کہیں بھی ہوں مگر ساقیٔ بطحا ﷺ کی قسم
تشنہ کاموں کے لئے جام پہ جام آتا ہے
یاد رہتا نہیں کچھ ان کی اطاعت کے سوا
عشقِ سرکار ﷺ میں ایسا بھی مقام آتا ہے
ان کی رحمت ہی سے سب کام بنے ہیں رعنا
ہم سمجھتے ہیں، ہمیں کون سا کام آتا ہے

(۵)

----

(۱) ورد اسعدی (مرتب) ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ مطبوعہ حیدر آباد۔ ص ۱۳۶
(۲) اقرا (مجلہ گورنمنٹ ایم اے او کالج) لاہور۔ سیرت نمبر۔ ص ۲۰۸ / اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ نومبر دسمبر ۱۹۸۵۔ ص ۳۸ / ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ ص ۱۳۶
(۳) تحریریں (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۲۔ جنوری ۱۹۸۵۔ ص ۸۱، ۸۲ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۹۲۔ "آزاد نعتیہ نظم"۔ ص ۸۱ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات، جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۳۵۹
(۴) اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ دسمبر ۱۹۸۳۔ ص ۵۵ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ ص ۳۷۸ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ فروری ۱۹۹۳۔ "نعت ہی نعت" حصہ دوم۔ ص ۷۵
(۵) ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ ص ۱۲۷

رفیعہ جسوال

دل پریشاں ہے، رات بھاری ہے
شاہِ بطحا ﷺ! کرم کی باری ہے
دل ہے قرباں، جان واری ہے
زیست میری نہیں، تمھاری ہے
میں کہاں اور کہاں تمھارا در
فضلِ رب ہے، نظر تمھاری ہے
تیری توصیف ہو نہیں سکتی
شان میں خود کلامِ باری ہے
تم سراپا ہو رحمتِ عالم
اور رحمت جہاں میں جاری ہے

کلام بہت زیادہ معیاری نہیں۔ مقطع کا حال زیادہ ہی مندا تھا۔

صدیق اسماعیل (مرتب) انوارِ حرمین۔ ص ۱۸۲

روحی علی اصغر

تراب النسا بیگم نام، روحی تخلص۔ ۱۹۳۳ میں حیدر آباد میں پیدا ہوئیں۔ ان کا سلسلۂ نسب ددھیال سے شاہ ابراہیم مصطفیٰ الحسینی سے (جو شاہ بندہ نواز کے ماموں تھے) اور ننھیال کی طرف سے ٹیپو سلطانؒ سے جا ملتا ہے۔ ان کے شوہر کا نام سید علی اصغر تھا۔ "حیدر آباد کے شاعر" (جلد دوم) ۱۹۳۳ میں چھپی، اس کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت تک حیات تھیں۔ سلمان ادیب لکھتے ہیں:

"روحی کی ابتدائی تعلیم حیدر آباد کے قدیم گھرانوں کے رواج کے مطابق پہلے گھر پر، پھر اسکول میں ہوئی۔ وہ اردو، فارسی کے علاوہ بہت اچھی انگریزی لکھ اور بول لیتی ہیں۔ .. روحی غزلیں بھی کہتی ہیں اور نظمیں بھی لکھتی ہیں۔ حال ہی میں ان کے کلام کا مجموعہ "نیرنگِ نظر" شائع ہو چکا ہے" (۱)۔

شاعرات کے تذکروں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ "نیرنگِ نظر" بھی کسی کی نظر سے نہیں گزری۔ ان کی صرف ایک نعت شفیق بریلوی اور ممتاز حسن نے اپنے اپنے انتخاب نعت میں درج کی ہے۔ "الرشید" کے نعت نمبر میں وہی نعت نقل کی گئی ہے لیکن انھیں خاتون نہیں سمجھا گیا، "مستورات" کے عنوان کے تحت نہیں، عموی نعتوں میں شامل کیا گیا ہے۔ شاید بعض لوگ حضرت علامہ اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ اور روحی علی اصغر کو ایک ہی شخصیت سمجھتے ہوں۔

کچھ ابتدا ہی نہیں انتہا بھی نازاں ہے
بنا کے نقشِ رسالت، خدا بھی نازاں ہے

وہ ﷺ آیا سب کے لئے رحمتِ خدا بن کر
تمام عالمِ ہستی کا رہنما بن کر
مٹانے کفر کو توحید کا پیام آیا
جہانِ نو کے لئے اک نیا نظام آیا
رسولِ حق ﷺ سے نئے دور کا ہوا آغاز

نوائے وقت نبی انقلاب کی آواز
قفس میں ہو گا نہ اب شورِ نالہ و فریاد
ہوئی ہے قیدِ غلامی سے زندگی آزاد

نشیں پہ کوثر و تسنیم کے ہیں میخانے
مئے خودی سے ہیں لبریز دل کے پیمانے
رخِ حیات سے پردے اٹھائے جاتے ہیں
نگاہِ شوق کو جلوے دکھائے جاتے ہیں

مچی ہے دھوم کہ حق کا امین آیا ہے
وہ اپنے ساتھ خدا کی کتاب لایا ہے
عطا ہوا تھا محمد ﷺ کو علمِ قرآنی
عمل سے ہو گئی معراجِ فکرِ انسانی

جو مشتِ خاک تھا' وہ بن گیا امینارِ حیات
بلند ہو گئی افلاک سے زمینارِ حیات
خودی کا آئینہ جب نقشِ کائنات بنا
کمالِ ذات ، سے وہ مظہرِ صفات بنا

یہ نازشِ نبی آدم ہے' نازِ آدم بھی
یہ ﷺ انبیا کے ہیں رہبر بھی اور خاتم بھی
(۲)

---

(۱) سلمان ادیب۔ حیدر آباد کے شاعر۔ جلد دوم۔ آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی' حیدر آباد دکن۔ ۱۹۹۲ / شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۲۳

(۲) شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ طبع سوم بہ ترتیبِ نو۔ ص ۳۲۴ / ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ادارہ فروغِ اردو' لاہور۔ ۱۹۷۵ء۔ ص ۱۴۳ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ ۱۹۹۳ / نور محمد ربانی' ڈاکٹر۔ کشف العرفان۔ ص ۳۱۹ / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۸۷۹ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۔ ص ۲۲۳

روشن پھلواروی' حضرت بی بی

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی کتاب (۱) میں صوبہ بہار کے اکثر خانوادوں خصوصاً" پھلواری شریف کے خاندان مجیبی کی شاعرات کا ذکر کیا ہے جن میں اکثر شاعرات ایسی گزری ہیں جن کی خوش شاعری آج بھی تحسین و ستائش کی مستحق ہے۔

انھوں نے حضرت بی بی روشن پھلواروی کے بارے میں لکھا ہے کہ مولانا شاہ احمد عبدالحئی ابن تاج العارفین مخدوم شاہ مجیب اللہ کی صاحبزادی تھیں۔ شعر و سخن سے فطری وابستگی تھی۔ انھوں نے اکثر نعتیں لکھی ہیں۔ رنگِ کلام یہ ہے:

کیا کہوں فرقت میں کیسا حال اپنا ہوئے ہے
روز ان اشکوں کا جاری ایک دریا ہوئے ہے
جو سر کے ترے گیسو کا سودا ہوئے ہے
گھر بستی باہر نکل صحرا بہ صحرا ہوئے ہے (۲)

---

(۱) کتاب کا نام "اردو کی نعتیہ شاعری" ہے۔ خالد علیم کے مضمون کے اس حصے میں جس میں حضرت بی بی روشن پھلواروی کا ذکر ہے' ایک جگہ نام درست لکھا گیا ہے اور دوسری جگہ "کتابت کی غلطی سے "اردو میں نعتیہ شاعری" لکھا ہے (شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۹۴)

(۲) طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی' آرہ' بہار۔ ۱۹۷۴ء۔ ص ۹۰

رئیس فاطمہ، سیّدہ

ڈاکٹر نجم الاسلام (شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی) نے اپنے مضمون "اردو نعت کے مطالعے" میں سندھ یونیورسٹی کے قابلِ ذکر تحقیقی مقالات (برائے ایم اے سالِ آخر) کا تعارف پیش کرتے ہوئے سیّدہ رئیس فاطمہ کے مقالے "تحفۂ ساقیِ کوثر ﷺ" (تاریخی نام) کا ذکر کیا ہے جس کا موضوع اردو کے میلاد نامے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ مصنّفہ نے بالالتزام کتاب کا نام اور عنواناتِ ابواب تاریخی رکھے ہیں جن سے یکے بعد دیگرے ہجری اور عیسوی سن نکلتے ہیں۔ یہ مقالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے دورِ صدارت میں تحریر کیا گیا۔ معلومات خاصی محنت اور خوبی کے ساتھ پیش کی ہیں۔ یہ ساڑھے چار سو صفحات کا ضخیم مقالہ ہے۔ آخر میں ڈاکٹر نجم الاسلام نے لکھا ہے کہ مصنّفہ خود ایک نعت گو شاعرہ ہیں کیونکہ آخر میں ان کی ایک نعت بھی شامل ہے۔

صریرِ خامہ (مجلہ شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی) حیدر آباد۔ نعت نمبر۔ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء۔ ص ۱۳۷ (مضمون "اردو نعت کے مطالعے")

رئیسہ شاہجہانپوری

"ماہِ طیبہ" کے معراج نمبر میں جہاں ان کی نعت چھپی ہے، وہاں ان کے نام کے ساتھ "کراچی" لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق کراچی سے ہے۔ اس نعت کے علاوہ دیگر نعتیہ کلام اور حالاتِ زندگی دستیاب نہیں ہوئے۔

اے ساقیِ کوثر ﷺ، مجھے وہ جام عطا ہو
جس سمت نظر اٹھے، وہی جلوہ نما ہو

اس شاہ ﷺ کے دربار میں لے چل مجھے اے دل
جس شاہ ﷺ نے شاہوں کو سدا ٹکڑا دیا ہو

اے مالکِ کونین ﷺ! کرم اتنا ہو مجھ پہ
بچوں پہ شہِ دیں ﷺ کے، رئیسہ بھی فدا ہو

ماہِ طیبہ (ماہنامہ) کوٹلی لوہاراں۔ معراج نمبر۔ اپریل ۱۹۵۴ء۔ ص ۳۹

ریحانہ، فاطمہ قیصری

"صریرِ خامہ" (مجلہ شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سندھ) کے نعت نمبر میں "نعتیہ مجموعے اور دواوین" کے عنوان سے جن کتابوں کا ذکر عفت بانو ایم اے اور شگفتہ نسرین ایم اے نے کیا ہے، اس کے آخر میں لکھا ہے کہ "بھوپال کی شاعرات میں ایک شاعرہ فاطمہ قیصری ریحانہ کا ایک نعتیہ مجموعۂ کلام ہے جس کا عنوان "تحفۂ دل" ہے"۔(۱)

مجلہ میں بھی اس سے زیادہ معلومات یا نمونہ کلام نہیں ملتا۔

---

(۱) صریرِ خامہ (مجلہ)۔ حیدر آباد سندھ۔ نعت نمبر۔ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء۔ ص ۱۷۲

ز۔ خ۔ ش

زاہدہ خاتون شروانیہ کی بھانجی ناجیہ اکرم شروانیہ کے مطابق زاہدہ خاتون کی پیدائش دسمبر ۱۸۹۴ء میں اور وفات ۲ فروری ۱۹۲۲ء کو ہوئی۔ (۱) خالد علیم نے اپنے ایک مضمون "اردو میں نعتیہ مثنوی" میں ان کا سِن وفات ۱۳۴۱ھ لکھا ہے (۲) لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ ۲ فروری ۱۹۲۲ء کو قمری تاریخ ۶۔ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ تھی۔ ۱۳۴۱ھ تو اگست ۱۹۲۲ء میں شروع ہوا تھا۔ (۳)

زاہدہ خاتون شروانیہ کے مجموعۂ کلام "فردوسِ تخیل" (۴) کا دیباچہ ان کی پھوپھی زاد بہن انیسہ ہارون شروانیہ نے تحریر کیا۔ اس میں انھوں نے ز خ ش کے تخلص زہت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ اس کے علاوہ زاہدہ اور شاہدہ تخلص بھی استعمال کرتی تھیں۔ "فردوسِ تخیل" پر ان کا نام "ز خ ش" درج ہے۔ ان کے والد سر مزمل اللہ خاں شروانی بھیکمپور ضلع علی گڑھ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا ایک مختصر مجموعۂ کلام "آئینۂ حرم" پہلے ۱۹۲۱ء پھر ۱۹۲۷ء میں چھپا۔ "فردوسِ تخیل" ان کی وفات کے انیس برس بعد ۱۹۴۱ء میں چھپا۔ یہ نوجوانی کے عالم میں ۲۸ برس کی عمر میں فوت ہوئیں۔ (۵)

انھوں نے دس گیارہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا۔ ان کی ایک ایرانی معلمہ رخشندہ خانم کی تربیت نے گھر کی چار دیواری میں انھیں گوہرِ نایاب بنا دیا۔ حکیم الامت شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے ایک موقع پر ان کے بارے میں فرمایا۔ "زاہدہ خاتون شروانیہ جب میری عمر کو پہنچیں گی تو ان کا شمار ہندوستان کے چوٹی کے شاعروں میں ہو گا"۔ (۶)

"فردوسِ تخیل" میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف وثنا کے حوالے سے جو منظومات ہیں، ان میں غزل کی ہیئت میں کم اور نظم کی صورت میں زیادہ ہیں۔ ان کی کئی دوسری نظموں میں بھی نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

میں اور بارگاہ رسالت پناہ ﷺ کی
اے دل! کہیں نہ یہ غلطی ہو نگاہ کی
وہ آستاں، سپہر بریں جس کے آگے پست
شرمندہ جس کے نور سے ضَو مہر و ماہ کی
وہ آستاں، محال جہاں پیکرِ عقل کو
تمیز عبد و مالک و میر و سپاہ کی
وہ آستاں، جہاں نگہِ چشمِ چرخ نے
دیکھی سدا برہنہ سری کج کلاہ کی
مانوں یہ کس طرح کہ رسائی ہوئی یہاں
مجھ سی غریقِ جرم، حریقِ گناہ کی

آئی ترے درود سے آنکھوں میں روشنی
چمکی ترے وجود سے وحدت الٰہ کی
عاصی کی آس میں تیری دلجوئی کی جھلک
زاہد کے ڈر میں شان ترے انتباہ کی
سرکار ﷺ مجھ کو گنبدِ خضرا کے متصل
درکار ہے زمین بس اک خوابگاہ کی

نظم رسول ﷺ

اے زمینِ طیبہ اے محبوبِ فخر المرسلیں ﷺ
منزلِ انوارِ رحمت، مہبطِ روح الامیں
دیدۂ اہلِ نظر کا سرمہ تیری خاک ہے
اے دیارِ خاک تو ہم چشم عرشِ پاک ہے
ذرے ذرے سے ترے اے مظہرِ نورِ خدا
پاؤں پڑ کر نورِ نیّر نے کیا کسبِ ضیا

دیارِ حبیب ﷺ

ابھر ابھر کے یہ کہتی ہے اس کی پیشانی
چمک چمک کے یہ کہتا ہے نورِ ایمانی
گرے گا اب سرِ شاہاں سے تاجِ سلطانی
مٹیں گی دہر سے ظلماتِ کفر و طغیانی
جلالِ حسن و جمالِ صفات ہے اس میں
جو لب پہ آ نہیں سکتی، وہ بات ہے اس میں
چلی ہوں چھوڑ کے گدڑی میں رنجِ ہفت اقلیم
چلی ہوں چھوڑ کے اک لعل، ایک دُرِّ یتیم
نہیں کسی سے کچھ امید، ہے تو ہم ہی بیم
کرم کرم مرے معبود! میرے رہبر کریم!
ترے کرم سے یہ بچہ اگر جواں ہو گا
یقیں ہے، قوتِ اجسامِ ناتواں ہو گا

نظم "بی بی آمنہؓ کا بسترِ مرگ"

اے رسولِ عربیؐ اے شرف افزائے مزمّل
اب بھی قرباں ہے ترے نام پہ امت تیری
جوش زن اب بھی دماغوں میں ہے سودا تیرا
جلوہ گر اب بھی دلوں میں ہے محبت تیری
آج بھی مرجعِ آفاق ہے مولد تیرا
آج بھی مرکزِ ادوار ہے تربت تیری

نظم "معارفِ ملّیہ"

"صلی اللہ علیہ وسلم" ردیف کی نعت میں ایک اہتمام انھوں نے یہ کیا ہے کہ ردیف "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" رکھی ہے۔ (۸) پھر نعت کے بہت سے اشعار میں قرآن و حدیث کے بعض جملے ٹانک دیے ہیں، اس سے ان کی تعلیماتِ اسلام کی روح سے

واقفیت کا اظہار بھی ہوتا ہے:

والضحیٰ رخ، تابلی اَلْعَالَمُ عالمِ عَلَّمَ مَالَمْ یَعْلَمْ
فہم جہاں آرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ذکرِ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی اور پھر تذکرۂ اَوْ اَدْنٰی
ہے صفتِ اونائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عاشقِ رب نے قول ہے دیکھا اِتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ کا
کیوں نہ ہو وہ شیدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جب سے پڑھی ہے آیتِ اطہر اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ
ہے ہوشِ صہبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لب پہ ہے میرے جاری نغمہ مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللہ کا
دل میں ہے میرے جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زیارتِ مدینۂ طیبہ کی تمنا کو زبان بخشتے ہوئے زخ ش کہتی ہیں:

ہند میں بے تاب ہوں ہر دم مدینہ کے لیے
جس طرح افتادۂ دریا سفینہ کے لیے
یاد ہے اس جانِ موجودات ﷺ کا کہنا مجھے
"کی زیارت جس نے میری قبر کی، دیکھا مجھے"
اے ہوائے طیبہ! نورِ دیدۂ اعمٰی ہے تو
تجھ میں اب تک ہے رہے یوسف کے پیراہن کی بو
بس ہوائے شوق میں تڑپا نہ مجھ کو دم بہ دم
آ، تجھ کو بوسۂ گیسوئے سرور ﷺ کی قسم
تیرے صدقے اے رہی خدمت گزارِ مصطفیٰ ﷺ
آ اڑا لے چل مجھے سوئے دیارِ مصطفیٰ ﷺ

غارِ ثور میں "اللہ ہمارے ساتھ ہے" کو شاعرہ نے یہ زبان دی ہے

یہ غار تین دن سے جو مجلس بہ بھر ہے

ہاں یہ قفس، یہ مدفن کیڑوں کا مستقر ہے
دیمی ضیا جو سانپوں کے بل پہ جلوہ گر ہے
کہتی ہے، یاں اقامت انساں کی پُر خطر ہے
محفوظ ہیں مگر ہم، خالق پہ گر نظر ہے
سمجھو کہ قصرِ شہ میں مسکن گزین ہیں ہم
اے دوست، دو نہیں ہیں، واللہ تین ہیں ہم

بچوں کا ہر بلا میں دیتا ہے ساتھ مولا
اے صادق و مصدق! کیا میں نہیں ہوں سچا
کیوں میری جاں کی خاطر دل میں ہے خوفِ اعدا
"ہم دو ہیں صرف دو ہیں" لب پر ہے کیوں یہ فقرہ
خالق ہے پاس تیرے، تجھ کو نہیں خبر کیا
دو سے زیادہ ہیں ہم اور بالیقین ہیں ہم
اے دوست! دو نہیں ہیں، واللہ تین ہیں ہم

نظم "ہم تین ہیں"

ایک حدیثِ پاک کو شاعرہ نے یوں بیان کیا ہے:

روز چھ دن تک ابوذرؓ سے رسولِ ذوالجلال ﷺ
از رہِ تاکید فرماتے تھے "اِعقل ما یقال"
خارزارِ دہر کو جس نے بنایا گلستاں
ساتویں دن غنچۂ لب سے ہوا یوں گل فشاں
حرمتِ اسلام کو صدمہ نہ پہنچانا کبھی
ہاتھ غیر اللہ کے آگے نہ پھیلانا کبھی

نظم "مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا"

حضور سید و سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں زخ ش کے استغاثے کے چند

اشعار دیکھیے:

آئی ہے در پہ ایک طلب گار یارسول ﷺ
بس اک نگاہِ لطف ہے درکار یارسول ﷺ
برسا رہا ہے دل پہ ہر اک طرف سے آگ
مایوسیوں کا لشکرِ جرّار یا رسول ﷺ
ڈر ہے کہ گر نہ جائے درِ قلعۂ سکوں
ڈر ہے کہ ہو نہ جاؤں گرفتار یا رسول ﷺ
سن کر نویدِ "طَلَعَ رَبِّیْ" آئی تیرے پاس
تیری کنیز' تیری گنہگار یا رسول ﷺ
اے جذبۂ دل لپک کے خبر کر حضور ﷺ کو
گریاں ہے در پہ زہتِ خوں بار یارسول ﷺ

زاہدہ خاتون شروانیہ کی فارسی نعت کے نمونے کے طور پر چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

چوں گرفتم خامہ از بہرِ ثنایت یا شفیع ﷺ
کاتبِ قدرت قلم بر فردِ جرمِ من کشید
عشق تو حسن المآب و حسن تو شیٔ عجاب
اے مثالِ تو عدیم و اے نظیرِ تو فقید

لباں عاجز' دہاں قاصر' زباں الکن' بیاں کوتہ
زِ وصفِ رب' زِ مدحِ شہ ﷺ' زِ حمدایں' زِ نعتِ او
دریں میداں چو من گنگ و خموش و عاجز و حیراں
دو صد رومیؔ' دو صد جامیؔ' دو صد سعدیؔ' دو صد خواجوؔ

---

(۱) جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ۱۹۴۳/ شام و سحر۔ نعت نمبر۴۔ جنوری فروری ۱۹۸۵۔ ص ۲۰۶ (مضمون: "زاہدہ خاتون شروانیہ' ایک بلند پایہ نعت گو" از علیم ناصری)/ شام و سحر۔

نعت نمبر۶۔ ص ۲۲۴۔۲۲۵ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر۴۔ ص ۸۸
(۳) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہر تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۲۱۹' ۲۱۷
(۴) زخ ش۔ فردوس تخیل۔ دارالاشاعت پنجاب' لاہور۔ ۱۹۳۱ (۳۸۲ صفحات کی اس کتاب کا نسخہ مجھے مسز قمر جبیں سید نے عنایت فرمایا۔ انھی نے مجھے زخ ش کا پہلا مجموعہ "آئینۂ حرم" بھی دیا ہے۔ "آئینۂ حرم" کی تمام منظومات "فردوسِ تخیل" میں شامل ہیں)
(۵) خالد علیم کے ایک مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں کتابت کی غلطی سے عمر ۳۸ سال لکھی گئی ہے (شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۲۵)
(۶) تہذیبِ نسواں (ہفت روزہ) لاہور۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱۔ ص ۱۰۳ (مضمون "اردو کی ایک گم نام شاعرہ" از ممتاز علی سارودی)
(۷) یثرب کو "طیبہ" میں بدل دینا میرے سرکار ﷺ کے حکم کی تعمیل ہے' کلام میں ردوبدل کرنا نہیں
(۸) پہلے اس ردیف کو حضورِ اکرم ﷺ کے اسمِ گرامی کے بغیر استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ غالباً" امیر مینائی نے حضورِ اکرم ﷺ کے اسمِ گرامی کے بغیر یہ ردیف استعمال کرنے کی طرح ڈالی (حفیظ تائب۔ تقدیم "صلی اللہ علیہ وسلم" مرتبہ راز کاشمیری۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۵) لیکن امیر مینائی نے کمالِ فن کے ساتھ احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا' زیادہ تر قافیوں میں سرکار ﷺ کی ذاتِ گرامی کی بات کی' دو قافیے ایسے نہیں ہیں تو ان مصرعے میں "آپ" اور "مالک کشور" کہا ہے اور مقطع میں "صلی اللہ علیہ وسلم" سے مراد درود پاک ہے۔

پھر یہ بھی شروع ہوا کہ حضور ﷺ کے لیے ضمیر تو پہلے مصرعے میں آئی اور "صلی اللہ علیہ وسلم" تو ردیف ہی ہے' اس لیے اسے تو دوسرے مصرعے کے آخر ہی میں آنا تھا مثلاً احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر:

غارِ حرا میں وہ تنہا تھا' تنہائی میں بھی یکتا تھا
چار طرف ذکرِ اقرا تھا' صلی اللہ علیہ وسلم

یا اقبال سہیل اعظم گڑھی کا یہ شعر:

باغِ جہاں کا حارس نامی جس نے مٹائی رسمِ غلامی
پھر سے سنوارا گلشنِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

یا ماہرالقادری کا یہ شعر:

خندق میں سلمانؓ نے دیکھا ان کے لطف و عطا کا جلوہ

کھول دیے ابوابِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض شعرا نے کوئی ضمیر استعمال کیے بغیر بھی اس ردیف میں کوئی شعر کہہ دیا اور بعض اشعار ایسے بھی کہے گئے جن میں ردیف کے بغیر بات مکمل ہو جاتی ہے اور ردیف غیر ضروری معلوم ہونے لگتی ہے مثلاً

سعد و سعید و زبیر و طلحہ، ابنِ عوف اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم
گل کدہ دیں جن سے ہے خرم صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال سہیل اعظم گڑھی

وادیٔ بطحا نور کا عالم، کوہِ اُحُد پہ طور کا عالم
دیکھ لے بے شک دیدۂ بینا صلی اللہ علیہ وسلم

امین گیلانی

جیت گئے اسلام کے غازی، ہر گئی آخر کفر کی بازی
جھک نہ سکا اسلام کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

ظفر علی خاں

یارب دیکھ مری مجبوری
نعت نہ مجھ سے ہو گی پوری
مجھے عطا کر دے مزدوری
خشک ہوا جاتا ہے پسینہ
صلی اللہ علیہ وسلم

حلیم ناصری

بعض شعرا نے کسی شعر میں مدینہ کریمہ کا ذکر کیا ہے مگر ردیف تو ظاہر ہے کہ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ مثلاً

سر میں تموجِ شوق کا طوفاں، آنکھوں میں ہو ابرِ بہاراں
کوئے مدینہ اور یہ موسم صلی اللہ علیہ وسلم

ساغر نظامی

کاش کوئی دن ایسا آئے، مجھ کو مدینے میں لے جائے
چوم لوں میں روضے کی جالی صلی اللہ علیہ وسلم

صابر گیلانی

طاہر کی آنکھوں کا تارا، طاہر کے ہر غم کا سہارا

شہرِ مدینہ پیارا پیارا صلی اللہ علیہ وسلم

طاہر لاہوری

بعض اشعار میں آقا حضور ﷺ سے خطاب کر کے کوئی بات کی گئی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ردیف "صلی اللہ علیہ وسلم" ہی ہے۔ حالانکہ جب واحد حاضر کے صیغے میں خطاب کیا جائے تو درودِ پاک "صلی اللہ علیک وسلم" ہونا چاہیے۔ مگر ہمارے شعرائے کرام ہی پر کیا منحصر ہے، اس میں تو ہمارے نامور علما بھی پھنسا جاتے ہیں اور "یا رسول اللہ" کے بعد "صلی اللہ علیک وسلم" کے بجائے "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھے جاتے ہیں۔ شعرا میں سے مثلاً یوسف ظفر کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے جہاں یہی صورت نظر آتی ہے:

لاکھوں سلام اے ہادیٔ برحق، امت پھر محتاج ہے تیری
جس کی زبان پہ اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

(ماہنامہ "نعت" لاہور۔ نومبر ۱۹۸۹ء۔ "درود و سلام" حصہ دوم۔ کوثر پروین کا راز کاشمیری کی مرتبہ کتاب "صلی اللہ علیہ وسلم" پر معلوماتی مضمون۔ ص ۹۳ تا ۸۴) راقم الحروف (راجا رشید محمود) نے درود و سلام کی اس صورت کے ساتھ تین نعتیں کہی ہیں۔ ایک میں "احمد صلی اللہ علیہ وسلم" ردیف استعمال کی ہے، دوسری میں "کے صلی اللہ علیہ وسلم" اور تیسری میں "میرے مولا صلی اللہ علیک وسلم"۔

کون و مکاں کا حاصل احمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہر مدحت کے قابل احمد صلی اللہ علیہ وسلم
رونقِ محفل ہیں بوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
اور ہیں میرِ محفل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

(راجا رشید محمود۔ ورفعنا لک ذکرک۔ مطبوعہ لاہور۔ اشاعتِ سوم۔ ص ۸۵)

پڑھیں نہ کیوں حلقے میں آ کے "صلی اللہ علیہ وسلم"
خادم جتنے ہیں آقا کے، صلی اللہ علیہ وسلم
آقا پہ راضی ہے خالق، آقا ہیں ہر چیز کے مالک
آقا ہیں محبوب خدا کے، صلی اللہ علیہ وسلم

(راجا رشید محمود۔ منظومات۔ مطبوعہ لاہور۔ جنوری ۱۹۹۵ء۔ ص ۲۵)

میرے پیمبر، میرے مولا صلی اللہ علیک وسلم
میں ہوں گداگر، میرے مولا صلی اللہ علیک وسلم
پیار میں عرش کو کرتا ہے طے، آپ کے در پہ جھک جاتا ہے
جس جس کا سر میرے مولا صلی اللہ علیک وسلم

(منظومات۔ ص ۳۶)

زاہدہ بیگم بنگلوری

ان کی بہت سی منظومات ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں چھپتی رہیں۔ شاعرِ آستانہ علامہ یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی کے صاحبزادے یوسف حسین قادری (کراچی) نے مجھے ماہنامہ "آستانہ" دہلی کے فائل عطا فرمائے جن میں زاہدہ بیگم بنگلوری کی کئی نعتیں، حمدیں، مناجاتیں اور نظمیں ملتی ہیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

میرے لیے جہاں میں چین ہے، نہ قرار ہے
وقت کے مدینے چل، صرف یہ انتظار ہے
بات مدینہ کی ہے کیا، رشکِ ارم ہے وہ زمیں
ذرہ جہاں کا مہر ہے، پھول جہاں کا خار ہے
دونوں جہاں کے بادشہ، پیارے رسولِ دوسرا ﷺ
کیا کہے حال زاہدہ، آپ پہ آشکار ہے (۱)

مدینہ کے سرکار ﷺ سن لیجے
فغانِ دلِ زار سن لیجے
بڑھی حد سے یا شاہِ کون و مکاں ﷺ
تمنائے دیدار، سن لیجے
بلا لیجے آستاں پہ حضور ﷺ
یہ معروضِ لاچار سن لیجے
سناتی ہیں روداد دردِ فراق
یہ آہیں لگاتار، سن لیجے (۲)

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسول ﷺ کی
ہے بندگی خدا کی، اطاعت رسول ﷺ کی

ہے مرتبہ حضور ﷺ کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول ﷺ کی
انسان کی سمجھ میں بس آئی ہے اتنی بات
ہے جذبِ ذاتِ حق میں حقیقت رسول ﷺ کی
تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں ﷺ کی یاد
سرمایۂ حیات ہے الفت رسول ﷺ کی
انسانیت، محبتِ باہم، تمیز، عقل
جو چیز بھی ہے، سب ہے عنایت رسول ﷺ کی
ترتیب دی گئیں شبِ اسرا کی خلوتیں
صلِ علیٰ یہ شان، یہ عظمت رسول ﷺ کی (۳)

بڑھی حد سے زبوں حالی، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
کرم ہو سرورِ عالی، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
تسلی ہے ہمیں اپنے غموں کی بے پناہی میں
ہمارے آپ ہیں والی، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
کرم فرمایئے اب تو، بہت سہہ لیں، بہت پا لیں
سزا ہائے بداعمالی، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
بنی جاتی ہے بربادی، تباہی، خانہ ویرانی
ہماری بے پر و بالی، اغثنی یا رسول اللہ ﷺ (۴)

دلوں کے تاجدار سن، جہاں کے غم گسار سن
وفا کے شہر یار سن، حبیبِ کردگار ﷺ سن
تری نظر نظر میں ہے، جو کچھ کہ بحر و بر میں ہے
ترا نشاں قمر میں ہے، دعا ترے اثر میں ہے
حیات تو مجاز ہے، اجل بہانہ ساز ہے

شب الم دراز ہے، بس ایک تجھ پہ ناز ہے
نگاہ سے گرے ہیں ہم، بلاؤں میں گھرے ہیں ہم
کہاں کہاں پھرے ہیں ہم، مگر ابھی ترے ہیں ہم (۵)

ضعیفوں کے والی و غفار ہو تم
متاعِ وفا کے خریدار ہو تم
محبت میں خالق کی، سرشار ہو تم
جہاں کے غریبوں کے غم خوار ہو تم
خدائی کے آقا سلامٌ علیک
نجومِ سحر نے ضیا تم سے پائی
مہر و مہ نے بھی ادا تم سے پائی
شگفتہ نظر نے لقا تم سے پائی
خدائی نے شانِ خدا تم سے پائی
خدائی کے آقا سلامٌ علیک
دو عالم سے بڑھ کر محبت ہے تیری
انیس دل و جاں رفاقت ہے تیری
دل افروز شانِ رسالت ہے تیری
کہ سینوں میں اپنے امانت ہے تیری
خدائی کے آقا سلامٌ علیک (۶)

زاہدہ بیگم بنگلوری کی ایک نظم "اپنے خدا سے شمعِ رسالت کے پروانے کی ضد" بھی "آستانہ" دہلی میں شائع ہوئی جس میں حضرت اویسِ قرنی ؓ کا واقعہ نظم کیا ہے کہ حضور سیدِ آدم و بنی آدم ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو اپنی پوشاک عطا فرمائی کہ بعد میں یہ حضرت اویسِ قرنیؓ کو پہنچائی جائے۔ جب صحابہ کرامؓ نے یہ پوشاک انھیں پہنچائی تو انھوں نے

پوشاک اٹھا کر سرِ شوریدہ پہ رکھ لی

اور صبر کی سل سینۂ غم دیدہ پہ رکھ لی
بولا کہ "یہ پوشاک میں پہنوں گا نہ تب تک
بخشے نہ خدا امتِ مرحوم کو جب تک"
اللہ سے پھر رو کے دعا کی قرنیؓ نے
کیں روشنیاں تابشِ نُورِ یمنی نے
"دھو ڈال مسلمان کے عصیاں کی سیاہی
سب بخش دے امت مرے مولا ﷺ کی الٰہی!"
فی الفور ہوئی رحمتِ غفار کو جنبش
اس عاشقِ صادق سے ہوا وعدۂ بخشش
نامِ قرنی تا بہ ابد زندہ رہے گا
عشاق کی فہرست میں تابندہ رہے گا (۷)

ان کی بہت سی نظمیں حمد یا مناجات کی صورت میں ہیں مثلاً

یا الٰہ العالمیں یا ذوالجلال
رازق و خالق خدائے لایزال (۸)

تجھ کو ہیں معلوم سب حالاتِ دل
مجھ پہ سب روشن ہیں کیفیاتِ دل (۹)

روح کے رازداں، قلب کے پاسباں
عشق کے رتبہ داں، حسن کے جانِ جاں
نحنُ اقرب کے محبوب، فریاد سن (۱۰)

حالتِ مسلم ہے ابتر، الغیاث
الغیاث اے ربِ اکبر الغیاث (۱۱)

سن اے سب سے برتر، سن اے سب سے بالا

خدائے تعالیٰ، خدائے تعالیٰ (۱۲)

کس گھڑی بخشش تری یا رب نہیں
مہرباں کس پر نہیں اور کب نہیں (۱۳)

کرم ہے ترا یا خدا، عام سب پر
لگاتار ہیں تیرے اکرام سب پر (۱۴)

تجھ پہ ہے آئینہ ہر کارِ نہاں
تجھ کو ہیں معلوم اسرارِ نہاں (۱۵)

دکھ بھرے دل کی التجا سن لے
میرے مالک! مری دعا سن لے (۱۶)

"آستانہ" میں ان کی ایک نظم "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت پدرانہ" ہے جس میں غلطی سے حضرت عائشہ صدیقہ اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا کو حضرت عمرؓ کی صاحبزادی لکھا ہے (۱۷)۔ ۱۵۔ اشعار پر مشتمل ان کی ایک نظم "اے ماؤ بہنو بیٹیو!" کا ایک شعر دیکھیں:

تری فطرت میں ہیں رعنائیاں اے دخترِ حوّا
ترے دم سے بہارِ گلستاں ہے دخترِ حوا (۱۸)

ان کی ایک نظم "اے مردِ مسلماں" بھی ملتی ہے (۱۹)۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ حضرت معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کی دو منقبتیں بھی "آستانہ" کے فائل میں ہیں:

کیا نظر عنایت اب ہم پر نہ رہی خواجہ
اجمیر بلانے میں کیوں دیر لگی خواجہؒ (۲۰)

بندشوں میں ہے جان یا خواجہؒ
نہیں کھلتی زبان یا خواجہؒ (۲۱)

----

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ جون ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۳
(۲) آستانہ۔ جولائی ۱۹۳۸ء۔ ص ۳۲
(۳) آستانہ۔ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۷۴
(۴) آستانہ۔ فروری ۱۹۳۹ء / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳ء۔ "یا رسول اللہ ﷺ"۔ ص ۱۳
(۵) آستانہ۔ ۱۹۳۹ء۔ ص ۷۵ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ فروری ۱۹۹۵ء۔ "استغاثے"۔ ص ۱۰۰
(۶) آستانہ۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۱۷
(۷) آستانہ۔ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۳
(۸) آستانہ۔ جولائی ۱۹۳۸ء۔ ص ۳۲
(۹) آستانہ۔ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۲۱
(۱۰) آستانہ۔ مارچ ۱۹۳۹ء۔ ص ۶
(۱۱) آستانہ۔ جولائی ۱۹۵۱ء۔ ص ۸۷
(۱۲) آستانہ۔ مارچ ۱۹۵۰ء۔ ص ۵۴
(۱۳) آستانہ۔ نومبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۱۷
(۱۴) آستانہ۔ اگست ۱۹۳۸ء۔ ص ۳۹
(۱۵) آستانہ۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۹
(۱۶) آستانہ۔ مارچ ۱۹۳۹ء۔ ص ۱۰
(۱۷) آستانہ۔ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۵۶
(۱۸) آستانہ۔ اگست ۱۹۳۸ء۔ ص ۶۷
(۱۹) آستانہ۔ ستمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۸
(۲۰) آستانہ۔ جون ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۲
(۲۱) آستانہ۔ نومبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۹

٭

زاہدہ صدیقی

پروفیسر عادل صدیقی اپنے مضمون "شعرائے سیالکوٹ اور اردو نعت" میں لکھتے ہیں کہ پسرور کے ایک چھوٹے سے موضع برہان پور کو جو خصوصیات حاصل ہیں' وہ بعض اوقات بڑے بڑے شہروں کو بھی نصیب نہیں ہوتیں۔ پروفیسر حفیظ صدیقی اور اطہر صدیقی جہاں اس گاؤں کے لئے وجہِ افتخار ہیں' وہیں نئی نسل کی ممتاز شاعرہ' زاہدہ صدیقی بھی اس کی نیک نامی کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں حفیظ صدیقی نے ماہنامہ "تحریریں" کا اجرا کیا تو اس کی ادارت زاہدہ صدیقی کو سونپ دی جس کو وہ اب تک بخیر و خوبی نبھا رہی ہیں۔ زاہدہ نے غزل بھی لکھی ہے اور نظم کی تمام ہیئتوں میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ اردو اور پنجابی' دونوں زبانوں میں شعر تخلیق کرتی ہیں۔ ان کے دو شعری مجموعے "جاگتی آنکھوں کے خواب" اور "سویرے دی تانگھ" شائع ہو چکے ہیں۔ غزل اور نظم کے علاوہ انھوں نے نعتیں بھی کافی کہی ہیں (۱)۔

شافعِ محشر' ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
علم کا دریا' حلم کا پیکر صلی اللہ علیہ وسلم
لفظوں میں کس طرح اتاروں' اس کی صورت' اس کی سیرت
حسن سراپا' خلق سراسر صلی اللہ علیہ وسلم
صبحِ ازل سے شامِ ابد تک' کوئی ہوا ہے اور نہ ہو گا
اس کا ثانی' اس کا ہمسر صلی اللہ علیہ وسلم
ہر ساعت بس ایک تمنا' ہر لحہ بس ایک ہی خواہش
اس کا کرم ہو جائے مجھ پر صلی اللہ علیہ وسلم
شاہوں کے سارے دروازے' میری نظر میں ہیچ ہیں یکسر
میرے لیے کافی اس کا در صلی اللہ علیہ وسلم (۲)

تو حسنِ عالمِ امکاں' تو زندگی کا جمال
ترے وجود نے بخشا ہے آدمی کو کمال

تری ہی ذات سے دنیا میں روشنی پھیلی
اندھیرے چھٹ گئے' آیا ہے ظلمتوں کو زوال
تری ہی ضَو سے فروزاں ہیں مشرق و مغرب
ترے ہی نور کے محتاج ہیں جنوب و شمال
ترے ہی فیض' تری ہی عطا کے طالب ہیں
تو ناخدا ہے' ہمیں درد کے بھنور سے نکال
بھلے ہیں یا کہ بُرے' تیرے ہی سوالی ہیں
نکال' ہم کو مصائب کی آندھیوں سے نکال (۳)

ہر ایک درد کا چارہ محمدِ عربی ﷺ
دکھی دلوں کا سہارا محمدِ عربی ﷺ
خوشا وہ لوگ جنھوں نے حیات کا عرصہ
ترے جلَو میں گزارا محمدِ عربی ﷺ
رخِ حیات کہ تاریکیوں کا مظہر تھا
تجھی نے آ کے نکھارا محمدِ عربی ﷺ (۴)

ترے اشارے سے بگڑی سنور بھی سکتی ہے
ہر ایک رنگ میں دنیا نکھر بھی سکتی ہے
قلوبِ مردہ تری رحمتوں سے زندہ ہیں
ترے کرم سے ہر اک یاس مر بھی سکتی ہے
ترے اشارے سے ہستی کے رخ سے پل بھر میں
ہر اک اندھیرے کی چادر اتر بھی سکتی ہے
تہی ہیں دولتِ دنیا و دیں سے تو کیا ہے
ہماری جھولی ترے دم سے بھر بھی سکتی ہے
نہیں ہیں دہر کی تاریکیوں سے ہم ترساں
کہ تیرے ذکر سے ظلمت بکھر بھی سکتی ہے

اگر نہ تیری رضا ہو تو سب عروج عبث
ہر ایک جیتی ہوئی بازی ہر بھی سکتی ہے
اگرچہ پست ہے ہمت مگر نظر سے تری
جو اس سے ہو نہیں سکتا، وہ کر بھی سکتی ہے (۵)

مرسلِ عالی مقام تجھ پہ لاکھ سلام
رہبرِ والا نام تجھ پہ لاکھ سلام
تجھ پہ جنّ و ملک اور انسان سبھی
بھیجیں سدا سلام، تجھ پہ لاکھ سلام
اپنے پرائے کی، کوئی نہیں تخصیص
تیرا فیض ہے عام، تجھ پہ لاکھ سلام
اسم پاک ترا، پل میں سہل کرے
کوئی بھی ہو کام، تجھ پہ لاکھ سلام
مجھ بے وقعت کو، اپنی عنایت سے
کر دے عطا دوام، تجھ پہ لاکھ سلام (۶)

---

(۱) ارج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۳۳۸
(۲) رآز کاشمیری (مرتب) صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت مشن پاکستان' لاہور۔ بار اول۔ شعبان ۱۴۰۰ھ۔ ص ۱۰۶ / تحریریں (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۳۔ جولائی اگست ۱۹۸۵ء۔ ص ۲۴ / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۵۵۱ (جلد اول)
(۳) اقرا (مجلہ گورنمنٹ ایم اے او کالج) لاہور۔ سیرت نمبر۔ ص ۸۵ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۔ جنوری فروری ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۲۲ / شام و سحر۔ نعت نمبر۔ نقش ثانی۔ جنوری فروری ۱۹۸۲ء۔ ص ۲۳۲ / تحریریں۔ نعت نمبر ۲۔ جنوری ۱۹۸۵ء۔ ص ۷۶ (۴) اقرا۔ سیرت نمبر۔ ص ۸۶
(۵) اقرا۔ سیرت نمبر۔ ص ۸۷ / تحریریں۔ نعت نمبر ۱۔ مارچ اپریل ۱۹۸۳ء۔ ص ۹۵ / تحریریں۔ نعت نمبر ۵۔ ستمبر ۱۹۹۱ء۔ ص ۳۶ (۶) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مئی ۱۹۸۹ء۔ "لاکھوں سلام"۔ حصہ دوم۔ ص ۵۶

زرّیں، حاجرہ

عزت والے، شہرت والے، رحمت والے، برکت والے
سب سے اعلیٰ، سب سے معظم صلی اللہ علیہ وسلم

بات انوکھی، شان نرالی، جن کا رتبہ سب سے عالی
امت کے وہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سارا جہاں ہے روشن ان سے، حق کی اطاعت دم سے ان کے
خلق میں یکتا، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

کفر مٹانے آئے ہیں وہ، حق پھیلانے آئے ہیں وہ
ان کا ہر اک کام معظم صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ مبیں وہ سب کو بتاتے، راہِ صداقت سب کو دکھاتے
سچی باتیں کرتے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

زرّیں ان کا کہنا مانو، ان کو اپنا رہبر جانو
دونوں جہاں میں پھر کیسا غم، صلی اللہ علیہ وسلم

الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۷۳ / الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۵۵۲ (جلد اول)

❋

زہرا ڈار

السلام اے رازدارِ کُن فکاں ﷺ
السلام اے شہر یارِ دو جہاں ﷺ
السلام اے تاجدارِ انس و جاں ﷺ
السلام اے شہسوارِ لامکاں ﷺ
السلام اے شافعِ روزِ جزا ﷺ
السلام اے مظہرِ نورِ خدا ﷺ
السلام اے محرمِ سِرِّ علیٰ ﷺ
السلام اے ہادیؐ راہِ صفا ﷺ
السلام اے راحتِ قلبِ حزیں ﷺ
السلام اے رحمتؐ للعالمیں ﷺ
السلام اے باعثِ تکمیلِ دیں ﷺ
السلام اے منبعِ علم و یقیں ﷺ
صاحبِ "یٰسٓ" و "طٰہٰ" السلام
باعثِ تسکینِ زہرا السلام

ممتاز حسن (مرتب)۔ خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۷۳

زہرہ حیدر آبادی

زہرہ بیگم نام، زہرہ تخلص۔ ڈاکٹر عبدالرب (حیدر آبادی) کی دختر۔ "بنتِ عبدالرب" کے نام سے ان کا کلام اور مضامین رسالہ عصمت، زیب النسا، تہذیب وغیرہ میں شائع ہوا کرتے تھے (۱)۔ کسی مدرسے میں تعلیم نہیں پائی (۲)۔ ان کے کلام کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ نعت سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ ایک مختصر نظم میں حضورِ اکرم ﷺ کے لیے حضرت صدیقِ اکبر ؓ کے ایثار اور محبت کا نمونہ پیش کیا ہے (۳)۔ جمیل بریلوی اور نصیر الدین ہاشمی نے اس نظم کے درجِ ذیل پانچ اشعار ہی لکھے ہیں، خالد علیم نے تیرا شعر نقل نہیں کیا۔

مشرکوں نے جو کیں گستاخیاں آنحضرت ﷺ سے
آپ نے ترکِ وطن کا کیا قصد آخا کر
وقت دوپہر کا، شدت کی تپش، گرم ہوا
آپ اس دھوپ میں تنہا گئے صدیقؓ کے گھر
اور فرمایا کہ اے یارِ وفادار! سنو
تم بھی اب چھوڑنے کے واسطے تیار ہو گھر
اس قدر ان کو ہوئی اپنی معیت کی خوشی
آنکھوں میں آ گئے صدیقؓ کے آنسو بھر کر
اور ادب سے یہ کیا عرض کہ ماں باپ فدا
خدمتِ پاک میں دو اونٹنیاں ہیں حاضر (۴)

(آخری قافیے میں حرف سوم "ض" کو زبر کے ساتھ باندھا ہے جو غلط ہے)

حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی بارگاہ میں ان کے ایک استغاثے (بصورتِ مخمس) کے تین بند دیکھیے:

جاگ او شاہوں کے شہنشاہ، سرتاجوں کے تاج
اٹھ خدا کے واسطے اٹھ، پوچھ مسلم کا مزاج

سن خدا کے واسطے سن میری چنا' رکھ لے لاج
جاگ او طیبہ(۵) کی میٹھی نیند کے ماتے کہ آج
لٹ رہا ہے آنکھوں آنکھوں میں تری امت کا راج
تھیں جہاں میں آتیں جتنی' وہ مسلم نے سہیں
جو نہ کہنے کی تھیں باتیں' وہ بھی غیروں نے کہیں
بیٹھنے ان کو نہیں ہے ایک چپہ بھر زمیں
سر چھپانے کا ٹھکانا بھی انھیں ملتا نہیں
جن کی ہیبت لے چکی ہے ایک دنیا سے خراج
دور ہے ہم سے عطا' ہم پہ خفا رب جلیل
ہائے اب اپنے سنبھلنے کی نہیں کوئی سبیل
کام کرنا ہے بہت اور وقت ہے بالکل قلیل
تیرے بچے ہو رہے ہیں سارے عالم میں ذلیل
کیا نہیں اے قبلۂ عالم ﷺ تجھے بچوں کی لاج
(۶)

---

(۱) نصیر الدین ہاشمی۔ خواتین عہد عثمانی۔ ص ۷۳
(۲) جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرہ شاعرات اردو۔ ص ۳۵۱
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۳۱
(۴) خواتین عہد عثمانی۔ ص ۷۳ / تذکرہ شاعرات اردو۔ ص ۳۵۲ / شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۳۱
(۵) مسند احمد میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ جو شخص غلطی سے مدینہ کریمہ کو یثرب کہہ جائے' وہ استغفار کرے (مسند احمد۔ جلد چہارم۔ ص ۲۸۵) جذب القلوب میں شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ امام بخاریؒ کی تاریخ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جو آدمی یہ حرکت کرے' وہ توبہ کرے اور دس بار طیبہ طیبہ کہے۔ میں نے اسی لیے یہاں یثرب کے بجائے طیبہ لکھ دیا ہے۔
(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۳۱

زیب' زیب النسا

سکول محلہ منڈی بہاء الدین (پنجاب) میں رہتی ہیں۔

سناؤں کیسے اس دل کا فسانہ یا رسولؐ اللہ ﷺ
ہوا ہے بدگماں مجھ سے زمانہ یا رسولؐ اللہ ﷺ

تری رحمت کی بارش ہو' تمنا ہے یہی آقا ﷺ
کہ دل کا میل دھل جائے یہ سارا یا رسولؐ اللہ ﷺ

ملی اپنوں کی نفرت اور جہاں نے مجھ کو ٹھکرایا
ترے در کا ہی آ جائے بلاوا یا رسول اللہ ﷺ

مرے دل میں اجالا ہو' بلندی پہ ستارہ ہو
جو ہو جائے ترے در کا نظارہ یا رسول اللہ ﷺ

زباں پہ ذکر خالق کا' لبوں پہ ورد ہو تیرا
مرے دل کا یہی تو ہے سہارا یا رسول اللہ ﷺ

دم آخر مرا سر ہو ترے دربارِ اقدس پہ
یہی ہے زیب کی خواہش' خدارا یا رسولؐ اللہ ﷺ

گل بخشالوی' حاجی (مرتب)۔ بزم رسالت۔ قلم قبیلہ' کھاریاں۔ ۱۹۸۵۔ ص ۱۱۱ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳۔ "یا رسولؐ اللہ ﷺ"۔ ص ۴۹

زیب بریلوی، ماتا پرشاد

آرزو گنبدِ خضرا کی ضیا بار تو ہے
زندگی جنتِ طیبہ کی طلب گار تو ہے

باعثِ فخر ہے عرفانِ عقیدت مندی
جذبۂ دل میں مرے عظمتِ سرکار ﷺ تو ہے

غم نہیں راحتِ دنیا جو میسر نہ ہوئی
زندگی تیرے تصوّر سے سکوں بار تو ہے

دید سے تیری، منور نہیں آنکھیں لیکن
نور سے قلب مرا مخزنِ انوار تو ہے

میرے جذبات میں ہے نعتِ رسولِ عربی ﷺ
زیب آہنگ نہیں ساز میں، جھنکار تو ہے

نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ سوم۔ جون ۱۹۹۰ء۔ ص ۴۱ / نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۸ء۔ ص ۱۱

زیبا، ثریا

مدینے کی زمیں بھی کیا زمیں ہے
دیارِ رحمۃٌ للعالمیں ﷺ ہے (۱)
جہاں لٹتے ہیں رحمت کے خزانے
رسولِ پاک ﷺ کا روضہ وہیں ہے
طلب ہم کو نہیں خلد بریں کی
مدینے کی زمیں میں کیا نہیں ہے
تمہارے دم سے ہے بخشش ہماری
گنہگاروں کو مولا ﷺ یہ یقیں ہے
فرشتے بھی جہاں کرتے ہیں سجدے
وہ محبوبِ خدا ﷺ اس جا مکیں ہے
ترا گھر مرکزِ وحیِ الٰہی
ترا دربان جبریلِ امیں ہے (۲)
کوئی پوچھے یہ میرے دل سے زیبا
مدینے کی زمیں کتنی حسیں ہے (۳)

---

(۱) نعتِ رسول ﷺ۔ مرتبہ و مطبوعہ فیروز سنز۔ ص ۸۸ / ناصر زیدی (مرتب) نعتِ مصطفیٰ ﷺ۔ ۲۰۱ منتخب نعتیں۔ ص ۹۷ / منتخب نعتیں (اندرونی سرورق پر نام "مجموعۂ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ" لکھا ہے) جہانگیر بک ڈپو، لاہور۔ ص ۲۸

(۲) نعت کی تاریخ میں "ترا دربان جبریلِ امیں ہے" والا مضمون عام ہے۔ لیکن جو لوگ جبریلِ امیں کو حضور ﷺ کا دربان کہنے میں ان کی توہین محسوس کرتے ہیں، وہ اس بارے میں احتیاط برتتے ہیں۔ ناصر زیدی نے بھی ثریا زیبا کا یہ شعر اپنے انتخاب میں شامل نہیں کیا۔ اب تک تو ایسا نہیں ہوا لیکن ممکن ہے، مستقبل میں کچھ شاعر حضور ﷺ کو حضرت جبریل کی خدمت میں باادب حاضر

ہونا دکھانا شروع کر دیں کیونکہ پیر محمد کرم شاہ ایسے اہل محبت بھی پورے زور سے اس موقف کو اولیت اور فوقیت دینے لگے ہیں کہ معراج النبی ﷺ کا مطلب بارگاہِ جبریل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری ہے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت جبریل نے دیدار عطا فرمایا تھا اور وہ "قابَ قوسین او ادنیٰ" میں جس قرب کا ذکر ہے وہ حضور ﷺ کا حضرت جبریل سے قرب تھا...... وغیرہ (تفسیر ضیاء القرآن۔ جلد پنجم۔ سورہ النجم۔ ص ۱۱ تا ۱۵) انھوں نے من و عن یہی سب باتیں "ضیاء النبی ﷺ" میں نقل کر دی ہیں" (جلد دوم۔ ص ۵۸ تا ۵۲۰)

(۳) ہفت روزہ "جہاں نما" لاہور کے چند شماروں میں کسی "زیبا درانی" کی چند نعتیں نظر سے گزریں لیکن ایسے ناموں کے حوالے سے وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے حامل مرد ہیں یا خاتون۔ لاہور کی ایک مشہور شخصیت زیبا ناروی کی تھی جنھوں نے سو سال کے قریب عمر پائی' وہ خاتون نہیں تھے۔ ہو سکتا ہے' زیبا درانی بھی خاتون نہ ہوں لیکن ان کی دو نعتوں کے دو دو اشعار دیکھیے:

تمنا ہے اس دیس میں موت آئے
مقدر مدینے اگر لے گیا ہو
لب و چشم چومیں غبارِ مدینہ
مرے سر کی زینت تری خاکِ پا ہو

عطا کی تو نے رنگینی عرب کے ریگ زاروں کو
لباسِ تازگی بخشا خزاں پرور بہاروں کو
ترے دستِ مروت نے جہاں میں فیض پھیلایا
ذلیل و خوار انساں کی پلٹ دی آن میں کایا

(جہاں نما۔ ۳۱ مئی ۱۹۶۹)

زینت جہاں

ماہنامہ "اظہار" کے سیرت نمبر ۱۹۸۵ میں ان کی پانچ شعروں کی ایک نعت چھپی ہے لیکن اشعار میں شعری اسقام ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ خاص نمبروں میں بھی احتیاط نہیں کی جاتی۔ اس نعت کے دو اشعار یہ ہیں:

یہ رنگ و نور اور یہ تصویرِ کائنات
تصویرِ کائنات کا عنواں تمھی تو ہو

دنیا کو تم نے درسِ مساوات کا دیا
انسانیت کے نام پہ احساں تمھی تو ہو

اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ نومبر دسمبر ۱۹۸۵۔ ص ۳۹

زینت قیصر، شمیمہ

ماہنامہ "ماہِ طیبہ" کے ایک شمارے میں ان کا نام "نعیمہ قیصر زینت" چھپا لیکن بعد کے شمارے (ستمبر ۱۹۵۸) میں شمیمہ زینت قیصر لکھا گیا۔ اس کے ساتھ لکھنؤ (بھارت) بھی لکھا ہے۔ اس لئے گمان غالب یہ ہے کہ بعد کے شمارے میں نام درست لکھا گیا ہو گا۔ لیکن ان کے نام کے ساتھ یہ عجیب صورت پیش آئی ہے کہ "آستانہ" دہلی میں ان کا نام شمیم زینت قیصر لکھا گیا۔

سب نبیوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
دو جہاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

چاند سورج نے پائی ہے جس سے چمک
ہے وہ نورِ سراپا ہمارا نبی ﷺ

جھک گئے بہرِ تعظیم سارے ملک
جب برِ عرش پہنچا ہمارا نبی ﷺ

حسنِ یوسف کی جانب نہ اٹھتی نظر
دیکھتیں گر زلیخا ہمارا نبی ﷺ

جس کو جو کچھ ملا، وہ انھی سے ملا
قاسمِ کُل زمانہ ہمارا نبی ﷺ

کفر کی بدلیاں چھائی تھیں دہر میں
بن کے خورشید چمکا ہمارا نبی ﷺ

زینتِ عرشِ اعظم شفیعِ امم ﷺ
بزمِ اسرا کا دولھا ہمارا نبی ﷺ (۱)

جو وابستہ ہوا دامانِ سرکارِ دو عالم ﷺ سے

تو چھٹکارا ملا ہے اس کو دنیا کے ہر اک غم سے

غلامانِ محمد ﷺ روزِ محشر حوضِ کوثر پر
پئیں گے جامِ کوثر دستِ سرکارِ دو عالم ﷺ سے

تری ذاتِ گرامی وجہِ تخلیقِ دو عالم ہے
دو عالم میں یہ رونق ہے مرے آقا ﷺ ترے دم سے

وہ ذرے مہرِ عالم تاب بن کر جگمگاتے ہیں
تعلق جن کو ہو جاتا ہے اس نورِ مجسم ﷺ سے

کلیم اللہ جمالِ حق کا نظارہ نہ کر پائے
مرے سرکار ﷺ بے پردہ ملے خلاقِ عالم سے

مرے ہاتھوں میں دامانِ شفیعِ روزِ محشر ﷺ ہے
مجھے کیوں خوف ہو خورشیدِ محشر سے، جہنم سے

بہت بے چین ہے زینت مدینے کی زیارت کو
صبا جا کر یہ کہہ دینا حبیبِ ربِ اکرم ﷺ سے (۲)

ان کی درج ذیل نعت کے کچھ اشعار "ماہِ طیبہ" میں اور کچھ "آستانہ" میں چھپے ہوئے ملے ہیں۔ ماہِ طیبہ میں شمیمہ لکھا ہے، آستانہ میں شمیم۔

ہے دل میں ازل ہی سے تمنائے مدینہ
کب دیکھیے، خالق مجھے دکھلائے مدینہ

اس درجہ بڑھے کاش مری مشقِ تصوّر
جس سمت نظر اٹھے، نظر آئے مدینہ

ذراتِ مدینہ بخدا، شمس و قمر ہیں
فردوس در آغوش ہیں گلہائے مدینہ

عقبیٰ کا ہے کچھ خوف، نہ ہے فکرِ قیامت
ہے سایہ فگن دامنِ آقائے مدینہ ﷺ

رعنائیِ فردوس و ارم جچ نہیں سکتی
رضواں بھی اگر دیکھ لے صحرائے مدینہ (۳)

دیوانۂ سرکار ﷺ کو راس آئی نہ جنت
کہتا رہا فردوس میں بھی "ہائے مدینہ"

جو ہجر میں لذت ہے، نہیں وصل میں زینت
ہے پھر بھی تمنا کہ نظر آئے مدینہ (۴)

---

(۱) ماہِ طیبہ (ماہنامہ) کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ جون ۱۹۵۸ء۔ ۳۸

(۲) ماہِ طیبہ۔ ستمبر ۱۹۵۸ء۔ ص ۴۴

(۳) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ فروری ۱۹۶۸ء۔ ص ۳۰ (پہلے پانچ اشعار)

(۴) ماہِ طیبہ۔ دسمبر ۱۹۵۸ء۔ ص ۳۹ (پہلے دو اور آخری دو اشعار۔ شاعرہ کا نام "شمیمہ زینت قیصر" لکھا ہے۔ یہاں مطلعے کا پہلا مصرع یوں لکھا ہے "مدت سے ہے اس دل میں تمنائے مدینہ")

ساجدہ بیگم

ماہنامہ "آستانہ" دہلی کے ایک شمارے میں ان کی دو نعتیں ملی ہیں۔ نام کے ساتھ "بیکانیر" لکھا ہے۔

دل میں بسی ہوئی ہے محبت رسول ﷺ کی
آنکھوں کی پتلیوں میں ہے صورت رسول ﷺ کی
ہر حال میں انھی کی ہیں بندہ نوازیاں
بندوں پہ رات دن ہے عنایت رسول ﷺ کی
دن رات مانگتی ہوں دعا یہ، اٹھا کے ہاتھ
ہو یا خدا! نصیب زیارت رسول ﷺ کی (۱)

نہ کچھ چیز اچھی، نہ کچھ کام پیارا
ہمیں ہے نبی ﷺ کا فقط نام پیارا
اٹھایا کروں راہِ طیبہ کی سختی
نہ راحت سے الفت، نہ آرام پیارا
رسولِ خدا ﷺ کا جہاں پر ہے جلوہ
ہے اس در سے مطلب، ہے وہ بام پیارا
جو مولا ﷺ کی خوشنودیوں کے لیے ہو
عمل ہے وہ اچھا، ہے وہ کام پیارا
محبت ہو مولا ﷺ کی جس کا نتیجہ
وہ آغاز اچھا، وہ انجام پیارا (۲)

---

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ ستمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۲۹

(۲) آستانہ۔ ستمبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۲۳

سحرؔ، رخسانہ

کبھی کوچے، کبھی گلیاں، کبھی روضہ دیکھوں
کاش، اے کاش، میں وہ شہرِ تمنا دیکھوں

بخت کی بات ہے آ جائے جو وہ ساعتِ دید
ہو نصیبوں میں تو پھر گنبدِ خضرا دیکھوں

تو بھی سرشارِ مئے نامِ محمد ﷺ ہو جا
زیست اے زیست، میں کب تک تجھے ایسا دیکھوں

تیرہ و تار ہوئی جاتی ہے دنیا آقا ﷺ
فیض ہو فیض کہ ہر سمت اجالا دیکھوں

کس لیے، کس لیے محروم ہو رخسانہ سحرؔ
ہو کرم مجھ پہ کہ سرکارِ ﷺ مدینہ دیکھوں

لفظ ہمارے (مجلہ) لودھراں۔ نعت نمبر۔ جون ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۰۶

سحرؔ ہاشمی، رضوانہ

معروف شاعر نقش ہاشمی (مریدکے) کی بیٹی، پولیس افسر نعیم الحسنین کی اہلیہ۔ نظم گوئی میں ربط ورثے میں ملا ہے۔ اسلامیہ کالج کوپر روڈ سے بی اے کیا۔ بڑے بھائی اختر ہاشمی بھی اور بہن شگفتہ غزل ہاشمی بھی شاعر ہیں۔ پروفیسر الطاف فاطمہ لکھتی ہیں کہ وہ بنیادی طور پر نظم کی شاعر ہے، اس کے تغزل میں بھی تنظیم کا ایک انداز ہے۔ احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں کہ نظم و غزل، دونوں میں وہ مجھے اس حدِ فاصل پر کھڑی نظر آتی ہے جہاں نیا طرزِ احساس جنم لے رہا ہے اور پرانا اندازِ فکر رخصت ہو رہا ہے۔

رضوانہ کے مجموعۂ کلام میں دو نعتیں ملتی ہیں۔ چند اشعار دیکھیے:

کرم کا ایک بحرِ بیکراں ذاتِ گرامی ہے
سخا و جود ہم پہ ہو فراواں یا رسولَ اللہ ﷺ
بھٹکتی ہوں غم و آلام کے گہرے اندھیروں میں
وہ امیدِ سحرؔ، وہ صبحِ خنداں یا رسولَ اللہ ﷺ

ہیں کائنات پہ بڑے احسان آپ ﷺ کے
مجھ کو بھی شاد کیجیے، آباد کیجیے

شاہِ امم ﷺ بھی آپ ہیں، خیر الوریٰ بھی آپ
بعدِ خدا اب اور کسے یاد کیجیے

پھیلا ہوا ہے دامنِ امید یا نبی ﷺ
مقبول مستغیث کی فریاد کیجیے

اب دامنِ سحرؔ ہو اجالوں سے مستنیر
یہ عرض و التجا ہے، مجھے شاد کیجیے

رضوانہ سحرؔ ہاشمی۔ دھوپ کا آنچل۔ فضل حق اینڈ سنز، لاہور۔ پہلی بار جولائی ۱۹۹۰۔ ص ۱۹، ۲۰/ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳۔ "یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم"۔ ص ۵۶

سردار بانو انوری

سردار بانو نام، سردار تخلص ہے۔ یکم جون ۱۹۴۶ کو ریاست الور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید محمود علی اور دادا سید سرفراز علی، الور کی معروف ہستیاں تھیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد حیدر آباد سندھ جائے سکونت قرار پائی (۱)۔ حیدر آباد سے ۱۹۶۲ میں میٹرک، ۱۹۶۶ میں بی اے اور ۱۹۶۸ میں ایم اے کیا (۲)۔

سردار بانو نے سب سے پہلے نعت ہی لکھی۔ ان کی شاعری کا بیشتر حصہ حمد و نعت پر مشتمل ہے۔ سلطانہ مہر نے لکھا ہے کہ سردار بانو کو اب بھی نعت گوئی سے عشق ہے (۳)۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی زمین میں، ان کے تتبع میں بیسیوں شاعروں نے سلام کہے ہیں (۴)۔ سردار بانو بھی اس صف میں شامل ہیں۔

جس نے ظلمت کدے سے نکالا ہمیں
ایسے مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام (۵)

سلطانہ مہر کے حوالے سے ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری اور خالد علیم نے ان کا نمونۂ نعت دیا ہے۔ ڈاکٹر ابو سلمان نے نقل کیا ہے کہ سردار بانو نے پہلا نعتیہ شعر ۱۹۶۹ میں کہا۔ نمونۂ نعت اسی پہلی نعت سے لیا گیا ہے۔

رسولِ خدا کملی والے محمد ﷺ
شرِ دوسرا کملی والے محمد ﷺ

زیارت کی خاطر کبھی اپنے در پہ
مجھے بھی بلا کملی والے محمد ﷺ

کرم مجھ پہ فرما، دکھا مجھ کو جلوہ
اے شمس الضحیٰ کملی والے محمد ﷺ

خدا بھی ہے اس کا، خدائی بھی اس کی
تو جس کا ہوا کملی والے محمد ﷺ (۶)

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۴۷
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر۔۶۔ ص ۲۳۱ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)
(۳) سلطانہ مہر۔ آج کی شاعرات۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۳
(۴) ماہنامہ "نعت" لاہور کے دو خاص نمبروں "لاکھوں سلام" حصہ اول (جنوری ۱۹۸۹) حصہ دوم (مئی ۱۹۸۹) میں اس تتبع کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر۔۶۔ ص ۲۳۲
(۶) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۴۸ / شام و سحر۔ نعت نمبر۔۶۔ ص ۲۳۲

سردار حیدر آبادی

منظور فاطمہ بیگم نام۔ مولوی مشتاق حسین نواب وقار الملک کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ سید محبوب علی ناظم لاسکی حیدر آباد کی رفیقِ حیات۔ کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی۔ اردو، فارسی اور عربی سے اچھی طرح واقف ہیں۔ تلمذ حضرت جلیل سے ہے۔ تصوف کا آپ کو خاص مذاق ہے۔ زبان میں صفائی اور پاکیزگی ہے۔ اسلوبِ بیان سادہ ہے (۱)۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

ہو آس جس کو رحمتِ پروردگار کی
کیا فکر اس کو پرسشِ روزِ شمار کی
آنکھوں کو ہے جو کوچۂ احمد ﷺ کی آرزو
ہر اشک میں چمک ہے دُرِ آبدار کی (۲)

غزل میں ان کا ذوق کتنا پاکیزہ ہے، اس کا اندازہ درجِ ذیل شعر سے لگایا جا سکتا ہے:

اللہ اللہ حضرتِ صدیقؓ کی داد و دہش
ایک کپڑا بھی نہ رکھا اپنے گھر کے واسطے (۳)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۴۸۹
(۲) ایضاً ۔ ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۰
(۳) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ۴۹۰

سرور سلطانہ، سیّدہ

ماہنامہ "ماہِ طیبہ" میں ان کی نعتیں چھپتی رہیں۔ انھیں "شاعرۂ ماہِ طیبہ" لکھا جاتا تھا۔ نام کبھی سیّدہ سرور سلطانہ رضویہ بھی لکھا ہوتا۔ نام کے ساتھ "ادیب فاضل، حیدر آباد سندھ" کے الفاظ بھی مرقوم ملتے ہیں۔ ان کی چار نعتیں اور ایک منظوم واقعۂ سیرت ملا ہے۔

آ کر ہے حسرتِ دیدار مدینے والے ﷺ
جاں بلب ہے ترا بیمار مدینے والے ﷺ
سایۂ رحمتِ باری ہے گنہگاروں کو
آپ کا سایۂ دیوار مدینے والے ﷺ
بیم گرداب ہے، شبِ تار ہے، طوفاں ہے بپا
میرے بیڑے کو لگا پار مدینے والے ﷺ (۱)

دُور سرکار ﷺ کا دربار نظر آتا ہے
آہ جینا مجھے دشوار نظر آتا ہے
مجھ کو ہر حرف میں قرآن کے، قرآں کی قسم!
آپ ﷺ کا رُوئے ضیا بار نظر آتا ہے
یادِ سرکارِ مدینہ ﷺ نے سکوں بخش دیا
اب نہ غم اور نہ آزار نظر آتا ہے (۲)

یوں آئے، اجل آئے اگر احمدِ مختار ﷺ
سر ہو رہا اور آپ کا در احمدِ مختار ﷺ
ہے سجدہ گہِ قلب مجھے خاکِ مدینہ
روضہ ترا اللہ کا گھر احمدِ مختار ﷺ
مالک نے تجھے مالکِ کونین بنایا

عالم ہے ترا دستِ نگر احمدِ مختار ﷺ (۳)

معجزۂ اُستنِ حنانہ کو شاعر نے یوں نظم کیا ہے:

ساقی عطا وہ جامِ شرابِ طہور ہو
آنکھوں میں جس کے نور ہو، دل میں سُرور ہو

ہر دم رہے خیال ادب کے اصول کا
یوں معجزہ ہو نظم خدا کے رسول ﷺ کا

مسجد میں تھا حضور ﷺ کا منبر درخت کا
ظاہر میں چوبِ خشک تھا، باطن میں سبز تھا

جس سے لگا کے پُشت مدینے کے تاجدار ﷺ
ہوتے تھے محو خطبۂ تحمیدِ کردگار

جب ازدحام بڑھ گیا اہلِ نماز کا
تسہیلِ خطبہ خوانی کو منبر بنا دیا

اصحابؓ سارے ہو گئے مسرور و شادماں
لیکن ستون زار ہوا گرمِ صد فغاں

یعنی کہ قُربِ شاہ ﷺ سے جب دُور ہو گیا
مائل بہ زاریِ عاشقِ مہجور ہو گیا

سب بن گئے تھے نقشِ تحیّر یہاں وہاں
ہے چوبِ خشک زاری کناں کیوں یہ ناگہاں

شیون نے اس کے بڑھ کے بڑھایا یہ اضطرار
محفل سب اشکبار ہوئی ہو کے برقرار

مجلس میں آئے جب نظر آثارِ برہمی
سرکارِ دو جہاں ﷺ کی نظر اس طرف اٹھی

لطفِ حبیبِ ﷺ پاک وہیں جوش زن ہوا
یوں نالۂ فراق نے دل پہ اثر کیا

فرمایا، اے ستون! بتا چاہتا ہے کیا
روتا ہے زار زار تُو کیوں، آج برملا

گر چاہتا ہے تو کہ ہو نخل کا پھر شجر
رب میرا ایک دم میں کرے تجھ کو سبز و تر

ہو آرزو اگر، تو نہالِ جناں کرے
مانندِ طوبیٰ غیرتِ سروِ رواں کرے

کی عرض چوبِ خشک نے، سو جاں سے میں نثار
سرکار ﷺ کی جُدائی سے ہے قلب بے قرار

حسرت مجھے کچھ اور نہیں شاہِ دوسرا ﷺ
بیزار ہوں فنا سے، عطا ہو مجھے بقا

شہ ﷺ نے یہ سن کے سینے سے اس کو لگا لیا
قطرے نے وصلِ بحر سے آبِ بقا پیا

فریاد تھی فغاں تھی نہ جوش و خروش تھا
پا کر سکونِ قلب ستون اب خموش تھا

آغوش میں حبیب ﷺ کی یوں اس نے جاں دی
کون اب فنا کہے کہ بقا ہے یہ سرمدی

سرور جو جاں بہ حق ہیں ولا میں حضور ﷺ کی
اوجھل نگاہ سے ہیں، وہ مرتے نہیں کبھی (۴)

دل میں مرے ہر دم ہے جو سودائے مدینہ
ہے طورِ نظر شمعِ تجلّائے مدینہ

آئینۂ دل میں مرے کھنچ جائے مدینہ
جب سر کو جھکاؤں تو نظر آئے مدینہ

وہ دل ہے کہ جس میں ہو تجلّائے مدینہ؟
وہ آنکھ ہے جس میں ہو تمنّائے مدینہ

رفعت پہ تجھے ناز ہے کیوں عرشِ معلّٰی
دیکھا نہیں کیا گنبدِ خضرائے مدینہ
خورشید کا طالب کبھی ذرّے کو نہ لے گا
جنت نہ قبولے، جسے مل جائے مدینہ
اللہ کے محبوب ﷺ وہاں جلوہ فگن ہیں
کیسے نہ مرے دل کو پسند آئے مدینہ
گر تیری رضا بندہ نوازی پہ ہو مائل
سرور کی جبیں اور ہو صحرائے مدینہ (۵)

---

(۱) ماہِ طیبہ (ماہنامہ) کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ ستمبر ۱۹۵۵۔ ص ۴۴
(۲) ماہِ طیبہ۔ عید میلاد نمبر۔ اکتوبر و نومبر ۱۹۵۵۔ ص ۴۴
(۳) ماہِ طیبہ۔ مارچ ۱۹۵۶۔ ص ۴
(۴) ماہِ طیبہ۔ محفلِ میلاد۔ جلد ۶۔ شمارہ ۴، ۵۔ اکتوبر نومبر ۱۹۵۶۔ ص ۷۵، ۷۶
(۵) ماہِ طیبہ۔ اکتوبر ۱۹۵۸۔ ص ۲۵

سعیدہ بلند شہری

نام مسعودہ بیگم، تخلص سعیدہ۔ جاؤول ضلع بلند شہر کی رہنے والی تھیں۔ ہفتہ وار "الفقیہ" امرتسر میں ان کی نعتیں شائع ہوتی رہیں۔ جو نعتیں ملی ہیں، ان کے چند اشعار درج کیے جاتے ہیں:

حبیبِ حق رسولِ مجتبیٰ ﷺ کی آمد آمد ہے
شہِ کونین فخرِ انبیا ﷺ کی آمد آمد ہے
مسیح و بوالبشر جس کی بشارت دینے آئے تھے
اسی اُمّی لقب خیرُ الورٰی ﷺ کی آمد آمد ہے (۱)

لو مبارک ہو، محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے
باعثِ پیدائشِ ارض و سما پیدا ہوئے
دی ندا ہاتف نے، سب حُور و ملک تسلیم کو
آج حاضر ہوں کہ محبوبِ خدا ﷺ پیدا ہوئے
جن کی خوشبو سے مہک جائے گا یہ باغِ جہاں
عندلیبو! وہ گلِ وحدت نُما پیدا ہوئے (۲)

درد تیرا، مرا درمان رسولِ عربی ﷺ
تیری الفت، مرا ایمان رسولِ عربی ﷺ
حق نے مختارِ دو عالم تمھیں کر رکھا ہے
اے مرے سیّدِ ذی شان رسولِ عربی ﷺ (۳)

مرے دل کی راحت ہے جانِ مدینہ
مری زندگی ہے بیانِ مدینہ
خدا خود ثنا خواں، ملائک سلامی
زہے عظمت و تُربت و شانِ مدینہ

ہوئی ایک دم ظلمتِ کُفر غائب
جو نکلا مہرِ ضو فشانِ مدینہ (۴)

صدمۂ دوری سے میں بیمار ہوں
در ترا دارالشفا یا مصطفیٰ ﷺ

ہر بلا سے ہو گئی مجھ کو نجات
نام جب تیرا لیا یا مصطفیٰ ﷺ

کیا کہوں، سب کچھ تمہیں معلوم ہے
میرے دل کا مُدّعا یا مصطفیٰ ﷺ (۵)

پُرسشِ محشر و مرقد سے ہوئی ہے آزاد
تیری الفت کی گرفتار رسولِ عربی ﷺ (۶)

ان کی ایک مناجات بھی ملتی ہے جس میں محبتِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا رنگ غالب ہے۔

بختِ خفتہ کو کبھی میرے جگا دے یا رب!
خواب میں روئے نبی ﷺ مجھ کو دکھا دے یا رب
آرزو یہ ہے، مجھے مثلِ اویس قرنیؓ
اپنے محبوب ﷺ کا دیوانہ بنا دے یا رب (۷)

---

(۱) النقیب (ہفتہ وار) امرتسر۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ۔ جلد ۱۰۔ نمبر ۲۳۔ صفحہ اول
(۲) النقیب (ہفتہ وار) ۷ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ۔ صفحہ اول
(۳) النقیب (ہفتہ وار) ۱۲۔ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ / ۲۱ جنوری ۱۹۳۲ء۔ جلد ۱۵۔ نمبر ۳۔ صفحۂ اول
(۴) النقیب (ہفتہ وار) ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ / ۷ مارچ ۱۹۳۲ء۔ صفحۂ اول
(۵) النقیب (ہفتہ وار) ۲ صفرالمظفر ۱۳۵۱ھ۔ جلد ۱۵۔ نمبر ۲۱۔ صفحۂ اول
(۶) النقیب (ہفتہ وار) ۲۳ صفرالمظفر ۱۳۵۱ھ۔ صفحۂ اول (نعت میں فنی اسقام ہیں)
(۷) النقیب۔ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ۔ صفحۂ اول

سُلطانہ، بیگم محمداللہ خاں

نصیرالدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ نواب ذوالقدر جنگ بہادر کی صاحبزادی ہیں اور سلطانہ تخلص کے ساتھ شاعری کرتی ہیں۔ ہاشمی نے درجِ ذیل تین اشعار بطور نمونہ کلام درج کیے ہیں:

آپ ﷺ کی دید ہے خدا کی دید
مظہرِ کبریا ﷺ سلامٌ علیک

وجد میں آ کے آج سلطانہ
کہہ رہی ہے، شہا سلامٌ علیک

عیاں بُوٹے بُوٹے سے ہے شانِ ایزد
ہے کیا جاں فزا مرغزارِ مدینہ

نصیرالدین ہاشمی۔ خواتینِ عہدِ عثمانی۔ ص ۴۲

سلطانہ اقبال

لاؤں کہاں سے چین دلِ بے قرار کا
آنکھوں میں شوقِ دید ہے تیرے دیار کا

ہیں کتنے بیکراں تری رحمت کے سلسلے
پایا نہ دل نے حوصلہ جن کے شمار کا

ہے تخت بوریے کا، صداقت کا تاج ہے
ہر کوئی معترف ہے ترے اقتدار کا

میں خاکِ خاکِ کوئے رسالتماب ﷺ ہوں
مجھ کو ذرا بھی خوف نہیں ہے فشار کا

سلطانہ لب پہ ذکرِ محمد ﷺ جو آ گیا
از فرش تا بہ عرش تھا موسم بہار کا

الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ ۱۴۱۱ھ۔ نعت نمبر۔ ص ۱۲۹۳ (جلد دوم)

سلمٰی حیدر آبادی

جمال النسا بیگم، مولانا سید نادر الدین استاذِ فلسفہ و کلام مدرسۂ دار العلوم حیدر آباد کی صاحبزادی۔ مشہور رباعی گو شاعر امجدؔ حیدر آبادی کی اہلیہ۔ عالمِ شباب میں ۱۹۳۰ میں فوت اور درگاہِ شاہ خاموش" حیدر آباد میں دفن ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم مدرسۂ نسواں نام پلی میں پائی۔ پھر اپنے والد سے فارسی عربی کی تکمیل کی۔ اچھی انشا پرداز اور نثر نگار تھیں، شعر گوئی کا شوق تھا۔ توحید، نعت اور تصوّف خاص موضوع تھے (۱)۔

جمیل احمد بریلوی نے ان کی تاریخ وفات ۱۹۳۱ لکھی ہے جبکہ خالد علیم نے ۱۳۴۸ھ (۲) خالد علیم نے کوئی حوالہ نہیں دیا کہ انھوں نے یہ تاریخ کہاں سے لی ہے لیکن اگر سلمٰی حیدر آبادی کا سن وفات ۱۹۳۰ ہے تو یہ قمری تاریخ بالکل غلط ہے کیونکہ یکم جنوری ۱۹۳۰ کو ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۵۸ھ تھی اور فروری ۱۹۳۰ میں ۱۳۵۹ھ شروع ہو گیا تھا (۳)۔ چہ جائیکہ ۱۳۴۸ھ لکھا جائے۔

سلمٰی نے اپنے جلیل القدر خاوند، مشہور رباعی گو سید احمد حسین امجدؔ حیدر آبادی کے بارے میں ایک شعر کہا ہے:

ہے سلمٰی دل و جاں سے امجدؔ کی لونڈی
اور امجدؔ غلامِ نبی ﷺ ہے (۴)

نمونۂ نعت میں ایک خمسہ نقل کیا جاتا ہے:

وہ یوسفِ گم گشتہ کس جا پہ نہاں ہو گا
کس پہلو میں پوشیدہ وہ راحتِ جاں ہو گا
یہ عالمِ کثرت کب توحید نشاں ہو گا
اس جسم کی مسجد میں کب شورِ اذاں ہو گا
میرا عربی آقا ﷺ، اللہ کہاں ہو گا

دیکھوں اسے گلشن میں، ڈھونڈوں اسے صحرا میں
ہے عالمِ بالا میں یا عرشِ معلیٰ میں
دل میں ہے مقام اس کا یا دیدۂ بینا میں
وہ کعبہ میں رہتا ہے یا گلشنِ طیبہ میں
میرا عربی آقا ﷺ، اللہ کہاں ہو گا (۵)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۹۳
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۲
(۳) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۱۸، ۲۱۹
(۴) تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۹۳
(۵) ایضاً۔ ص ۲۹۵ / تذکرۂ نعت گو شاعرات (ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری) ص ۵۲ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ۲۳۲، ۲۳۳

تمیّہ مسعود عبدہٗ

ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور میں ان کی ایک نعت "آپ سے پہلے میرے نبی ﷺ" شائع ہوئی ہے۔ کلام میں فنّی اسقام ہیں لیکن جذبہ قابلِ تعریف ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ سے پہلے کی حالت کے بارے میں چند اشعار یہ ہیں:

شرک کا شور شرابہ تھا
اور مجبور سماعت تھی
بحر و بر میں تھا طوفاں
برپا ایک بغاوت تھی
موت وہاں پہ سستی تھی
جینا ایک حماقت تھی
ذلت ایک حقیقت تھی
عزت صرف کہاوت تھی

ضیائے حرم (ماہنامہ) لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۹۔ ص ۱۴

سیّدہ زیدی

راولپنڈی میں رہتی ہیں۔ دائرہ نو بہ نو کی صدر ہیں۔ نمونۂ نعت یہ ہے:

ہر ایک سانس بڑھی ہے تمہاری یاد کے ساتھ
خوشا نصیب کہ زندہ ہوں اعتقاد کے ساتھ

میں روشنی میں نہائی ہوئی سی رہتی ہوں
لکھا تھا دل پہ بس اک نام اعتقاد کے ساتھ

بڑی کٹھن ہے، بڑا حبس ہے مرے مولا ﷺ
ذرا سی لطف کی بوچھار ابر و باد کے ساتھ

ہمارے خواب ہیں رنگین تیری گلیوں سے
تو کیوں ادائے تغافل ہے نامراد کے ساتھ

یہ اور بات ہے، اُمید بر نہ آئے کوئی
ہے ربط اپنا مگر دامنِ مراد کے ساتھ

گُل بخشالوی، حاجی۔ (مرتب) بزمِ رسالت۔ ص ۱۱۲

سیما شکیب

کراچی سے تعلق ہے۔

نہ تھا کچھ بھی یہاں ہوتے ہوئے بھی
جہاں کب تھا، جہاں ہوتے ہوئے بھی

خدا نے ایک اُمّی پر کیا تھا
عیاں سب کچھ، نہاں ہوتے ہوئے بھی

شبِ معراج تھم کر رہ گئی تھی
ہر اک ساعت رواں ہوتے ہوئے بھی

وہ فرشِ خاک پر آرام فرما
شہِ کون و مکاں ﷺ ہوتے ہوئے بھی

خرد نے معجزے مانگے ہزاروں
ثبوت ضوفشاں ہوتے ہوئے بھی

سفرِ ہجرت کا تھا رحمت خدا کی
ہجومِ دشمناں ہوتے ہوئے بھی

ثنا کا حق ادا کب ہو سکا ہے
زباں، زورِ بیاں ہوتے ہوئے بھی

صبیح رحمانی (مرتب)۔ ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۰۸

شاداں سیّد

سید شہید حسن زیدی بدایونی مصنف "تذکرۂ شعرائے بدایوں" کی صاحبزادی ہیں۔ ۷ نومبر ۱۹۵۸ کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ سینٹ لارنس سے میٹرک، پریمئر کامرس کالج سے انٹر اور کراچی یونیورسٹی سے بی کام کیا۔ آج کل برائٹ فیوچر سکول، گلشن اقبال کراچی میں پڑھاتی ہیں۔ ۱۹۷۵ میں والد کے ہمراہ عمرہ کیا۔ ۱۹۸۵ میں والد کی ہمراہی میں حج کی سعادت پائی۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

جو مدینہ سے دور گزرے ہیں
کس قدر جاں گداز لمحے ہیں

نعت منصب نہیں ہے میرا، مگر
ان ﷺ کی خوشبو سے لفظ مہکے ہیں

میری منزل وہ آستاں ہے جہاں
اشکِ غم موتیوں میں ڈھلتے ہیں

میری آنکھوں نے میرے چہرے پر
آنسوؤں سے سلام لکھے ہیں

شہید حسن زیدی، سید۔ تذکرہ شعرائے بدایوں۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۴۵۸، ۴۵۹

***

شاذؔ، شاذیہ اظہر

اس کا سنگِ در چومیں رفعتیں دو عالم کی
سب حدیں بلندی کی جس نے توڑ دیں آ کر
افضل البشر بھی وہ، آخری نبی ﷺ بھی وہ
جس کا ذکر ہر لب پر، جس کی روشنی گھر گھر

کم سواد و بے وقعت کس طرح کرے مدحت
شاہِ علم و عرفاں کی، سرورِ دو عالم ﷺ کی
کس طرح سے پہنچے آفتاب تک آخر
فکرِ خام کیا سمجھے شان اس معظم ﷺ کی

مل گئی نبوت بھی جس کو ایسی ساعت میں
جب ابوالبشر آدم، آب و گِل کا پتلا تھا
حیرتوں کے دریا میں ڈوبتی چلی جاؤں
شاذؔ جب کبھی سوچوں، کیا مقامِ آقا ﷺ تھا

عزیزؔ صابری (مرتب) جواہر النعت۔ بزم یوسفی، کراچی۔ ۱۹۸۱۔ ص ۱۵۷

شاہدہ حسن

کراچی میں رہتی ہیں۔

خوشبوئے خاکِ مدینہ مری پوشاک میں ہے
اب مرا فیصلہ دستِ شہِ لولاک ﷺ میں ہے

تا ابد ان کے تصرّف میں ہیں یہ کون و مکاں
فرش سے عرش تلک ان کی ہی املاک میں ہے

سب اسی ایک اشارے کی کرشمہ سازی
سیلِ صد رنگ جو پیدا خس و خاشاک میں ہے

حُسنِ اظہار کی معراج ہیں یہ نقشِ قدم
آسمانوں میں نہیں اب جو کشش، خاک میں ہے

چوم اٹھی ہے جو نظر اس درِ اقدس کا جمال
روشنی بن کے کہیں وسعتِ افلاک میں ہے

دربدر ہو کے رہی دوریٔ طیبہ سے یہ جاں
واں حضوری کی دعا دیدۂ نمناک میں ہے

صبیح رحمانی (مرتب) ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۲۱

***

شاہدہ ناز

جاں فزا ہے فضا مدینے کی
زندگی ہے وہاں قرینے کی

مشک و عنبر سے ہے کہیں بہتر
بوند اک آپ ﷺ کے پسینے کی

ایک اُمّی لقب کی مُٹھی میں
ہے کلید، علم کے خزینے کی

ان کی رحمت نے اس کو بخش دیا
دشمنی بھی اگر کسی نے کی

دونوں عالم سنور گئے اس کے
جس کسی پر نظر نبی ﷺ نے کی

ناصر زیدی (مرتب) - ۱۰۱ منتخب نعتیں (نعتِ مصطفیٰ ﷺ)۔ ص ۱۰۹

شاعرہ وحید

خواجہ میر دردؔ، شاعرہ وحید کے پردادا تھے۔ میر اثرؔ، سوزؔ، فراقؔ اور عندلیبؔ انھی کے خاندان سے ہیں۔ خواجہ میر دردؔ کے صاحبزادے میر المؔ فارسی اور عربی کے اچھے شاعر تھے۔ شاعرہ خواجہ میر دردؔ کے چھوٹے صاحبزادے ناصر وحید کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ نواب سائلؔ دہلوی اور جلیلؔ دہلوی بھی ان کے ددھیال سے تعلق رکھتے ہیں۔ جمیل الدین عالیؔ، شاعرہ کے سگے بھانجے ہیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

مری جان و ایماں تمھی ہو، تمھی ہو
مرے دل کا ارماں تمھی ہو، تمھی ہو

معطر ہے تم سے فضائے دو عالم
بہارِ گلستاں تمھی ہو، تمھی ہو

وہ جس نے بشر کو خدا سے ملایا
وہ تارِ رگِ جاں تمھی ہو، تمھی ہو

کیا ہے عطا جس نے نورِ بصیرت
وہ عنوانِ عرفاں تمھی ہو، تمھی ہو

وہ جس نے اندھیروں کے دل چیر ڈالے
وہ خورشیدِ ایماں تمھی ہو، تمھی ہو

دو عالم کے رہبر، سراپائے رحمت
متاعِ دل و جاں تمھی ہو، تمھی ہو

خلائق، ملائک، محاسن، معارف
ہیں جس کے ثنا خواں، تمھی ہو، تمھی ہو

ادھر بھی نگاہِ کرم میرے آقا ﷺ!
کہ ہر دکھ کا درماں تمھی ہو، تمھی ہو

حریمِ دل و جاں میں گر شاعرہ کے
کوئی ہے جو پنہاں تمھی ہو، تمھی ہو (۱)

شاعرہ وحید کا مجموعۂ کلام "شکستِ ساز سے پہلے" لاہور سے ۱۹۶۳ میں چھپا۔ اس میں اس نعت کے علاوہ ایک حمد بھی ہے جس کے دو شعر یہ ہیں:

خالقِ کون و مکاں، اے مصدرِ نور و ظہور
روحِ دوراں سرنگوں ہے تیرے جلووں کے حضور

تیرے ہی فیضانِ رحمت سے ہیں روشن شش جہات
تیرے تعلق کن سے ہے آفاق میں سوز و سرور (۲)

---

(۱) شاعرہ وحید۔ شکستِ ساز سے پہلے۔ ص ۸، ۹، ۱۰
(۲) شکستِ ساز سے پہلے۔ ص ۷

شاہین حنیف رائے

۱۹۳۶ میں انبالہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ڈاکٹر سیّد بشیر فوج میں میجر تھے۔ کنیرڈ کالج لاہور سے ۱۹۵۵ میں گریجوایشن کی۔ ۱۹۵۷ میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے فلسفہ کیا۔ اسی برس محمد حنیف رائے (حال سپیکر' پنجاب اسمبلی) سے شادی ہوئی۔ دو بچے ابراہیم اور مریم ہیں۔ مجموعۂ کلام "دستِ دعا" ۱۹۸۸ میں چھپی جس کا انتساب یوں ہے۔ "روشنی کے امین ﷺ کی نذر"۔ ان کی آزاد نظم "روشنی کے امین" کا اقتباس ملاحظہ کریں:

میری آنکھوں نے دیکھا
مرے راہبر' روشنی کے امیں کے ایک ہاتھ میں چاند تھا
دوسرے میں تھا سورج
وہی چاند سورج جو کچھ دیر پہلے
قہرو غضب کی علامت بنے تھے
اس کے ہاتھوں میں اب
رسد عائے ہوئے دو پرندوں کی مانند
سر جھکائے ہوئے تھے
اس کے صبرو سکوں کی اتھاہ وسعتوں میں شرابور تھے
نرم پھولوں کی مانند اس کی چمکتی ہوئی ہتھیلیوں پہ دھرے تھے
وہ پیچھے مڑا
ہاتھ اس نے بڑھایا
میری جانب اشارہ کیا
میرا دل شق ہو گیا
اندھیرے کی گٹھڑی کی جیسے گرہ کھل گئی
روشنی کے امیں کی انگشت شہادت کے واحد اشارے سے

مری جان تن کے پنجرے میں شعلے کی مانند بھڑکی
میرے محسن نے مجھ کو
مرے رب کے ہاتھوں میں سونپا
ابدی پناہ کی پناہ میں دیا
اس ایک لمحے میں دل میرا پھیلا' سمٹا اور پھڑپھڑایا
اس نے ساری حدیں توڑ کر بیکراں ہونا چاہا
دیکھ مرے دل!
میرے سینے میں رہ
مری جاں! سنبھل جا
مری روح! ٹھہر
تن کا پنجرہ نہ چھوڑ
وہ اونچی پہاڑی کی چوٹی پہ مینارہ نور
روشنی کا امیں
ہے میرا سہارا

شاہین حنیف رائے۔ دستِ دعا۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول۔ ستمبر ۱۹۸۸۔ ص ۱۵۷۔۱۵۹

شاہینؔ زبیری، حمیدہ

کوٹ فرید، سرگودھا میں رہتی ہیں (۱)۔ اخلاق عاطفؔ نے سرگودھا کے شعرا و شاعرات کی نعتوں کا جو انتخاب "جانِ رحمت" کے نام سے مرتب کیا، اس میں ان کے معاونین میں حمیدہ شاہینؔ زبیری کا نام بھی شامل ہے۔ کتاب کے آغاز میں "سخن ہائے گفتنی" کے عنوان سے اخلاق عاطفؔ نے جو تحریر ربیع الاول ۱۴۰۶ھ میں لکھی، اس میں ہے "یہاں میں اپنے معاونین حافظ رب نواز حجازی، مس حمیدہ شاہین زبیری اور سلطان محمود کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ ان کی ہمہ وقت معاونت مجھے حاصل رہی"۔ (۲)

احمدِ مرسلیں ﷺ، تاجِ حق کے نگیں، میری روحِ یقیں کو جلا دیجیے
رونقِ آسماں اور حُسنِ زمیں، میرے دل کا جہاں جگمگا دیجیے

میں گنہگار ہوں، ہاں خطاکار ہوں، آپ ﷺ کی رحمتوں کا طلبگار ہوں
ہاتھ خالی ہوں میں، اک سوالی ہوں میں، اک سیہ کار کو آسرا دیجیے

کتنی اونچی زمانے میں قسمت ملی، آپ ﷺ کے نام سے مجھ کو نسبت ملی
پھر بھی ہوں ناخلف، ہو نظر اس طرف، میرے اندر کا انساں جگا دیجیے

میری گفتار منظور کر لیجیے، میرے افکار کی جھولی بھر دیجیے
آپ ﷺ کی بارگہ میں جو مقبول ہو، میرے ہونٹوں کو وہ التجا دیجیے

ہادیٔ انس و جاں رحمتِ دو جہاں ﷺ آج چاروں طرف خوف کا ہے سماں
دیکھیے، تار ہونے لگے بادباں، اب تو کوئی موافق ہوا دیجیے

تیز رو وقت ہے، دور یہ سخت ہے، حوصلہ پوری اُمّت کا صد لخت ہے
میرے آقا ﷺ ہمیں ہمتیں دیجیے، اور ان ہمتوں کو بقا دیجیے
(۳)

اخلاق عاطفؔ نے "جانِ رحمت" سے پہلے سرگودھا کے شعرا و شاعرات کا مختصر انتخاب نعت "گُلِ عقیدت" مرتب کیا تھا، اس میں بھی حمیدہ شاہین کی ایک نعت شامل ہے لیکن اس میں عالَم، اعظَم کے ساتھ "ناظِم" قافیہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس نعت کے دو اشعار دیکھیے:

اک عنایت کی نظر کر دیجیے، بس اک نظر!
یا رسولَ اللہ ﷺ! میرے دل کا عالم دیکھ کر
اب تو امت پر کرم یا رحمتً للعالمیں ﷺ!
لب پہ آتی ہے دعا یہ شکلِ عالم دیکھ کر (۴)

---

(۱) گُلِ بخشالوی، حاجی (مرتب) بزمِ رسالت۔ ص ۷۹
(۲) اخلاق عاطف (مرتب) جانِ رحمت۔ مجلس خدام اسلام، سرگودھا۔ ص ۱۴
(۳) جانِ رحمت۔ ص ۱۰۳ / بزمِ رسالت۔ ص ۷۹
(۴) اخلاق عاطف (مرتب) گُلِ عقیدت۔ مطبوعہ سرگودھا۔ ص ۴۸

شاہین وارثی، آنسہ

نعت لکھتی ہوں رسولِ پاک ﷺ کی
سرورِ دیں، صاحبِ لولاک ﷺ کی

بات سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہو جب
کاٹ دیجے ڈوریاں ادراک کی

جب سے ہوں میں زیرِ دامانِ حضور ﷺ
تھم گئی ہیں گردشیں افلاک کی

آپ ﷺ کا نقشِ کفِ پا مل گیا
کیا ضرورت قیمتی پوشاک کی

اب مدینے میں طلب فرمایئے
لاج رکھ لیجے دلِ غم ناک کی

آپ ﷺ کا احسان ہے کہ آپ نے
سرزمینِ دل مجنوں سے پاک کی

فخر ہے سرکار ﷺ کی شاہین ہوں
اک ثنا خواں ہوں شہِ لولاک ﷺ کی

شاہین وارثی (مرتب) نورِ مصطفیٰ ﷺ۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۰ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۹۰ "وارثیوں کی نعت"۔ ص ۵۸

شبنم شکیل

مشہور شاعر، نامور محقق اور معروف استاد سید عابد علی عابد کی بیٹی۔ احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں۔ "سید عابد علی عابد کی غزل میں حافظ و سعدی کا جو آہنگ اردو میں ڈھل کر عجیب لطافت و نفاست پیدا کرتا رہا، اس نے ان کی صاحبزادی شبنم شکیل کے ہاں نسوانی لہجے میں اظہار پایا ہے"۔ ان کے مجموعۂ کلام "شب زاد" میں یہ نعت ملتی ہے۔

تیرے سوا کسی میں بڑائی نہیں کوئی
تجھ سے بڑی جہاں میں اکائی نہیں کوئی

تیرے خیال سے ہے منور تمام ذہن
قندیل ہم نے اور جلائی نہیں کوئی

قرطاسِ دل پہ تیرے خدوخال کے سوا
تصویر ہم نے اور بنائی نہیں کوئی

غافل نہیں ہوا کبھی دل تیری یاد سے
نیکی جہاں میں اور کمائی نہیں کوئی

تجھ سے ہمیں ثبوتِ وجودِ خدا ملا
اس سے بڑی دلیل تو آئی نہیں کوئی

تیرے سوا کسی نے نہ دشمن کو دی دعا
ایسی مثال ہم نے تو پائی نہیں کوئی

کچھ خیر کی رمق ہے تو تیرے ہی دم سے ہے
ورنہ کسی کو یاد بھلائی نہیں کوئی (۱)

اقبال ساجد کا مجموعۂ کلام "اثاثہ" جنگ پبلشرز، لاہور نے شائع کیا۔ اس میں ایک غزل ایسی بھی ہے جس کا "مقطع نما" یہ ہے:

خوف دنیا اس لیے دل میں نہیں شبنم شکیل
اے خدا ہر ایک لمحہ تو بھی اپنے پاس ہے (۲)

---

(۱) شبنم شکیل۔ شب زاد۔ ماورا پبلشرز، لاہور۔ جون ۱۹۸۷۔ ص ۱۳، ۱۴

(۲) اقبال ساجد۔ اثاثہ۔ جنگ پبلشرز، لاہور۔ اشاعتِ اول۔ اکتوبر ۱۹۹۰۔ ص ۳۸

شبنم، سعیدہ

غلام نبی کالونی، سمن آباد، لاہور میں رہتی ہیں۔

مجھے نصیب ہو آنا اگر مدینے میں
حضور ﷺ! لے کے پھروں چشمِ تر مدینے میں

خدا کرے، یہ سعادت ملے کہ میں بھی کہوں
بسر ہوئے مرے شام و سحر مدینے میں

مجھے ہے شوق کہ آؤں، لٹاؤں سجدہ، جہاں
فلک، زمین جھکاتے ہیں سر مدینے میں

کرم کرو مرے آقا ﷺ کہ دیکھنے کو ملے
بشر مدینے میں، شاہِ بشر مدینے میں

رواں ہوں اس لئے سوئے مدینہ، چارہ گرو!
مجھے ملے گا مرا چارہ گر مدینے میں

ہیں میرے دل میں مدینے کے روز و شب شبنمؔ
میں اس جگہ ہوں تو آنکھیں اُدھر مدینے میں

گل بخشالوی، حاجی (مرتب) بزمِ رسالت۔ مطبوعہ کھاریاں۔ ص ۱۲۴

****

شبینہ شیریں

منور قادری کے مرتبہ انتخاب میں ان کی دو نعتیں ملتی ہیں۔ نام کے دونوں حصے تخلص کے طور پر استعمال ہوئے ہیں:

خدا کے، خدائی کے پیارے محمد ﷺ
دو عالم کی آنکھوں کے تارے محمد ﷺ

تمہاری عنایت ہو ہم پر بھی آقا ﷺ!
کہ ہم جو بھی ہیں، ہیں تمہارے محمد ﷺ

ہوا اس پہ رحمت کا سایہ شبینہؔ
جو مشکل میں دل سے پکارے "محمد" ﷺ

وہ سامنے ہے روضۂ ذی شانِ مصطفیٰ ﷺ
اے دستِ شوق! تھام لے دامانِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ رے تجلیٔ ایوانِ مصطفیٰ ﷺ
دل ہے فدا تو جان ہے قربانِ مصطفیٰ ﷺ

جس کو بھی مانگنا ہے، وہ مانگے ادب کے ساتھ
دونوں جہاں میں عام ہے فیضانِ مصطفیٰ ﷺ

غفلت شعار! گوش بر آواز ہو کے سن
حکمِ خدائے پاک ہے فرمانِ مصطفیٰ ﷺ

تجھ کو اگر جہاں میں سکوں کی تلاش ہے
سُن گوشِ دل سے نغمۂ عرفانِ مصطفیٰ ﷺ

مجھ کو جہاں میں اپنے مقدر پہ ناز ہے
شیریںؔ! ہوں میں غلامِ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ

منور قادری (مرتب)۔ شانِ رسالت مآب ﷺ اللہ اللہ۔ ص ۸۳، ۵۰

شرمؔ، شمس النسا بیگم

حکیم فصیح الدین رنجؔ اور عبدالباری آسیؔ نے اپنے تذکروں میں لکھا ہے کہ شمس النسا حکیم قمر الدین کی صاحبزادی تھیں۔ حکیم قمر الدین وزیرؔ لکھنوی کے شاگرد تھے۔ شمس النسا بنارس میں پیدا ہوئیں، بعد میں لکھنؤ میں سکونت اختیار کرلی۔ شاعری کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں۔ (۱)

بہارستانِ ناز میں ہے "صاحبِ عصمت و حیا، نہایت عقیل۔ ذہن ذکا ہے۔ عروض و قوافی میں استعداد معقول ہے۔ فنِ شاعری جیسا چاہئے، حصول ہے" (۲)۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری لکھتے ہیں کہ "عروسِ مضمون" کے نام سے ان کا دیوان ۱۸۹۰ میں مطبع نامی لکھنؤ سے چھپ چکا ہے۔ قمر النسا بیگم حجابؔ کے قلم سے اس پر تقریظ ہے لیکن حالات کا اس سے علم نہیں ہوتا۔ حجابؔ نے ان کی نعت گوئی کی بھی تعریف کی ہے (۳)۔

ابو سلمان شاہجہانپوری نے یہ تین اشعار بطورِ نمونہ دیے ہیں۔

یہ آرزو ہے مجھے اے مہِ سپہرِ عرب (۴)
کروں مدینے میں جا کر طواف تربت کا

ہے تجھ سے عشق، محبت ترے وصی سے ہے
یہی وسیلہ ہے روزِ جزا شفاعت کا

کبھی نہ صرف محبت میں آئے گا اے شرمؔ
کھُدا ہے دل کے نگینے پہ نام حضرت ﷺ کا (۵)

اس نعت کا ایک اور شعر آفتابِ حرم مؤلفہ بدرؔ امروہوی میں ملتا ہے:

تو اپنی بندہ نوازی سے بخش دے گا ہمیں
وگرنہ ہم نے کیا کون کام جنت کا (۶)

---

(۱) عبدالباری آسیؔ۔ تذکرۃ الخواتین۔ مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ۔ ۱۹۲۷ / فصیح الدین رنجؔ، حکیم۔ بہارستانِ ناز۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۶۵۔ ص ۱۵۵

(۲) بہارستانِ ناز۔ ص ۱۵۵

(۳) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۳

(۴) ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کے تذکرے میں اس مصرع میں "اے مہ سپہرِ عرب ﷺ" کی جگہ "اے مہ سپہرِ عرب" لکھا گیا ہے اور خالد علیم نے اسے اسی طرح نقل کر دیا ہے۔

(۵) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۸۵

(۶) طفیل احمد بدرؔ۔ آفتابِ حرم۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ۱۹۳۹۔ ص ۴۳

شعری، شفیق فاطمہ

ان کے مجموعۂ کلام "گلہ صفورہ" میں ایک آزاد نعتیہ نظم "رسالت" شامل ہے:

ہوائے بیاباں کی سرگوشیاں دھیمی دھیمی
کہ دیکھو سحر ہے قریب
ہزاروں الم ہائے جاں کاہ کا خوں بہا
اس کے آہنگ میں، رنگ میں
اس کی شبنم سے بیدار ہر پھول بن کا نصیب
سحر ہے قریب
مگر میں نے دیکھا سحر کو بہت دور
اپنی ابد گیر لذت میں گم
گل و برگ و اشجار سے ماورا
زمانوں کی رفتار
تاروں کے انوار سے ماورا
بہت دور پورب سے لیکن
ہوائے بیاباں کی سرگوشیوں کے قریب
ہزاروں الم ہائے جاں کاہ کا خوں بہا
اس کے آہنگ میں، رنگ میں
اس کے لہجے کی دلداریاں ہیں عجیب
سحر ہے قریب (۱)

"اُنگہ" کے ایم اے کے مقالے (پنجاب یونیورسٹی) "اردو شاعری میں نعت گوئی (شہیدی سے پہلے اور خصوصاً بعد میں)" میں ان کے دو اشعار نقل ہوئے ہیں:

غم کی ماری اندھیری دنیا پہ
مہرِ پیغمبری ﷺ طلوع ہوا
عہدِ ظلمت کی سانس ٹوٹی اور
اک نیا عہد یوں شروع ہوا

---

(۱) شفیق فاطمہ شعری۔ گلہ صفورہ۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ ۱۹۹۰ء۔ ص ۱۱ (۲) ص ۲۷۷

شفقت سلطانہ

اللہ! کرم تیرا، مجھے لکھنا سکھایا
خوش بختی کہ پھر اسم "محمد ﷺ" ہی لکھایا

بگڑے ہوئے حالات سنوارے ہیں نبی ﷺ نے
ویرانیٔ صحرا کو ہے گلزار بنایا

جس نور کی خاطر کیا انسان کو پیدا
اس نور سے انسان کو رستہ بھی دکھایا

اللہ کو تھی آپ ﷺ سے اس درجہ محبت
معراج کی شب آپ ﷺ کو پاس اپنے بلایا

جب بھی کسی مشکل نے ہمیں آن کے گھیرا
ہونٹوں پہ فقط نام "محمد ﷺ" ہی کا آیا

شفقت سے مرے پاک نبی ﷺ پاس بُلا لیں
ہے دُکھ کی کڑی دھوپ، کریں رحم کا سایہ

شام و سحر۔ نعت نمبر (نقشِ ثانی) جنوری فروری ۱۹۸۴ / ہلال (ہفت روزہ) راولپنڈی۔ اشاعت خصوصی عید میلاد النبی الاکرم ﷺ۔ گیارہ نومبر تا یکم دسمبر ۱۹۸۷ء۔ ص ۱۸۰

شفیق، کبیر النسا

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "قاموس الکتب" اردو، جلد اول کے حوالے سے شفیق کے بارے میں یہ معلومات فراہم کی ہیں:

"کبیر النسا نام اور شفیق تخلص ہے۔ غالباً کانپور کی رہنے والی ہیں۔ ان کی ایک میلاد کی کتاب "باغ سرور کائنات" (ﷺ) کے نام سے ۱۹۵۴ء میں محمد سمیع بک سیلر، طاق محل، کانپور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ان کا نعتیہ کلام بھی شامل ہے"۔

ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۵

شفیقا "بدایونی"

بدایوں کی رہنے والی تھیں۔ حج کی سعادت سے مشرف تھیں۔ بھائی کا نام کریم اللہ تھا۔ جو محلہ چوکی پولیس سوتھ، بدایوں کے رہنے والے تھے (۱) پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے قلمی نسخے "تذکرۂ شعرائے بدایوں" کے حوالے سے ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ "۱۲ ربیع الاول کو ان کے یہاں میلاد شریف ہمیشہ بڑے اہتمام سے ہوتا تھا۔ انھوں نے ایک میلاد شریف "مولود کی خوشی یعنی زنانہ مولود" لکھا۔ اس میں ان کا منظوم کلام بھی شامل ہے۔ یہ میلاد ۱۳۳۶ھ میں امیر الاقبال پریس، بدایوں سے چھپا"۔ (۲)

نمونۂ کلام یہ ہے:

پڑھوں میں نام لے لے کر تمہارا یا رسول اللہ ﷺ
تمہارا نام ہے اس دل کو پیارا یا رسول اللہ ﷺ

اندھیری گور میں احباب مجھ کو چھوڑ آئیں گے
مدد کرنا وہاں پر تم خدارا یا رسول اللہ ﷺ

جو پوچھیں گے اگر مجھ سے نکیرین آن کر کچھ بھی
سُنا دوں گی انھیں کلمہ تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

بلا لو پھر "شفیقا" کو اگر حضرت ﷺ مدینے میں
کرم ہو آپ کا اس پر دوبارہ یا رسول اللہ ﷺ

عمر ہو اپنی مدینہ میں بسر ہو جاتی
صاف تو یہ ہے کہ جنت میں گزر ہو جاتی

پھر بُلاتے مجھے روضہ پہ رسولِ اکرم ﷺ
میری بے تابی دل کو جو خبر ہو جاتی

ایک مدت سے ہوں مشتاقِ جمالِ انور
حال پر میرے عنایت کی نظر ہو جاتی

ان کے روضہ کے قریں جا کے "شفیقہ" رہتی
چین سے عمر دو روزہ یہ بسر ہو جاتی (۳)

"اوج" کے نعت نمبر (جلد دوم) میں ان کا یہ مقطع نقل کیا گیا ہے (۴)۔

یہ ادنیٰ سا اک معجزہ تھا نبی ﷺ کا
کہ بیمار پائے شفا کیسے کیسے
خزانے سے کچھ تو "شفیقہ" کو دیجے
کیے ہیں گدا اغنیا کیسے کیسے (۵)

---

(۱) شہید حسین زیدی بدایونی' سید۔ تذکرہ شعرائے بدایوں۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۴۷۶
(۲) ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۷ / تذکرہ شعرائے بدایوں۔ ص ۴۷۶
(۳) تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۸ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۹۔ ص ۱۹۵' ۱۹۶ (یا رسولؐ اللہ ﷺ ردیف کی نعت ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "یا رسول اللہ ﷺ" نومبر ۱۹۹۳ میں چھپی۔ ص ۱۰۸)
(۴) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۱۱۵ (مضمون "صاحب دیوان شاعرات کی نعت گوئی" از نور احمد میرٹھی)۔ اگرچہ یہ بات کسی طرح ثابت نہیں ہوتی کہ یہ خاتون صاحب دیوان تھیں۔
(۵) تذکرہ شعرائے بدایوں۔ ص ۴۷۶

شکنتلا دیوی اکبر آبادی

نور احمد میرٹھی نے اپنی مرتبہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کے یہ تین اشعار نقل کیے ہیں:

نظر بن کے آنکھوں میں آئے محمد ﷺ
سکوں بن کے دل میں سمائے محمد ﷺ
تماشا تو دیکھو جہنم کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
قیامت میں شانِ شفاعت تو دیکھو
کہ پکڑے خدا اور چھڑائے محمد ﷺ (۲)

---

(۱) "نوادر اقبال" میں ہے۔ "غالباً" ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ' سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا۔ علامہ اقبال اس جلسے کے صدر تھے۔ جلسے میں کسی خوش الحان نعت خوان نے مولانا احمد رضا صاحب (بریلوی) کی ایک نظم شروع کر دی جس کا ایک مصرع یہ تھا:

رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

نظم کے بعد علامہ اقبال اپنی صدارتی تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارتجالاً" ذیل کے دو شعر ارشاد فرمائے:

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(نوادر اقبال۔ سرسید بک ڈپو' علی گڑھ۔ ص ۲۵ / راجا رشید محمود۔ اقبال و احمد رضا: مدحت گران پیغمبر ﷺ۔ ندیم پبلشرز' لاہور۔ اشاعت سوم۔ نومبر ۱۹۸۷۔ ص ۳۳)

اگر شکنتلا دیوی اکبر آبادی کے نام سے یہ شعر نقل کرتے ہوئے نور احمد میرٹھی لکھتے کہ انھوں نے یہ اشعار کہاں سے لیے ہیں تو کسی نتیجے پر پہنچنے میں آسانی ہوتی۔ بہرحال' یہ تو طے ہے کہ علامہ اقبال نے کسی اور کا شعر نہیں لیا ہو گا' یعنی دیوی نے علامہ اقبال سے اس انداز میں بھی استفادہ کر لیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔ (۲) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ادارہ فکر نو' کراچی۔ ص ۱۳۵

شکیلہ اختر

ان کا نعتیہ کلام ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی کے بعض شماروں میں ملا ہے۔ ان کے نام کے ساتھ "دلچسپی مدعو بنی بہار" کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ کلام میں محاسن شعری کی کمی ہے۔

دل کی راحت آپ ﷺ کی یادوں میں پاتے جائیں گے
جس گھڑی بھی نعتِ احمد ﷺ گنگناتے جائیں گے

غم نہیں ہے، کاٹ دو گردن مری شمشیر سے
"دم میں جب تک دم ہے، ذکر اُن کا سُناتے جائیں گے"

میرے محسن ﷺ! تیرے صدقے زندگی ہم کو ملی
ہم خواتیں حشر تک یہ گیت گاتے جائیں گے (۱)

مجرم ہوں بہت میں بھی، محشر کی مصیبت میں
سرکار ﷺ مرے، مجھ پر خود آ کے کرم کرنا

اس در پہ شکیلہ بھی آنچل کو ہے پھیلائے
ہے کام تمہارا ہی سرکار ﷺ عطا کرنا (۲)

ربِ سلّم علیٰ سب پڑھا کیجئے
اپنے آنچل میں رحمت بھرا کیجئے

ہے اگر آپ کو جستجوئے خدا
پہلے حاصل نبی ﷺ کی رضا کیجئے

اپنے روضہ پہ آقا ﷺ بُلا لیں مجھے
سب شکیلہ کے حق میں دُعا کیجئے (۳)

---

(۱) اعلیٰ حضرت (ماہنامہ) بریلی۔ مارچ ۱۹۸۸ء۔ ص ۱۱
(۲) اعلیٰ حضرت (ماہنامہ) بریلی۔ اپریل مئی ۱۹۹۱ء۔ ص ۷۳
(۳) اعلیٰ حضرت (ماہنامہ) بریلی۔ اگست ۱۹۹۲ء۔ ص ۳۵

شگفتہ اسعدی

مشہور نعت گو شاعر حنیف اسعدی (کراچی) کی صاحبزادی ہیں۔

اہلِ عجم کے، اہلِ عرب کے
رحمتِ عالم ﷺ! آپ ہیں سب کے

آپ کو پیاری ساری دنیا
آپ چہیتے اپنے رب کے

آپ کی سیرت ہی نے سکھائے
طَور طریقے ہم کو ادب کے

رومی، شامی، قیصر، کسریٰ
سب ہی رہے ہیں آپ ﷺ سے دب کے

آپ نے آ کر ختم کیے ہیں
سارے فتنے نام و نسب کے

وَرد اسعدی (مرتب) ثنائے خواجہ کونین ﷺ۔ مطبوعہ حیدر آباد سندھ۔ ص ۱۰۳

++++

شمعؔ، خورشید بانو

ذکر جب بھی کیا ہے تمہارا
مل گیا غم زدوں کو سہارا

روشنی ذاتِ اقدس ﷺ سے پائی
راہ بھولا جو قسمت کا مارا

نامِ احمد ﷺ کے قربان جاؤں
مل گیا ڈوبتے کو کنارا

رحمتِ عالمیں ﷺ شرم رکھنا
میں نے تھاما ہے دامن تمہارا

دستِ رحمت نے کی دستگیری
شمعؔ گریاں نے جب بھی پکارا

عزیز صابری (مرتب)۔ جواہر النعت۔ بزمِ یوسفی، کراچی۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۱۹۰

شمعؔ، رضیہ

ان کی ایک نظم سامنے ہے جس میں عازمِ مدینہ سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کر دے۔ آخری بند میں انہوں نے اپنا تخلص استعمال کیا ہے جس سے ان کا ذوقِ شعر واضح ہو جاتا ہے۔ "کہنا شمعؔ بچاری"۔

اس شوق اس لگن میں اے عازمِ مدینہ
شاہنشہِ جہاں ﷺ سے اتنا پیام کہنا
میرا سلام کہنا

کہنا کہ پھول سارے مرجھا گئے چمن کے
سب ہو چکے ہیں رخصت انداز بانکپن کے
گلشن کے باغباں سے اپنا پیام کہنا
میرا سلام کہنا

یہ آرزو ہے میری سن غور سے یہ باتیں
روضے پہ میں پہنچ کر لکھوں ہزار نعتیں
امت کے مہرباں سے اتنا پیام کہنا
میرا سلام کہنا

کہنا شمعؔ بچاری جس کی ہے آنکھ پُر نم
در پہ اسے بلا لیں دوری کا ہے اسے غم
محبوبِ عاصیاں ﷺ سے میرا سلام کہنا
میرا سلام کہنا

سعادت (روزنامہ) لاہور۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۲

شمع صدیقی

ڈاکٹر نسیم احمد صدیقی کی بیٹی۔ اسلم غزالی کی بیوی۔ دبستانِ خواتین کراچی کی سربراہ۔ خواجہ رضی حیدر لکھتے ہیں "شمع صدیقی کی غزلوں میں فکری توازن کم ہے لیکن بات کہنے کا ایک ڈھنگ موجود ہے۔ اس کے یہاں عورت کی مخصوص تخلیقی اور جمالیاتی اُمنگ موجود ہے۔ وہ باطنی لہر کی شاعرہ ہے"۔ احمد ہمدانی نے لکھا، ان کے لہجے میں ان کی نسائیت اور مشرقیت کا اندازہ بڑے مؤثر اور دلنشین طور پر ہوتا ہے۔ تابش دہلوی نے کہا "انہوں نے زندگی کی بہار آفرینی سے اپنا دامن بھرنا شروع کیا اور یہ کام بڑے سلیقہ سے آغاز ہوا ہے"۔

ان کے مجموعۂ کلام "من شمع جاں گدازم" میں یہ ایک نعت شامل ہے۔

ایسا کر جاؤں عمل جو مجھے کامل کر دے
یادِ احمد ﷺ میں ہر اک چیز سے غافل کر دے

کیجیے ایک نظر مجھ پہ وہ سرکارِ جہاں ﷺ
جو مرا قلب و سخن نعت کے قابل کر دے

کہہ سکوں مدحِ رسالت میں اگر حرف کوئی
مجھ کو شاید صفِ عشاق میں شامل کر دے

آپ ﷺ کی نذر کرے مجھ سی گنہگار تو کیا
پردۂ اشک ہی اے دل ذرا حائل کر دے

میری نیّا کا ہے پتوار صبا کے ہاتھوں
کاش وہ شہرِ مدینہ مرا ساحل کر دے

شمع صدیقی۔ من شمع جاں گدازم۔ قافلۂ ادب، کراچی۔ بار اول۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۲۳، ۲۴

شمیم جالندھری

شمیم اختر نام، شمیم تخلص۔ ش "ا" شمیم کے نام سے مشہور ہیں۔ جالندھر میں پیدا ہوئیں، لاہور میں نشوونما ہوئی (۱)۔ خالد علیم نے لکھا ہے کہ سن پیدائش تو خود ان کو بھی یاد نہیں۔ ۱۹۲۲ میں تحریکِ خلافت کے سلسلے میں وہ اپنے بھائی کے ہمراہ بی اماں کی تقریر سننے گئیں تو ان کے بیان کے مطابق ان کی عمر بمشکل دس یا گیارہ سال کی ہو گی (۲)۔ خالد علیم نے ان کی مختصر کتاب "سوزِ پیہم" کا ذکر کیا ہے لیکن شاید دیکھی نہیں کیونکہ اس کے دیباچے میں نور جہاں بیگم شاہی لکھتی ہیں۔ "شمیم یکم جنوری ۱۹۱۲ کو جالندھر میں پیدا ہوئیں۔ ۱۳ سال کی عمر میں پہلی نظم ماہنامہ "نور جہاں" امرتسر میں چھپی۔ ۱۹۳۶ میں رسالہ "الزہرا" کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۳۷ میں منشی فاضل کیا"۔ (۳)

شفیق بریلوی مؤلف "تذکرۂ شاعراتِ پاکستان" لکھتے ہیں۔ "مذہبی ماحول میں پرورش پائی، لہٰذا شاعری کا ذوق پیدا ہوا تھا تو حمد و نعت ہی لکھی۔ حفیظ جالندھری کے شاہنامہ سے بہت زیادہ متاثر ہیں"۔ (۴)

انہوں نے اپنے ذاتی مشاہدات اور سیاسی سرگرمیوں پر ایک روداد مرتب کی جو "تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار" کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کو "استقلال ایوارڈ" دیا گیا۔ اس سلسلے میں ان کی دوسری کتاب "سقوطِ آزادی سے حصولِ آزادی تک" ہے۔ ان کے کلام کے تین مجموعے اشکِ شمع، سوزِ پیہم اور نوائے سروش شائع ہو چکے ہیں (۵)۔ سب کتابیں ادارہ مصنفات لاہور نے شائع کیں۔ یہ ادارہ ان کا ذاتی تھا اور اس کا پتا بھی ان کے گھر کا ہے۔

محمد جمیل احمد بریلوی، طفیل احمد بدر امروہوی اور شفیق بریلوی نے اپنے تذکروں میں شمیم جالندھری کے ایک میلادیہ مسدس کے دو بند نقل کیے ہیں۔ خالد علیم نے لکھا ہے کہ جب انہوں نے شمیم جالندھری سے اس سلسلے میں استفسار کیا کہ ان کے مجموعہ ہائے کلام میں یہ نعت کیوں شامل نہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس اس کی نقل موجود نہیں اور نہ متعلقہ تذکرے ان کی نظر سے گزرے ہیں (۶)۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

نے ان میں سے ایک بند نقل کیا ہے(۷)۔

آج وہ دن ہے کہ برسا آسماں سے ابرِ نور
آج کے دن جوش پر تھی رحمتِ ربِّ غفور
آج طیبہ(۸) میں کیا شاہِ دو عالم ﷺ نے ظہور
ہو گیا روشن خدا کے نور سے نزدیک و دور
"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سے گونج اٹھا بُت کدہ
بجھ گیا ایران کا جلتا ہوا آتش کدہ (۹)

شعبدے گم ہو گئے، شیطان بھی گھبرا گیا
جھک گئی باطل(۱۰) کی گردن، کفر بھی شرما گیا
ہل گئے ایوانِ شاہی، زلزلہ سا آ گیا
سطوتِ بعثت تھی ایسی، اک جہاں تھرا گیا
نعرۂ اللہ اکبر کی صدا آنے لگی
برقِ وحدت کفر کے خرمن کو جھلسانے لگی (۱۱)

"نوائے سروش" ان کی ملّی نظموں کا چھوٹا سا مجموعہ ہے جس میں "اظہارِ عقیدت بحضور مولائے طیبہ و آقائے دو جہاں ﷺ" کے عنوان سے مسدس کی شکل میں ایک نظم ہے(۱۲) جس کے تین بند ہیں۔

تمہارا در تجلّی گاہِ عرفانِ الٰہی ہے
تمہارے دل میں پوشیدہ ہر اک رازِ خدائی ہے (۱۳)

تمہارے تابع ہر اک شے، فلک سے تابماہی ہے
تمہاری دو جہاں میں سلطنت ہے، بادشاہی ہے
ہو تم اک مخزنِ جُود و سخا، محبوبِ سُبحانی (۱۴)
ہو شاہِ دو جہاں یعنی سراسر لطفِ یزدانی

زمانے بھر کے آشفتہ ہیں، عالم کے ستائے ہیں

ترے دربار میں شاہا! ﷺ یہی نذرانہ لائے ہیں
مصائب کی فراوانی سے دل پر چوٹ کھائے ہیں
پناہ لینے کو آخر کار تیرے در پہ آئے ہیں
الٰہی! کیجئے اب تو علاجِ دردِ پنہانی (۱۵)
ترے دربار میں ہر شے کی ہے شاہا! فراوانی

تری نظرِ عنایت سے اگر سرشار ہو جائیں
تو ہم اس معصیت کے خواب سے بیدار ہو جائیں
سراپا درد بن کر لذتِ عرفاں میں کھو جائیں
شمیمِ خُلد بن جائیں گُلِ بے خار ہو جائیں
نگاہِ لطف ہو آقائے دیں ﷺ اے فضلِ رحمانی
بس اتنی التجا ہے، المدد قندیلِ ربّانی (۱۶)

"نوائے سروش" میں ایک نظم "پیام" بھی شامل ہے جس میں پانچ اشعار ہیں۔ خالد علیم نے چار اشعار اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں۔ مطلع یہ ہے:

دیارِ پاک سے سب کا پیام لائی ہوں
حضورِ آقا و مولا ﷺ سلام لائی ہوں (۱۷)

"نوائے سروش" جیبی سائز کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے(۱۸)۔

----

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۹
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۳
(۳) ش جالندھری۔ سوزِ نیم۔ دیباچہ۔ ص ۵
(۴) شفیق بریلوی۔ تذکرۂ شاعراتِ پاکستان۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۶۱۔ ص ۵۴
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۳
(۶) ایضاً۔ ص ۲۳۴

(۷) تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۵۹

(۸) اصل میں "یثرب" ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ آقا حضور ﷺ نے مدینۂ کریمہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے' اسے "طیبہ" میں تبدیل کر دیا ہے۔

(۹) قافیوں میں ایطائے جلی کا ذکر خالد علیم نے اپنے مضمون کے حاشیے میں کیا ہے۔

(۱۰) خالد علیم کے مضمون میں باطل کو "باس" لکھا گیا ہے۔

(۱۱) شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت۔ ص ۳۳۵ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۵۶۵

(۱۲) خالد علیم نے اس مسدس کی شکل بگاڑ کر شعر نقل کیے ہیں۔ پہلے بند سے دو پہلے اور دو آخری مصرعے' دوسرے بند کے پہلے چار مصرعے اور تیسرے بند کے آخری چار مصرعے اکٹھے لکھ دیے ہیں (ص ۲۲۴)

(۱۳) یہ قافیہ محلِ نظر ہے

(۱۴) کتاب "نوائے سروش" میں "سبحانی" لکھا ہے

(۱۵) اس مصرعے میں "الٰہی" کا لفظ بے احتیاطی پر دال ہے

(۱۶) کتاب میں "قندیلِ رہبانی" لکھا ہے اور خالد علیم نے بے تأمل یہی نقل کر دیا ہے۔

(۱۷) کتاب میں دوسرا مصرع یوں ہے۔ "حضورِ یثرب مولا سلام لائی ہوں"۔ خالد علیم نے حاشیے میں لکھا ہے "حضور مولائے یثرب کا محل تھا"۔

(۱۸) شمیم جالندھری۔ نوائے سروش۔ ادارۂ مصنفات' لاہور۔ اشاعتِ اول۔ ستمبر ۱۹۸۲

***

صفیہ شمیم ملیح آبادی

۲۷ مارچ ۱۹۲۰ کو ملیح آباد میں پیدا ہوئیں۔ نواب فقیر محمد خاں گویاؔ ان کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ ان کے والد نواب دیدار حسن بشیرؔ ملیح آبادی تھے۔ شبیر حسن خاں جوشؔ ملیح آبادی ان کے ماموں ہیں۔

صفیہ شمیم کی رباعیات کا مجموعہ "گریہ و تبسم" کے نام سے ۱۹۵۳ میں شائع ہوا۔ ۱۹۵۷ میں ان کے کلام کا دوسرا مجموعہ "آہنگِ شمیم" کے نام سے شائع ہوا (۱)۔

محمد جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ' بالغ نظر' عالی حوصلہ اور ادب پرور خاتون ہیں اور عصرِ حاضر کی ایک نہایت زبردست اور نامور شاعرہ ہیں (۲)۔ ندرت شبنم چغتائی لکھتی ہیں کہ صفیہ شمیم نے دس سال کی عمر میں شعر و شاعری شروع کر دی تھی (۳)۔

صدائے دلِ عاشقاں بن کے جاؤں
اٹھوں دردِ بن کر' فغاں بن کے جاؤں

برستے رہیں اشک آنکھوں سے پیہم
مدینے کو ابرِ رواں بن کے جاؤں

کبھی عشقِ قرنی کو رہبر بناؤں
رضاؔ کا میں حُسنِ بیاں بن کے جاؤں

جسے رحمتِ مصطفیٰ ﷺ ڈھونڈتی ہو
سرِ حشر وہ مدح خواں بن کے جاؤں

بڑھے اس قدر مصطفیٰ ﷺ کا تصوّر
میں بیگانۂ این و آں بن کے جاؤں

اگر کوئی جھونکا مدینے سے آئے

چراغِ سحر ہوں، دھواں بن کے جاؤں
بلائیں اگر در پہ شاہِ دو عالم ﷺ
صدا بن کے پہنچوں، فضا بن کے جاؤں (۴)

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرۂ شاعراتِ پاکستان۔ مکتبۂ خاتونِ پاکستان، کراچی۔ ۱۹۷۱۔ ص ۱۴۷
(۲) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ مطبوعہ بریلی۔ ۱۹۳۳۔ ص ۲۱۹
(۳) محترمہ شبنم چغتائی کا ایم اے اردو کا مقالہ "اردو شاعری میں خواتین کا حصہ"۔ ص ۳۳۹ (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)
(۴) راجا رشید محمود (مرتب)۔ نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔ مقبول اکیڈمی، لاہور۔ اشاعتِ سوم۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۹

شہناز جبیں

محبوں کے سلطان محمد ﷺ
کُل عالم کی جان محمد ﷺ
اللہ پہ ایمان ہے اوّل
آخر میں ایمان محمد ﷺ
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
بخشش کی پہچان محمد ﷺ
آپ سا کوئی تھا، نہ ہوا
اکمل تر انسان محمد ﷺ
حشر میں سورج کیا کر لے گا
ڈالیں جو دامان محمد ﷺ
عرش پہ پہنچے جب شبِ اسرا
رب کے ہوئے مہمان محمد ﷺ

ایک ماہنامہ جو حکومتِ سندھ کی وزارتِ اطلاعات کی طرف سے شائع کیا جاتا تھا، اس میں ایسی غیر معیاری شاعری کی اشاعت کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔

اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ نومبر دسمبر ۱۹۸۵۔ ص ۵۱

شہناز مزمل
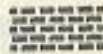
ماڈل ٹاؤن لائبریری، لاہور کی ڈائرکٹر۔ ۱۹۸۲ میں ایم اے لائبریری سائنس کیا۔ والد حشرؔ القادری مرحوم بھی شاعر تھے۔ طفیلؔ ہوشیار پوری اپنے تعارف میں لکھتے ہیں۔ ''انھوں نے اعلیٰ تعلیم کے مراحل بڑی کامیابی سے طے کیے۔ فنِ شاعری انھیں وراثت میں ملا ہے۔ وہ دنیائے شعر و ادب میں ایک نیا رنگ اور نیا آہنگ لے کے آرہی ہیں''۔ کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ان کی تین نعتوں کے چند اشعار یہ ہیں:

کرم یہ رحمتِ ربُّ الانام کر دینا
عطائے جلوۂ دارالسلام کر دینا

بہ نامِ اذنِ حضوری مجھے ملے جس دم
زباں پہ جاری محمد ﷺ کا نام کر دینا

ترس رہی ہوں میں انوارِ صبح کو کب سے
ورودِ نورِ سحر میرے نام کر دینا

دیارِ طیبہ و بطحا میں کر سکوں سجدے
نگاہِ لطف سے یہ انتظام کر دینا

ہر ایک سانس میں مَیں مدحتِ رسول ﷺ کروں
عطا مقام یہ ربِّ الانام کر دینا

مرے حرف کو جو ملی صدا
مرے جذب نے مجھے دی ندا
ہوئے میہماں شہِ انبیا ﷺ
ذرا دیکھ روضے کا در کھلا
ہے دعاؤں کا تری یہ صلہ
تو بصد نیاز جبیں جھکا
ہوئی مستجاب تری دعا

تجھے مل گیا درِ مصطفیٰ ﷺ
تری سجدہ ریز ہو ہر نظر
درِ مصطفیٰ ﷺ کا طواف کر

نہ مجھ سے پورا ہوا زندگی کا قرض یہاں
بھلا چکاؤں گی کیسے میں جا کے قرض وہاں
شفاعتوں کی طلب گار ہوں مَیں، صلِّ علیٰ
کہ روزِ حشر چھپا لے گی رحمتوں کی ردا

ان کا مجموعۂ کلام ''جراُتِ اظہار'' کے نام سے بک سروس، شادمان لاہور سے شائع ہوا۔ اس کے صفحہ ۲۱، ۲۲ پر ایک نظم ہے جس کا عنوان ''نعت'' لکھا ہے۔ یہ نظم دراصل ''مسلم سے خطاب'' کے موضوع پر ہے۔

اس کے پہلے تین شعر یہ ہیں:

ہادی ہے محمد ﷺ ترا، رہبر ترا قرآن
تو بھول گیا کس لیے اللہ کا فرمان!

اسلام کی کوئی بھی صفت تجھ میں نہیں ہے
غیرت نہ محبت، نہ حمیت، نہ وہ ایمان

آنکھیں تجھے دکھلائے نہ کیوں کفر جہاں میں
دل میں ترے ایمان کے جذبے کا ہے فقدان (۱)

---

(۱) جراُتِ اظہار۔ ص ۹، ۲۱، ۲۲

شہوارؔ، دُرِ شہوار جعفری

گرچہ کوئی نہ تھی مرے رنج و الم کی حد
لیکن حضور ﷺ آپ نے کر دی کرم کی حد

ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کی توصیف ہو سکے
دیکھی ہے کس نے آپ کے جاہ و حشم کی حد

جو کچھ دیا حضور ﷺ نے، حد سے سوا دیا
میری نظر میں کب تھی کسی بیش و کم کی حد

سب مشکلوں کو آپ ﷺ نے آسان کر دیا
دیکھی ہے میں نے زیست کے ہر پیچ و خم کی حد

شہوارؔ کی خطائیں بھی بے حد و بے حساب
حد ہو گئی ہے آپ کے لطف و کرم کی حد

الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ ص ۲۶۳ (جلد دوم)

+++

شیریںؔ، شاہجہان بیگم

محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے تذکرے میں ان کا سن پیدائش ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ لکھا ہے (۱)۔ جبکہ خالد علیم نے اپنے مضمون میں کسی حوالے کے بغیر ان کی تاریخ پیدائش ۶ جمادی الاول ۱۲۵۴ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۳۸ لکھی ہے (۲)۔ تقویم کے ذریعے پڑتال کی گئی تو ۱۲۵۳ھ درست ہے، ۱۲۵۴ غلط۔ کیونکہ ۶ جمادی الاول ۱۲۵۴ھ تو اگست ۱۸۳۶ میں تھی (۳)۔

"تذکرۂ شاعراتِ اردو" میں ہے کہ "نواب شاہجہان بیگم سابق فرمانروائے بھوپال کا تخلص شیریںؔ تھا۔ خطاب رئیس ولاور اعظم طبقہ اعلائے ہند کرون آف انڈیا زمرہ ریاست ہائے ہند تھا۔ نواب شاہجہان بیگم ۱۲۸۵ / ۱۸۷۰ میں تخت پر بیٹھیں۔ علومِ حاضرہ سے واقف تھیں۔ علما و فضلا کی بہت قدر و منزلت کرتی تھیں۔ فارسی میں شاہجہان اور اردو میں شیریںؔ تخلص کرتی تھیں۔ ان کا اردو کا پہلا دیوان ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۳ھ میں چھپا" (۴)

یہ دونوں تاریخیں دُرست نہیں ہیں کیونکہ ۱۲۸۵، اپریل ۱۸۶۹ میں اختتام پذیر ہو گیا تھا۔ اسی طرح ۱۲۸۸ھ مارچ ۱۸۷۲ تک رہا (۵)۔ اگر قمری تاریخیں درست ہیں تو ان کی تخت نشینی ۱۸۶۸ یا ۱۸۶۹ میں ہوئی اور دیوان ۱۸۷۱ یا ۱۸۷۲ میں چھپا۔

نواب سکندر بیگم والئ ریاست بھوپال ان کی والدہ تھیں۔ نواب شاہجہان بیگم کی "تاج الاقبال" اور "تہذیب النسواں و تربیت الانسان" نہایت بلند پایہ کتابیں ہیں۔ "خزینۃ اللغت" بھی ان کی تصنیف ہے جس میں چھ زبانوں، اردو، فارسی، عربی، سنسکرت، انگریزی اور ترکی کے قریباً" ساڑھے پانچ ہزار الفاظِ متعرفہ درج ہیں۔ ایک تحقیقی و تاریخی مثنوی "صدق البیان" بھی انہوں نے تصنیف کی (۶)۔

تذکروں میں ہے کہ "دیوانِ شیریں" کی طباعت کے بعد نواب شاہجہان بیگم نے اپنا تخلص بدل کر تاجورؔ کر لیا تھا۔ دیوانِ شیریں مطبع نظامی، کانپور سے چھپا تھا۔ "تذکرۂ بیگماتِ بھوپال" کی مؤلفہ و۔ ا کا خیال ہے کہ اس میں ان کا اپنا کلام بہت تھوڑا ہے۔

باقی فضول کو لوگوں نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے (۷)۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ "اردو کی مشہور شاعرہ تھیں"۔ اور ان کے دو نعتیہ شعر نقل کیے ہیں:

ان کی الفت میں مرا رہتا ہے ہر دم دل کھچا
وہ جو ہیں شمشاد و سروِ بوستانِ مصطفیٰ ﷺ

نیک کر آغاز سے انجام میرا اے کریم!
بہرِ عزّ و شان و قدرِ حق و آنِ مصطفیٰ ﷺ (۸)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۹۷
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۹۶
(۳) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ص ۲۰۴، ۲۰۵
(۴) تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۹۷
(۵) جوہرِ تقویم۔ ص ۲۰۸، ۲۰۹
(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۹۶
(۷) ایضاً
(۸) تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۳

صائمہ خیری

ان کے مجموعۂ کلام کے شروع میں ایک آزاد نعتیہ نظم "سب سے پیارا" ملتی ہے:

سلام اس پہ
کمال ہے جو وہ ذات کیا ہے
تمام نوعِ بشر کے حق میں جو اک دعا ہے
سلام اس پہ
جو قلب و جاں کی ہر ایک الجھن مٹا رہا ہے
سلام اس پہ
جو ایک عطا ہے
جو ظلمتوں کو شکست دے کر
خدائے برتر کی نعمتوں میں
نفس نفس میں سما رہا ہے
ہر ایک نعمت سے جو سوا ہے
سلام اس پہ
سلام اس پہ جو مسکرا کے
جو نورِ حق ہے
بتا رہا ہے، حیات کیا ہے
سلام اس پہ
تمام یہ کائنات کیا ہے
جو سب کا پیارا ہے، مصطفیٰ ﷺ ہے: (۱)

"اظہار" کے سیرت نمبر ۱۹۸۳ میں صائمہ کی ایک نعت کے چار شعر چھپے ہیں جن میں سے دو اشعار میں فنّی اسقام ہیں۔ دو اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خدا کی زباں ہیں محمد ﷺ ہمارے
بڑے مہرباں ہیں محمد ﷺ ہمارے
زمانہ لہو کھینچتا ہے ہمارا
کہاں ہیں کہاں ہیں محمد ﷺ ہمارے (۲)

---

(۱) صائمہ خیری۔ میری نعتیں، میرے گیت۔ علامہ راشد الخیری اکیڈمی، کراچی۔ اشاعتِ اول۔ ۱۹۸۶۔ ص ۱۷
(۲) اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ دسمبر ۱۹۸۳۔ ص ۵۹

صبا، صبیحہ

فرید ٹاؤن ساہیوال میں رہتی ہیں۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال سے بی اے کیا۔ ۱۹۸۰ میں پہلا مجموعۂ کلام "لفظوں کا شہر" چھپا۔ نعتوں کے بعض اشعار میں فنی اسقام موجود ہیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

ہر اک صدی کے اندھیروں میں جو ضیا ٹھہرے
وہی تو ختمِ رسل، فخرِ انبیا ﷺ ٹھہرے
نصیب ایسے کہ وہ عرش پر بلائے گئے
عروج ایسا ملا ہے کہ انتہا ٹھہرے
انھی کے در کے سوالی بنے ہیں شاہ و گدا
وہی تو درد کے ماروں کا آسرا ٹھہرے
نبی ﷺ کا قریہ سمایا ہو جن کی آنکھوں میں
نظر میں ان کی کوئی اور شہر کیا ٹھہرے
ہوئی زمین بھی وہ آسمان کی مانند
جہاں کہیں بھی شہنشاہِ دوسرا ﷺ ٹھہرے

رچ بس گیا رگوں میں ہمیشہ کے واسطے
لہجہ تھا کس قدر وہ رسیلا جناب ﷺ کا

بچھی کہکشاں دھول بن کر سفر میں
حبیبِ خدا ﷺ کا خرام اللہ اللہ

حمایت علی شاعر نے لکھا ہے کہ پاکستان کی ایک بہت ہی معروف شاعرہ "صبیحہ صبا" نیو یارک میں بھی ہیں۔ ان کا مجموعۂ کلام "چشمِ ستارہ شمار" کے نام سے پچھلے سال ہی کراچی سے شائع ہوا۔

تخلیق (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۹۵ء۔ ص ۱۳۶ (انجمن خیال)

صُغریٰ بی بی(۱)

مولانا جمال میاں فرنگی محلی کی ہمشیرہ۔

اے عطر بیز صبا! اے نسیمِ جاں پرور
ہے عاشقوں کے لیے تو ہی ایک پیغمبر
اے خوش نصیب تو جنت سے روز وقتِ سحر
مدینہ جاتی ہے پھولوں کی ڈالیاں لے کر
ہے جس شرف پہ تجھے ناز، اس کے صدقے میں
سن اے بہشت کی مالن! ذرا توقف کر
مجھے بھی بھیجنا ہے ہدیۂ نیاز اس کو
خدائے پاک نے بھیجا سلام ہے جس پر
یہ میرے شعر نہیں، پھول ہیں عقیدت کے
انھیں سنبھال کے لے جا اٹھا کے آنکھوں پر
یہ پھول وہ ہیں، بھری ہے وفا کی بو جن میں
شگفتگی میں ہیں گل ہائے خُلد سے بہتر
لہو سے دل کے یہ سینچے گئے ہیں مدت تک
ریاضِ عشق سے آئے ہیں یہ نمو پا کر
صبا! یہ پھول ہیں صغریٰ کے پارہ ہائے جگر
درود پڑھ کے چڑھانا مزارِ اقدس پر (۲)

---

(۱) ممتاز حسن نے "صغریٰ بیوی" لکھا ہے۔

(۲) ممتاز حسن (مرتب)۔ خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۲۰۵، ۲۰۶

صہباؔ یاسمین

گل زیب کالونی' سمن آباد' لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ یونس حسرتؔ امرتسری کی عزیزہ ہیں۔

نبی ﷺ میرے حبیبِ کبریا ہیں
وہ سب نبیوں سے افضل ہیں' جُدا ہیں

نہیں درکار کوئی آسرا اب
مرے مرسل ﷺ ہی میرا آسرا ہیں

زمانہ جن کے دم سے ہے منور
محمد مصطفیٰ ﷺ نورِ ہُدیٰ ہیں

ڈرائیں گے مجھے حالات کیسے
مرے ہادی' مرے مُشکل کُشا ہیں

نہ لوٹا کوئی ان کے در سے خالی
وہ صہباؔ منبعِ جُود و سخا ہیں

گل بخشالوی' خاکی (مرتب) بزمِ رسالت۔ مطبوعہ کھاریاں ضلع گجرات۔ ص ۲۳۴

ضرورتؔ' شرف النسا

"تذکرۂ شاعراتِ اردو" میں ہے۔ میرزا کوچک کی اہلیہ تھیں جو تیموریہ نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ضرورتؔ نعتیہ رنگ میں زیادہ لکھتی تھیں (۱)۔ تذکروں میں ہے کہ میرزا کوچک کا نام وجیہ الدین تھا۔ محمد یونس خالدی (مؤلف گلستانِ تیموری) نے تذکرۂ شمیم سخن اور بہارستانِ ناز کے حوالے سے لکھا ہے کہ قلعۂ معلیٰ میں انتہائی محبّت کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔ بہت کم عمری میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ بیوگی کے بعد پوری زندگی یادِ الٰہی میں بسر کی (۲)۔

حکیم فصیح الدین رنجؔ کہتے ہیں۔ "یہ صاحبِ عفت و حیا' نہایت نیک بخت' پاکیزہ سرشت تھی۔ اکثر اشعار نعت و منقبت میں کہا کرتی تھی" (۳)۔

مرزا حسین بخش المتخلص بہ مرزا اخھیؔ کے نورِ عین تھے۔ شرف النسا ضرورتؔ کو شعرو شاعری سے بے انتہا دلچسپی تھی مگر شعر بہت کم کہتی تھیں۔ نعتِ پاک خاص موضوع تھا (۴)۔

ان کی ایک نعت ملتی ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

سرسبز رہے باغ سدا دینِ نبی ﷺ کا
مکّی مدنی ہاشمی و مُطّلبی ﷺ کا

مشکل کو توجہ سے نبی ﷺ کیجئے آسان
ہے واسطہ اصغر کی تمہیں تشنہ لبی کا

مدحت میں کروں فکر، دماغ اتنا کہاں ہے
خامے سے لکھا جائے ہے کب وصف نبی ﷺ کا

مشکل ہو جو آسان، دعا مانگ ضرورت
کر عرض کہ یہ وقت ہے حاجت طلبی کا (۵)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۷۱

(۲) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۳

(۳) تذکرۂ بہارستانِ ناز۔ مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور۔ ۱۹۶۵

(۴) تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۳

(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۱۹۷ / تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۳ / انگلہ کا ایم اے اردو کا مقالہ (پنجاب یونیورسٹی) "اردو شاعری میں نعت گوئی (شہیدی سے پہلے اور خصوصاً بعد میں)" ص ۵۵

طاہرہ اسعدی

استاد شاعر اسعدؔ شاہجہانپوری کی صاحبزادی۔

اے مدینے کے تاجدار ﷺ سلام
سو درود آپ پر، ہزار سلام
رب کے محبوب ﷺ کے دیار سلام
تیری گلیوں پہ بے شمار سلام
سیدہ فاطمہ، حسین، حسن
آپ ﷺ کی آل پر ہزار سلام
ہے یہ حسرت، پہنچ کے روضے پہ
کہوں، آقائے نامدار ﷺ سلام
مجھ گنہگار کو سکھا دیجئے
کیسے کرتے ہیں شرمسار سلام
میرے آقا ﷺ قبول کر لیجے
کر رہی ہے گناہگار سلام (۱)

ان کی ایک نعت دُرِّ اسعدی مرتب "حمد" و "ثنائے خواجۂ کونین ﷺ" نے راقم الحروف کو بھجوائی تھی، اس کے چند اشعار یہ ہیں۔ اس نعت میں عازمِ مدینہ سے کہا گیا ہے کہ وہ کچھ گزارشات حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بیکس پناہ میں پہنچا دے۔

سنو مدینے کے جانے والے نبی ﷺ سے میرا سلام کہنا
مجھے بھی آقا ﷺ وہیں بلا لیں، یہاں ہے جینا حرام کہنا

مزارِ اقدس پہ جا کے پہلے بہا کے آنسو درود پڑھنا
جھکا کے پھر سر کو احتراماً ادب سے میرا پیام کہنا

یہ جا کے کہنا کہ میرے ہادی ﷺ عذاب میں مبتلا ہے امت
جو حال دیکھا یہاں پہ تم نے، وہ سب بصد احترام کہنا

یہ بات بھی ان ﷺ سے رو کے کہنا، نہیں ہے اب چین جی کو دم بھر
کہ دن گزرتے ہیں بے کلی میں، حیات ہے ناتمام کہنا

حضور ﷺ بیکس کا آسرا ہیں، حضور ﷺ کشتی کے ناخدا ہیں
حضور ﷺ ہر درد کی دوا ہیں، یہ ورد ہے صبح و شام کہنا

تمہاری قسمت کہ اپنی آنکھوں سے تم تو روضے کو دیکھ لو گے
ہماری آنکھیں بھی لیتے جاؤ، یہ آپ ﷺ ہی کے ہیں نام کہنا

یہ طاہرہ کہہ رہی تھی، کہنا کہ حاضری کی بڑی لگن ہے
کہیں یہ حسرت بھی رہ نہ جائے کہ زندگی کی ہے شام کہنا

دردؔ اسعدی (مرتب)۔ ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ ص ۱۷۹

طاہرہ اسلم

السلام اے شاہِ بطحا ﷺ السلام
السلام اے صاحبِ لطف و کرم
السلام اے قاطعِ ہر بندِ غم
السلام عالی ہمم والا جسیم
السلام اے جانِ کعبہ السلام
السلام اے شاہِ بطحا ﷺ السلام
السلام اے بے مثال و بے نیاز
السلام اے دردِ دل کے چارہ ساز
السلام اے واقفِ دُنیائے راز
السلام اے میرے آقا السلام
السلام اے شاہِ بطحا ﷺ السلام
السلام اے حاصلِ دنیا و دیں
السلام اے مالکِ خُلدِ بریں
السلام اے جان، جانِ عارفیں
السلام اے سب کے مولا السلام
السلام اے شاہِ بطحا ﷺ السلام

طفیل احمد بدرؔ، امروہوی (مرتب)۔ سلامِ قدس۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ص ۱۹۱/ شام و سحر (ماہنامہ) نعت نمبر ۵۔ جنوری فروری ۱۹۸۶۔ ص ۸۱ (راقم الحروف راجا رشید محمودؔ کے مضمون "اردو نعت میں صلوٰۃ و سلام" میں اس سلام کا پہلا بند نقل کیا گیا)

طاہرہ رسول

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، ملتان میں فورتھ
ایئر کی طالبہ ہیں۔ واپڈا کالونی، ملتان میں رہتی ہیں۔ ان کا
کلام عابد حسین شاہ مہتمم بہاء الدین زکریا لائبریری،
بھبی (تحصیل چوا سیدن شاہ) ضلع چکوال نے فراہم
کیا۔ کلام معیاری نہیں، جذبہ لائقِ ستائش ہے۔
ایک نعت کا ایک بند دیکھئے:

انبیا میں جو اعلیٰ بنایا گیا
فرش سے عرش پر جو بلایا گیا
جور پرور جو تھے، ان کو بھی دی دعا
حق کو باطل سے جس نے جدا کر دیا
خود خدا نے کہا جس کو صلِ علیٰ

طاہرہ سعید

طاہرہ بانو نام۔ کرنل جی ایم سعید حیدر آبادی کی اہلیہ۔
خواجہ حمید الدین شاہدؔ نے "حیدر آباد کے شاعر" کی جلد اول میں
طاہرہ کے مختصر حالات لکھے ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۵۸ میں چھپی۔ اس
میں لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ۳۵ سال کے لگ بھگ ہوگی۔
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۹۲۳ کے قریب پیدا ہوئی ہوں گی۔
آگرے میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ایرانی اور والدہ
ہندوستانی تھیں۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ جنگِ عظیم کے
زمانے میں اپنے والدین کے ساتھ تہران گئیں، وہاں ریڈیو سے
اردو میں تقریریں اور خبریں نشر کرتی تھیں۔ جنگ کے بعد شادی
ہوئی اور پھر حیدر آباد میں آکر بس گئیں۔

ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ "ہدیۂ طاہرہ" دو بار شائع ہو چکا
ہے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے وضاحتی کتابیات (۷۸-۱۹۷۷) میں
ان کی قریباً ۱۳ تصنیفات کا ذکر کیا ہے (۱)

خواجہ حمید الدین شاہدؔ نے اپنے محولہ بالا تذکرے میں ان
کا نمونۂ نعت نہیں دیا۔ ممتاز حسن نے ایک نعت کے چھ اشعار
اپنے انتخاب میں شامل کیے ہیں۔ خالد علیم نے یہی چھ اشعار اپنے
مضمون میں نقل کیے ہیں (۲)۔

نعت یہ ہے:

دے وے پھر کھوئی ہوئی شان مدینے والے ﷺ
بزمِ اسلام ہے ویران مدینے والے ﷺ

تجھ کو معلوم نہیں، تنگ ہے دنیا ہم پر
تنگِ عالم ہیں مسلمان مدینے والے ﷺ

رہ گیا کفر کے کانٹوں میں الجھ کر دامن
بچنا مشکل ہے اب ایمان مدینے والے ﷺ

کس طرح پار ہو بیڑا کہ ڈبونے کے لیے
روبرو سخت ہے طوفان مدینے والے ﷺ

غیر اللہ پہ کرتے ہیں بھروسا افسوس
وہ جو تھے صاحبِ قرآن مدینے والے ﷺ (۳)

تو جو چاہے تو دلِ طاہرؔہ پا جائے سکوں
ہے وہ مدت سے پریشان مدینے والے (۴)

---

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۲۳۳، ۲۳۵
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ ستمبر ۱۹۸۹۔ "اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو"۔ حصہ سوم۔ ص ۵۴
(۳) ممتاز حسن اور خالد علیم، دونوں نے مسلمانوں کو "صاحبِ قرآن" کہنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔
(۴) ممتاز حسن (مرتب)۔ خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۲۲۰ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۵

طاہرؔہ شمیم

"شام و سحر" کے نعت نمبر ۶ میں شامل مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم میں طاہرؔہ شمیم کے دو اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ حوالہ درج نہیں کیا گیا۔ اشعار میں زبان و بیان کی خامیاں سامنے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

دل کو دھندلانے لگی گردشِ دوراں کی یہ دھول
آخری دم میں سما جائے ترا روضہ رسول ﷺ

دل میں ارمان کہ روضے سے لگے بیٹھے رہیں
ہوں گنہگار، دعائیں تو کبھی ہوں گی قبول

شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۲۵۵

طلعت سلیم

برمنگھم میں رہتی ہیں۔ آزاد اور پابند نعتیں کہی ہیں۔ سکول کے زمانے ہی سے بچوں کے رسالوں میں کہانیاں اور نظمیں لکھا کرتی تھیں۔ سب سے پہلی نعت "بچوں کی دنیا" کے لیے لکھی، مطلع تھا (۱)۔

جہاں بھر کے ہادی ہمارے محمد ﷺ
ہمیں جان و دل سے ہیں پیارے محمد ﷺ

ان کی درج ذیل نعت "اوج" کے نعت نمبر میں چھپی ہے:

نوکِ قلم پہ آ گئے فکر و بیاں کے پھول
یک جا کیے ہیں نعت میں دنیا جہاں کے پھول
مقدور ہو تو آپ ﷺ کی مدحت کے واسطے
دامن میں بھر کے لاؤں میں باغِ جناں کے پھول
قرآں میں خود خدا نے سراہا حضور ﷺ کو
کب ان کی شان کے شایاں ہیں عاجز بیاں کے پھول
عرشِ بریں کے سائے میں اللہ نے آپ ﷺ پہ
برسائے لطفِ خاص سے کون و مکاں کے پھول
ہوتے ہیں ڈھیر آپ ﷺ کے قدموں میں ہر گھڑی
ہر ہر نگر کے شاعرِ شیریں بیاں کے پھول
آقا ﷺ! قبول کیجئے، لائی ہوں شوق سے
نم کر کے آنسوؤں سے میں جذبِ نہاں کے پھول (۲)

اردو ادب کے ماحول سے الگ رہ کر غنیمت ہے کہ طلعت سلیم ایسی شاعری کر لیتی ہیں۔

---

(۱) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج، شاہدرہ)۔ نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۲۶۶، ۲۶۷
(۲) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۴۹۱

طلعت علویہ (ا۔ب)

ا۔ب ان کے نام کا مخفف اور طلعت تخلص ہے۔

طفیل احمد بدر امروہوی نے "آفتاب حرم" میں ان کا ذکر کیا ہے کہ "امروہہ کے معزز خاندانِ علوی سے آپ کا تعلق ہے۔ نہایت موزوں طبیعت پائی ہے۔ اردو کی بہترین ادیبہ ہیں۔ طبیہ کالج دہلی میں طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ نعتیہ کلام کی طرف طبیعت زیادہ راغب ہے"۔

بدر امروہوی ہی نے ان کی ایک نعت کے یہ اشعار درج کیے ہیں۔

نظر آ جائے روضہ خواب میں گر مجھ کو حضرت ﷺ کا
چمک جائے ستارہ پھر نہ کیوں کر میری قسمت کا
نبوت ختم کی اللہ نے شاہِ دو عالم ﷺ پر
بڑا ہے ہر نبی سے مرتبہ ان کی رسالت کا
بلایا عرشِ اعظم پر خدائے ہر دو عالم نے
بجز اُن کے ہوا حاصل یہ رتبہ کس کو قربت کا
نہیں جس شخص کے دل میں رسولِ پاک ﷺ کی الفت
رہے گا بند اس پر در ہمیشہ قصرِ جنت کا
فرشتے مجھ سے جرح قبر میں کچھ کر نہیں سکتے
مجھے پڑھتے ہوئے پائیں گے وہ کلمہ شہادت کا
مجھے میرے پیمبر ﷺ اپنے دامن میں چھپا لیں گے
نہیں کچھ خوف اے طلعت مجھے روزِ قیامت کا

شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۶

عارفہ حلیم

دل ہے فدائے شانِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم
جاں ہے مری قربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہیں صادق آپ امیں ہیں، تفسیرِ قرآنِ مبیں ہیں
حکمِ خدا، فرمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس پہ درِ الطاف ہوا وا، اس کو ہوا عرفان خدا کا
جس کو ہُوا عرفانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمتِ کفر و شرک مٹائی، دین کی سیدھی راہ دکھائی
ہم پہ ہے یہ احسانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

منہ کے بل بُت آن گرے ہیں، ہاتھ میں کنکر بول رہے ہیں
اللہ اللہ، شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عارفہ ان پہ اُترا قرآں، آپ خدا ہے ان کا ثنا خواں
کیوں نہ ہوں سب قربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رازؔ کاشمیری (مرتب) ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت مشن پاکستان، لاہور۔ بار اول۔ شعبان ۱۴۰۰ھ۔ ص ۱۳۳ (خالد علیم نے اپنے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں کسی حوالے کے بغیر ان کی اس نعت کا مطلع اور مقطع نمونے کے طو[ر] [د]رج کیے ہیں۔ شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۵)

عذرا بتول

محسنؔ نقوی نے لکھا۔ "عذرؔا بتول کی شاعری موجودہ سیاسی افراتفری اور سماجی نفسا نفسی کے دور میں سانس لیتے ہوئے انسانی جذبوں کی توانائی کا احساس دلاتی ہے"۔ (فلیپ) ان کے مجموعۂ کلام "تمھیں لوٹنا ہو گا" میں ایک نعت ملتی ہے:

اس عصرِ اضطراب میں تسکینِ جاں ہے تو
محرابِ نطق و لب میں سَحَر کی اذاں ہے تو

تیرے بغیر کون "مکاں" پہ محیط ہو
جب آپ اپنی ذات میں کون و مکاں ہے تو

تختِ فلک تجھی سے منور کرن کرن
بختِ زمیں بھی تو ہے کہ رشکِ زماں ہے تو

معیارِ قول و حُسنِ قسَم تیری خاکِ راہ
وہ یوں کہ خود شعور کی اک کہکشاں ہے تو

میری خطا کہ میں تری بخشش سے بے خبر
تیرا کرم کہ مجھ پہ سدا مہرباں ہے تو

کیونکر نڈھال ہو نہ تری جستجو میں شوق
بے دست و پا خیال رہرا، بے کراں ہے تو

مجھ پہ جھپٹ پڑی ہے سپاہِ شبِ سیاہ
اے روشنیٔ بطنِ حرا، اب کہاں ہے تو

عذرا بتول۔ تمھیں پھر لوٹنا ہو گا۔ ماورا پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۲۔ ص ۱۷، ۱۸، فلیپ

عروج، عابدہ

محلہ سلطانپورہ راولپنڈی میں رہتی ہیں۔

آپ ﷺ کی تقدیس ہو مجھ سے بیاں، ممکن نہیں
حق ادا کر دے ثنا کا یہ زباں، ممکن نہیں

آپ ﷺ کے جلووں سے پھیلی نور کی برسات تھی
وہ ضیا پاشی جہاں سے ہو نہاں، ممکن نہیں

اللہ اللہ، آپ ﷺ نے کر لی خدا سے گفتگو
ہو نہ کوئی آپ کا اب مدح خواں، ممکن نہیں

آپ ﷺ ہی مظہر خدا کی ذات کے صلِّ علیٰ
آپ ﷺ ایسا تا قیامت مہرباں، ممکن نہیں

ایک ہی چشمِ کرم پہ ہے جہاں سارا نثار
آپ ﷺ سے ہوں مجھ کو پیارے مال و جاں، ممکن نہیں

اب زیارت کر ہی لے نور الہدیٰ ﷺ کی اے عروج
سرد پڑ جائے یہ شوقِ بیکراں، ممکن نہیں

گل بخشالوی، حاجی۔ بزمِ رسالت۔ ص ۱۵۵

عشرت جمال

ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں ان کی کئی منظومات نظر سے گزری ہیں۔ کہیں صرف عشرت جمال لکھا ہے، کہیں عشرت جمال اختر، کہیں عشرت جمال ہاشمی یا ہاشمیہ۔ دو جگہوں پر ان کے نام کے ساتھ "داناپوری" بھی لکھا ہے اور ایک نعت کے ساتھ "بنتِ احسان علی ہاشمی" تحریر ہے۔ نمونۂ نعت یہ ہے:

عجب دلربا ہے بہارِ مدینہ
کہ گلشن ہے ہر ایک خارِ مدینہ
زمانہ عقیدت گزارِ مدینہ
دو عالم کا مرکز دیارِ مدینہ

دلِ زار کا ماجرا کہہ رہی ہوں
ہے وقفِ غمِ انتظارِ مدینہ
شب و روز دل کی دعا اب یہی ہے
نظر آئے یا رب! دیارِ مدینہ
مرے دل میں رہتا ہے شوقِ زیارت
میں کس سے کہوں تاجدارِ مدینہ ﷺ (۱)

بلندی پہ اپنا نصیب آ گیا ہے
درِ پاکِ مولا ﷺ قریب آ گیا ہے
مدینہ بالآخر قریب آ گیا ہے
مرے کام میرا نصیب آ گیا ہے
بھر آئے ہیں آنکھوں میں آنسو جو ہمدم
خیالِ دیارِ حبیب ﷺ آ گیا ہے
تمنائیں دل کی بر آئیں گی عشرت
وہ دیکھو، مدینہ قریب آ گیا ہے (۲)

نظر خواب ہی میں جو آئے مدینہ
کروں جان و دل میں فدائے مدینہ

سوائے تمنا نہیں دل میں کچھ بھی
تمنا نہیں کچھ سوائے مدینہ

ہے دنیائے اُمید بطحا کی وادی
نہیں اور کچھ ماورائے مدینہ

میں طیبہ کی راہیں کروں سر کے بل طے
کروں سجدے، جب پاس آئے مدینہ

مری بندگی کی ہے تکمیل اتنی
تولائے مولا، رولائے مدینہ

غلامانِ مولا ﷺ ہیں رشکِ ملائک
ہے شاہوں سے افضل گدائے مدینہ

جسے باغِ فردوس سمجھا ہے واعظ
ہے وہ ساحتِ دلکشائے مدینہ

جو مقصد ہے مقصد غلامی نبی ﷺ کی
تو ہے مُدعا، مُدعائے مدینہ

یہی آرزو ہے شب و روز عشرتؔ
مقدر کسی دن دکھائے مدینہ (۳)

شہنشاہِ کون و مکاں یا محمد ﷺ
فدا آپ پر قلب و جاں یا محمد ﷺ

مُسلّم شہا، آپ کی بادشاہی
ہے زیرِ نگیں سب جہاں یا محمد ﷺ

فقط آپ کی ذاتِ والا و اطہر

دو عالم کی ہے پاسباں یا محمد ﷺ

ہو اذنِ حضوری کہ حد سے فزوں ہیں
مرے دل کی بے تابیاں یا محمد ﷺ

تمنا یہی ہے کہ دن رات عشرتؔ
رہے میرے وردِ زباں "یا محمد ﷺ" (۴)

اسلام دشمنی میں، اس گردشِ فلک کی
بیہودہ نیتیں ہیں، ناپاک ہیں ارادے

اتنی سی التجا ہے، یا رب یہی دعا ہے
دے ایک عشق اپنا، اک عشقِ مصطفیٰ ﷺ دے (۵)

---

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ جون ۱۹۳۸۔ ص ۳۱
(۲) آستانہ۔ جولائی ۱۹۳۸۔ ص ۲۳
(۳) آستانہ۔ اگست ۱۹۳۸۔ ص ۴۲
(۴) آستانہ۔ نومبر ۱۹۳۸۔ ص ۲۳
(۵) آستانہ۔ اکتوبر ۱۹۳۸۔ ص ۲۷ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ فروری ۱۹۹۵۔ "استغاثے"۔ ص ۹۳

عصمت، عصمتُ النسا

عصمت النسا نام اور عصمتؔ تخلّص تھا۔ آبائی وطن دہلی تھا۔ لاہور کے کسی مدرسے میں مُدّرس بھی رہی تھیں۔ حکیم فصیح الدین رنجؔ نے اِن کا ایک شعر درج کیا ہے۔ یہی شعر ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے نقل کیا ہے:

لب ہوئے بند نامِ احمد ﷺ سے
اور مشکل کُشا نے کھول دیے

فصیح الدین رنجؔ، حکیم۔ تذکرۂ بہارستانِ ناز۔ (مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی) مجلس ترقی ادب۔ لاہور۔ ۱۹۶۵ / تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۶۵، ۶۶

عصمت عزیز (طاہرہ بیگم جے پوری)

نظامِ دو جہاں قائم ہوا آقا ﷺ ترے دم سے
نہیں تو کیا ضرورت تھی، اُلجھتا پیچ اور خم سے

عبادت کی ضرورت تھی، نہ عابد کی ضرورت تھی
فقط محبوب ﷺ کی تحسین لینا تھی دو عالم سے

نبیؐ آخری کیا ہو، ازل ہی سے ہویدا ہو
خدا شاہد ہے اس کا، خود گواہی لی ہے آدم سے

تصرّف یہ کہ منہ مانگی مرادیں ہر دو عالم کو
تعلّق یہ کہ جیسے بے تعلق دونوں عالم سے

عجب نامِ محمد ﷺ ہے، عجب تاثیر ہے اس کی
بلائیں دور ہوتی ہیں ترے اس اسمِ اعظم سے

چلا ہے قافلہ سُوئے مدینہ، میں ترستی ہوں
گھلی جاتی ہوں آقا ﷺ میں انھی افکار کے غم سے

کروں کیونکر نہ جاں قرباں شہِ والا ﷺ پہ اے عصمتؔ
ملی ہے زندگی اس صنفِ نازک کو ترے دم سے

خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ ضمیمہ رسول ﷺ نمبر۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۲ء۔ ص ۳۷

عطیہ خلیل انصاری عرب ' ڈاکٹر

جامعہ کراچی میں صدرِ شعبۂ عربی ہیں۔ انہوں نے اردو میں بہت سی نعتیں کہی ہیں جو ملکی جرائد و اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔

رگِ جاں کا یہ کیسا سلسلہ ہے
جہاں ٹوٹا' وہیں سے مل گیا ہے

وہ چہرہ ہے' وہی چہرہ نما ہے
کہ آئینہ اسی کو دیکھتا ہے

محبت جلوہ گاہِ طُورِ سینا
محبت خلوتِ غارِ حرا ہے

محبت سر بہ کف اعلانِ حق ہے
محبت تشنہ لب دستِ دعا ہے

بہت نزدیک آ پہنچے ہیں' پھر بھی
کم از کم دو کماں کا فاصلہ ہے

محبت مقصدِ تخلیقِ عالم
محبت شمعِ وحدت کی ضیا ہے (۱)

اے کاش' میسّر ہو مجھ کو تری دربانی
میں پائے حقارت سے ٹھکرا دوں جہانبانی

جرأت یہ کہاں میری' در پہ ترے آ پہنچوں
واللہ' اُدھر سے بھی کچھ سلسلہ جنبانی

حلقے میں صحابہؓ کے وہ پیکرِ نورانی
دل مہبطِ قرآنی' لب آیۂ رحمانی

اے مقصدِ امکانی' اے رحمتِ یزدانی

واللہ میسّر ہو مجھ کو ری دربانی (۲)

درج ذیل نعت کے بارے میں یہ وضاحت درج ہے کہ یہ نعت روضۂ اقدس پر کئی بار پڑھی گئی:

روضے پہ ترے نور کی چادر سی تنی ہے
کیا گلبدنی' گل بدنی' گل بدنی ہے

پھر سر میں سمایا مرے سودائے مدینہ
پھر جاں پہ بنی' جاں پہ بنی' جاں پہ بنی ہے

للہ مجھے پھر درِ اقدس پہ بلا لو
یاں' اپنے وطن میں بھی غریب الوطنی ہے

ہر گام ترا شوق ہے' ہر ذکر ترا نام
بگڑی ہوئی قسمت بھی ترے در پہ بنی ہے

پتوار ترے ہاتھ میں' کشتی کے کھویا!
طوفانِ بلاخیز کی ساحل سے ٹھنی ہے

مل جائے سرِ حشر ترا سایۂ داماں
کیا چھاؤں گھنی' چھاؤں گھنی' چھاؤں گھنی ہے (۳)

اَسرارِ لامکاں ہے محبّت حضور ﷺ کی
تفسیرِ کُن فکاں ہے محبّت حضور ﷺ کی

ایمانِ عاشقاں ہے محبّت حضور ﷺ کی
تسکینِ قلب و جاں ہے محبّت حضور ﷺ کی

روشن ہیں ان کے نور سے ایوانِ شش جہات
ہر شے میں ضوفشاں ہے محبّت حضور ﷺ کی

محشر میں عاصیوں کو شفاعت پہ ناز ہے
رحمت کا سائباں ہے محبت حضور ﷺ کی

مرتجیٰ رفداک نذرِ عقیدت قبول ہو
ہر حرف سے عیاں ہے محبت حضور ﷺ کی (۴)

---

(۱) جنگ (روزنامہ) کراچی۔ ۱۳ مارچ ۱۹۹۳ / یکم شوال ۱۴۱۳ھ۔ عید الفطر ایڈیشن۔ صفحہ ج / سیرتِ طیبہ (سہ ماہی) کراچی۔ حیاتُ النبی ﷺ نمبر۔ فروری تا اپریل ۱۹۹۳۔ ص ۱۱۲
(۲) سیرتِ طیبہ۔ مئی تا جولائی ۱۹۹۳۔ ص ۵۰
(۳) سیرتِ طیبہ۔ اگست تا اکتوبر ۱۹۹۳۔ ص ۳۰
(۴) صبیح رحمانی (مرتب) ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۳۳ / سیرتِ طیبہ (سہ ماہی) کراچی۔ نعتِ رسول ﷺ نمبر۔ حصہ اول۔ ص ۳۰

عفّت مظفر نگری

آمنہ خاتون نام' عفّتؔ تخلّص۔ محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے تذکرے میں لکھا کہ "رابعہ خاتون پنہاں' بلقیس جمال اور میمونہ خاتون غزالہ کی بڑی بہن اور موجودہ دور کی ایک ممتاز اور مشہور شاعرہ ہیں۔ مولانا عبد الاحد کی بیٹی ہیں۔ ۱۹۰۳ میں سہارنپور میں پیدا ہوئیں۔ ۶ سال کی عمر میں قرآن شریف ختم کرنے کے بعد اردو' فارسی اور انگریزی کی تعلیم اپنے والد مولوی عبد الاحد سے حاصل کی (جو بریلی کے ایک معزز خاندان کے رکن تھے) جنوری ۱۹۳۰ میں ناظر حسن وکیل مظفر نگری سے شادی ہوئی۔ میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں سرکاری ممبر کی حیثیت سے کام کرتی رہیں۔ ایک زنانہ اسلامی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ لڑکیوں کے لئے انگلش مڈل سکول اور ایک صنعتی و حرفتی زنانہ سٹور قائم کیا جو بہت مقبول ہوا۔ رنگ پختہ اور کلام سنجیدہ و بلند پایہ' اسلوبِ بیان پاکیزہ اور صاف ہے (۱)۔ نمونۂ نعت یہ ہے:

مری آنکھ میں مسکرا دو محمد ﷺ
خراب آئنہ کو رجلا دو محمد ﷺ

جہاں طائرِ عقل بھی نارسا ہے
رسائی وہاں تک کرا دو محمد ﷺ

مری روح و جاں نذرِ چشمِ کرم ہیں
خدارا نظر اک اٹھا دو محمد ﷺ

گناہوں سے مُردہ ہوئی روحِ عفّتؔ
شفاعت سے اپنی رجلا دو محمد ﷺ (۲)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۵۶۳' ۵۶۴ / ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۶۷
(۲) تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۵۶۶ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۶

عقیلہ خاتون (۱)

دل و جاں میں ہے آرزوئے مدینہ
ہے آنکھوں کو بس جستجوئے مدینہ

نہ ہو تذکرہ اس زباں پر کسی کا
شب و روز ہو گفتگوئے مدینہ

وہاں پر ہیں محبوبِ یزداں ﷺ کے جلوے
کہ ہے طُور سے بڑھ کے کوئے مدینہ

ہے کُحْلُ الْبَصَرْ اس کی خاکِ کفِ پا
جو دیکھ آیا اک بار رُوئے مدینہ

خدارا مجھے ساتھ لو جانے والو!
کہ جانا مجھے بھی ہے سُوئے مدینہ

بنوں خاک اور اس کے دامن سے لپٹوں
چلے قافلہ جو بھی سُوئے مدینہ (۲)

---

(۱) شاعرہ کا نام "عقیلہ خاتون" لکھا ہے' اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون مولانا محمد اشرف سلیمانی کی ہمشیرہ سے الگ شخصیت ہیں۔
(۲) الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۳۶۵ (جلد دوم)

عقیلہ

پیام دل اڑایا ہے ہواؤں کے اشاروں پر (۱)
مدینے میں یہ پہنچے گا مرے دل کی فغاں ہو کر

کہے گا ہادیٔ برحق سے دل کی داستاں میری
کہے گا میری مجبوری مرے منہ کی زباں ہو کر

سنے گا التجا میری خدا تیرے وسیلے سے
کیا ہے فخر خود اس نے جو تیرا رازداں ہو کر

میں دل کے چند ٹکڑے پیش کرتی ہوں حضوری میں
کہ اخلاق و یقیں آتے ہیں ان میں ارمغاں ہو کر

میں جاؤں گی عقیلہ ایک دن سرکار ﷺ کے در پہ
تمنا دل کی بر آئے گی نذرِ آستاں ہو کر (۲)

---

(۱)۔ نعت میں عقیلہ تخلص استعمال ہوا ہے۔ شاعرہ کا نام صرف "ہمشیرہ محترمہ مولانا اشرف سلیمانی" لکھا ہے
(۲)۔ الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۱۳۴۳ (جلد دوم)

عنبرین رفیق

ان کے بارے میں بانو قدسیہ لکھتی ہیں۔ "عنبرین سانس اندر لیتی ہے تو خوف اور غم فضا سے کھینچتی ہے۔ باہر سانس نکالے تو وسوسے کے کبوتر ہوا میں چھوڑتی ہے۔ ایسی مادی دنیا جس میں جذبے بھی آنکے، تولے اور بیچے جاسکتے ہوں، عنبرین کی شاعری ہاتھ پکڑ کر ندی کنارے لے جاتی ہے جہاں پر بجرا جاتا تو نظر آتا ہے، واپس لوٹتا دکھائی نہیں دیتا"۔ ان کی ایک آزاد نعتیہ نظم دیکھئے:

فضا کی پاکیزگی اچانک سوا ہوئی ہے
نئی سحر نے نوید دی ہے کرن کرن کی
چمن چمن میں صبا نے نکہت بکھیر دی ہے
فلک عقیدت سے خاک تک آ کے جھک گیا ہے
زمیں عجب سرخوشی سے معمور ہو رہی ہے
نگاہ میں اک حسین ساعت ہے جذب ایسے
کہ حسرتوں کے تمام منظر بدلنے کو ہیں
پلٹنے کو ہیں اُداسیوں کے مہیب سائے
پلک پلک پر ستارے آنکھیں بچھا رہے ہیں
درود سانسوں کے آبگینوں میں گھل رہا ہے
امر ہوئے ہیں حروف صلِّ علیٰ میں ڈھل کر
سماعتوں پر ثنا کی بھیگی ردا تنی ہے
بھڑک اٹھا ہے بجھا ہوا زندگی کا شعلہ
زباں پہ یہ کس کا نام آ کر ٹھہر گیا ہے
کہ رُوئے جاں کا ہر ایک پہلو سنور گیا ہے

عنبرین رفیق:- "میں نے خواب آزاد کیے"۔ مطبوعہ لاہور۔ جون ۱۹۹۳۔ ص ۱۵، ۱۶

عیاںؔ، رشیدہ

۴ مارچ ۱۹۳۵ کو پیدا ہوئیں۔ نعت کہتی بھی ہیں اور ترنُّم سے پڑھنے کی بھی قدرت نے صلاحیت عطا کی ہے۔ تعلیم ادیب فاضل تک ہے۔ نیو جرسی، امریکہ میں رہتی ہیں۔ خواتین کے اجتماعات میں نعت پڑھنا اور سیرت کے موضوع پر تقریر کرنا ان کی مصروفیات میں شامل ہے (۱)۔

دونوں جہاں میں سب سے حسیں آپ ﷺ ہی تو ہیں
پرتَو ہے جس کا ماہِ مبیں، آپ ﷺ ہی تو ہیں
کرتے ہیں مہر و ماہ سدا جس سے کسبِ نور
وہ نورِ کل، وہ ذاتِ حسیں آپ ﷺ ہی تو ہیں
ذرّوں میں جس کا ذکر ہے، تاروں میں جس کا نور
مبدائے حُسن، نُورِ مبیں آپ ﷺ ہی تو ہیں
مقصودِ کائنات ہیں، مطلوبِ لم یزلؔ
وجہِ قرارِ چرخ و زمیں آپ ﷺ ہی تو ہیں
رہتا ہے دھڑکنوں میں سدا ذکر آپ ﷺ کا
لاریب میرے دل کے مکیں آپ ﷺ ہی تو ہیں
پاسِ اَدب ہے، خوف ہے اخفائے راز کا
پردہ کہوں کہ پردہ نشیں، آپ ﷺ ہی تو ہیں
ہر اک شہود میں ہے عیاں پرتَوِ وجود
اور اس کی اک مثالِ حسیں آپ ﷺ ہی تو ہیں (۲)

---

(۱) اوج (گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کا مجلّہ) نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۵۲۶
(۲) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۴۹۲

فاطمہ، سیّدہ حمیدہ

وردِ نامِ نبی ﷺ میرے کام آ گیا
اہلِ دل کا مجھے بھی سلام آ گیا

پھر بُلاوے کی مجھ کو سعادت ملی
کام یوں گریۂ صبح و شام آ گیا

چشمِ دل نے کیا آنسوؤں سے وضو
لب پہ میرے درود و سلام آ گیا

سدرۃُ المنتہیٰ پہ جو پہنچے نبی ﷺ
ہر فرشتہ بپے احترام آ گیا

آیا لب پہ مرے ذکرِ خیرُ البشر ﷺ
عرش والوں کا مجھ کو سلام آ گیا

میری بخشش کی مجھ کو سَنَد مل گئی
لب پہ جب ذکرِ خیرُ الانام ﷺ آ گیا

مجھ پہ چشمِ کرم جب ہوئی فاطمہ
جذبۂ دل پہ رنگِ دوام آ گیا

محفل (ماہنامہ) لاہور — ستمبر ۱۹۹۳ء ص ۵۸

فائزہ احسان، پروفیسر

سہ ماہی "سیرتِ طیبہ" کراچی کے نعتِ رسول ﷺ نمبر حصہ دُوُم میں ان کی ایک نعت شائع ہوئی ہے۔

اس تمنا میں گزارا ہے یہ جیون اپنا
میرے معبود! مدینے میں ہو مدفن اپنا

گنبدِ خضرا کا سایہ ہو میسّر مجھ کو
سرورِ دیں ﷺ کا مدینہ بنے مسکن اپنا

وہ ترے دامنِ رحمت میں جگہ پاتا ہے
دامنِ پاک سے جو جوڑ لے دامن اپنا

نامِ نامی میں عجب ان کے ضیا پاشی ہے
جب کوئی نعت کہو، قلب ہو روشن اپنا

ان کے دربار میں پہنچی تو یہ محسوس ہوا
ہے کرم ان کا بہت، تنگ ہے دامن اپنا

حق کے محبوب ﷺ سے دعویٰ محبت ہے جنہیں
فائزہ ان پہ نچھاور کریں تن من اپنا

سیرتِ طیبہ (سہ ماہی) کراچی۔ نعتِ رسول ﷺ نمبر حصہ دوم۔ نومبر ۹۳ تا جنوری ۹۴ ۔ ص ۷۹

فاطمہ حسن

میں بکھیر دوں اسے حرف حرف
میں سمیٹ لوں اسے لفظ لفظ

مری روشنائی میں نور دے
مری فکر کو وہ شعور دے

کہ لکھوں تو مجھ پہ ہوں منکشف
مرے صدقِ دل کی عبارتیں

مرے لفظ لفظ سے ہوں عیاں
مرے جذبِ دل کی صداقتیں

میں عقیدتوں کی زباں لکھوں
میں محبتوں کی ثنا لکھوں

اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری فروری ۱۹۸۰۔ ص ۱۳۶ / تیز ندیم (مرتب) مدینۂ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۱۔ ص ۱۰۳

فرحت، ساجدہ

ان کی دو نعتیں ملتی ہیں۔ حالات زندگی دستیاب نہیں۔

وہ مقدر بدل گیا سب کا
اور کہنے کو ایک اُمّی تھا ﷺ

سب کے دل میں اُترتا جاتا تھا
ایک انسان اتنا سادہ تھا

علم کا شہر، صاحبِ معراج
زیست لیکن بہت غریبانہ

اس کی کونین میں مہک پہنچی
ایسا مہکا گلاب صحرا کا

اس کی خاطر ہے عالم آرائی
کوئی اس سے عزیز کیا ہو گا (۱)

بھٹکنے کا نہ اب گرنے کا ہے ڈر یا رسولَ اللہ ﷺ
کہ تھاما ہے ترا دامانِ اطہر یا رسولَ اللہ ﷺ

تری امت سے ہوں میں، کیوں نہ ہو پھر ناز قسمت پہ
شفاعت آئے گی تری میسر یا رسول اللہ ﷺ

نہیں ہے اہل وہ دل تیرے لطفِ بے نہایت کا

رہا جس دل میں ہو ذرہ برابر یا رسولَ اللہ ﷺ

اے تو دولت دنیا و عقبیٰ ہاتھ آ جائے
بنا لے سوچ کا تم کو جو محور یا رسولَ اللہ ﷺ

مہک اٹھیں دل و جاں پھر گل خوشبو سے فرحت کے
رکھلے لب پر ترا ذکر معنبر یا رسولَ اللہ ﷺ (۲)

---

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ میلاد النبی ﷺ نمبر۔ فروری ۱۹۸۰۔ ص ۳۶ / منیر قریشی، حاجی محمد (مرتب) بہارِ نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۴۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر۔ نقشِ ثانی۔ جنوری فروری ۱۹۸۲۔ ص ۲۲۸

(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر ۳۔ جنوری فروری ۱۹۸۳۔ ص ۲۷۶ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳۔ "یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم"۔ ص ۸۱

فرخ لاہوری، بی بی سلطان

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا "بی بی سلطان نام اور فرخ تخلص تھا۔ شیر علی قزلباش کی صاحبزادی تھیں۔ قزلباش محکمۂ مال میں ملازم تھے۔ فرخ کے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ نعتیہ دیوان چھپ گیا ہے۔ "گلشن فرخ" تاریخی نام ہے جس سے ۱۳۲۱ھ سن برآمد ہوتا ہے" (۱)۔ نمونۂ کلام یہ ہے:

یا رسولِ عربی ﷺ شاہوارِ مدنی
دولتِ حسن سے حق نے ہے کیا تجھ کو غنی

لبِ دنداں کو ترے دیکھ کے شرمندہ ہوئے
لعل و الماس و گہر اور عقیقِ یمنی

گل نے صد چاک کیا اپنی نزاکت کا لباس
دیکھ لی جب مرے محبوب ﷺ کی نازک بدنی

اے مرے رشکِ مسیحا، تری بیمار ہوں میں
بڑھ گئی حد سے مری بیکسی و خستہ تنی

بارِ عصیاں سے بہت تھک گئی گردن میری
ہر دم اس بات سے رہتی ہے مجھے دل شکنی

رکھل گئے غنچوں کے منہ صلِ علیٰ کہنے کو
دیکھ لی جبکہ محمد ﷺ کی شگفتہ دہنی

کو بہ کو پھرتی ہوں جوگن کی طرح میں فرخ
کان میں حلقہ کنیزی کا، گلے میں کفنی (۱)

حق نے مجھ کو حبِ احمد ﷺ میں کیا ممتاز ہے
طالعِ میموں پہ اپنے مجھ کو فخر و ناز ہے

ہیں ترے در کے گدا افضل شانِ دہر سے
خادمانِ احمدی ﷺ کو بس یہی اعزاز ہے (۲)

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۶۹

(۲) ایضاً۔ ص ۷۰

فردوس اختر، سیدہ

نامور نعت گو حضرت سید محمد مرغوب اختر الحامدی الضیائی کی زوجہ، حیدر آباد میں رہتی ہیں۔ ان کی مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے مشہور قصیدۂ نور کے چار اشعار پر تضمین نظر سے گزری ہے۔

عید آگئی نور کی، آیا مہینا نور کا
عرش سے تا فرش پھیلا ہے اجالا نور کا
آج اک پیغام نو لایا ہے تڑکا نور کا
"صبح طیبہ میں ہوئی، بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا"

آ گیا حیلِ علی موسم سہانا نور کا
ہے چمن کی ڈالی ڈالی، پتا پتا نور کا
طائران نور گاتے ہیں ترانا نور کا
"باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں، پڑھتی ہیں کلمہ نور کا"

تیرے دریائے کرم کا قطرہ قطرہ نور کا
تیری پاکیزہ گلی کا ذرہ ذرہ نور کا
تجھ سے نسبت ہے جسے، وہ ہے سراپا نور کا
"تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانا نور کا"

عید کا دن ہے، ذرا اٹھ جائے پردہ نور کا
دیکھ لیں یہ تشنہ آنکھیں آج جلوہ نور کا
سیدہ فردوس کو مل جائے حصہ نور کا
"میں گدا، تو بادشاہ، بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا ترا، دے ڈال صدقہ نور کا"

ماہِ طیبہ (ماہنامہ) کوٹلی لوہاراں۔ محفلِ میلاد۔ اکتوبر نومبر ۱۹۵۶ء۔ ص ۹۶ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳ء۔ "نورٌ علیٰ نور"۔ ص ۲۹

فضل بانو

رانا غلام شبیر نے اپنے مضمون "جھنگ کی نعتیہ شاعری" میں فضل بانو کا ذکر کچھ تفصیل سے کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ "سو سال سے زائد عمر کی یہ بالکل اَن پڑھ خاتون بلا کے حافظے کی مالک ہے۔ اس کی بے ثمر زندگی اور اس کے لرزہ خیز اعصاب شکن حالات سے یہاں ہر شخص آگاہ ہے۔ اس کا کلام کہیں بھی لکھا نہیں گیا۔ وہ جو کچھ کہتی ہے، زبانی یاد رکھتی ہے۔ فضل بانو ایک فاقہ کش ضعیفہ ہے۔ عشقِ رسول (ﷺ) اس کے دل کی آواز ہے۔ وہ مسلسل اپنا نعتیہ کلام سناتی رہتی ہے۔ اس کی غم ناک آنکھیں جذبوں کی صداقت کا مظہر ہوتی ہیں۔ اگرچہ وہ اَن پڑھ ہے مگر روحانی علم اور وجدان اس کو حقائق کا ادراک عطا کرتے ہیں۔ اس کی نعتیہ شاعری کا سفر پچاسی برس سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ ستائش اور صلے کی تمنا سے بے نیاز اپنی محرومیوں اور بے چارگی پر خود ہی نوحہ کناں ہے۔ اس عالم میں وہ نعتِ نبی (ﷺ) کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہے اور نعت میں بھی اس نے طبع آزمائی کی ہے اور خوب کی ہے"۔

مضمون میں اتنی زیادہ تعریف کے بعد ان کے تین اردو اور پانچ پنجابی اشعار نقل کیے ہیں۔ اردو "شعر" یہ ہیں:

محمد ﷺ کا جس نے لیا نام دل سے
خدا کی قسم با ایماں ہو گیا
اسی کے تصدق فلک سب ستارے
اسی کے لیے کل جہاں ہو گیا
وہ جس دل میں چاہت نہیں آپ ﷺ کی
اس کا سارا عمل رائیگاں ہو گیا (۱)

فضل بانو اپنے آقا حضور ﷺ سے اپنی ساری محبت اور اس کے مخلصانہ اظہار کے باوجود بے چاری اَن پڑھ ہیں، ان سے تو ایسی غلطیاں غیر متوقع نہیں۔ مضمون نگار اور نعت نمبر کے فاضل ایڈیٹر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی پر حیرت ہے، جنھوں نے یہ اشعار تعریفی انداز میں مضمون میں نقل کیے اور نعت نمبر میں شائع کیے۔

---

(۱) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور) نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۳۲۰

فائقہ پروین

۳ ستمبر ۱۹۳۶ کو لاہور کے ایک سید گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام سید ناصر حسین رضوی ہے۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا، یہ گورداسپور میں تھیں۔

۱۹۵۱ میں گوجرانوالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بی۔ اے کیا لیکن خواہش کے باوجود ایم۔ اے نہ کر سکیں۔

"فائقہ کے کلام میں جو تازگی، صحت اور پختگی ہے، اس نے انھیں اپنے دور کے نمائندگانِ سخن میں امتیازی شان کا مالک بنا دیا ہے"۔ (۱)

زباں کھلے تو فقط مدحت و ثنا کے لیے
دعا کو ہاتھ اٹھیں تجھ سے التجا کے لیے

یہ میرا قلبِ تپاں اور تری نگاہِ کرم
جبینِ شوق پہ کھلنے لگا شعورِ حرم
ترے نقوشِ کفِ پا کی روشنی میں عیاں
رہِ حیات کا ہر مرحلہ ہوا آساں
مرے شعور کو عرفان و آگہی تجھ سے
جبینِ شوق کو آدابِ بندگی تجھ سے
کرم کے چند گہر نور کے پسینے سے
اب اور چاہیے کیا عشق کے خزینے سے (۲)

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرۂ شاعراتِ پاکستان۔ ۱۹۷۶۔ ص ۱۷۷-۱۷۹
(۲) فضل فتحپوری، سید افضال حسین نقوی۔ اردو نعت، تاریخ و ارتقا۔ دار ادبیل کیشنز، کراچی۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۸۹۔ ص ۲۰۰، ۲۰۱

فوزیہ تسنیم

کہیں فوزیہ اور کہیں تسنیم تخلص استعمال کرتی ہیں۔ ان کی دو نعتیں ملتی ہیں۔

لب پہ اس ذات کا قصیدہ ہے
جو دو عالم میں برگزیدہ ہے
اس کی تقلید، دین ہے میرا
اس کی حرمت مرا عقیدہ ہے
ایک جھونکا بہارِ طیبہ کا!
دل کا گلشن، خزاں رسیدہ ہے
اس کی رفعت ہے فوزیہ، رفعت
اس کے در پہ جو سر خمیدہ ہے (۱)

کہنے لگی ہوں نعتِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
آئے ہیں لب پر حرفِ منور صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی سنت میرا زیور، ان کا اسوہ میرا جوہر
ان کا دیں ہے سر کی چادر صلی اللہ علیہ وسلم
ان کا مذہب خیر کا مصدر، ان کا مشرب لطف سراسر
ان کا منصب شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
ممنوں ان کا طبقۂ نسواں، حرمتِ آدم کے وہ نگہباں
ہیں تسنیم وہ سب کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم (۲)

---

(۱) شام و سحر۔ نعت نمبر ۳۔ جنوری فروری ۱۹۸۳۔ ص ۲۷۶ (شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ صفحہ ۲۵۵ پر مطلع اور مقطع مضمون میں نقل کیے گئے ہیں)
(۲) راز کاشمیری (مرتب) صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص ۱۲۱

قمر محمدی بیگم

"آستانہ" دہلی میں ان کی ایک نظم "پردہ" شائع ہوئی جو دراصل منظوم واقعۂ سیرت ہے۔ البتہ اس میں جو واقعہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے منسوب کیا گیا ہے، وہ عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشہور ہے۔ سید سلیمان ندوی ابن سعد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ سے یہ نہیں فرمایا تھا بلکہ خود حضرت عائشہؓ نے اسحاق تابعی سے یہ بات کہی تھی (۱)۔

میں نے طبقاتِ ابنِ سعد دیکھی ہے تو اس کے حصۂ ہشتم میں ہے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور (حضرت) میمونہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس تھیں۔ اتنے میں حضرت ابنِ اُمِّ مکتومؓ آ گئے تو یہ واقعہ ہوا (۲)۔ محمدی بیگم قمر کی نظم یہ ہے:

ایک دن کا واقعہ ہے، حضرت خیر الانام ﷺ
فاطمہؓ زہرا کے گھر پر کر رہے تھے جب قیام

اتفاقاً" اک فقیرِ بے بصر نے دی صدا
"دو خدا کی راہ میں، اللہ رکھے شاد کام"

جب اُنھیں خیرات دینے کے لئے بی بی بتول
حضرتِ والا ﷺ ہوئے اِس طرح اُن سے ہم کلام

"کیا نہیں پردہ کروگی اس سے تم اے فاطمہ

دین کے قانون کا لازم ہے تم پر احترام"

سن کے بولیں فاطمہؓ یہ، اے حضورِ دو جہاں ﷺ!
ایسے نابینا سے کیا پردہ کا کیجے اہتمام

شاہ ﷺ نے فرمایا "لیکن تم تو نابینا نہیں
تم پہ بھی اے فاطمہ واجب ہے پردہ کا کلام"

بس اسی شمعِ ہدایت سے ہمیشہ کام لے
اور نہ ہرگز اے قمرؔ بے پردگی کا نام لے (۳)

---

(۱) سلیمان ندوی، سید۔ سیرتِ عائشہؓ۔ کتب خانہ انجمن حمایت اسلام، لاہور۔ جنوری ۱۹۸۰۔ ص ۱۶۰، ۱۶۱

(۲) محمد بن سعد البصری، ابو عبداللہ۔ طبقاتِ ابنِ سعد۔ حصہ ہشتم۔ صالحات و صحابیات (مترجم راغب رحمانی) نفیس اکیڈمی، کراچی۔ طبع چہارم، اپریل ۱۹۸۷۔ ص ۲۴۹، ۲۵۲، ۲۵۳

(۳) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ جون ۱۹۵۵۔ ص ۴۳

❀❀❀❀❀

قمر آرا چودھری، ڈاکٹر

ماہنامہ "مخدوم جہاں" کے ایک پرچے میں ان کا پتا چھپا ہوا ہے۔ "۱۰۸۔ ملتان روڈ۔ لاہور"۔(۱) نیو شالامار روڈ کے شروع میں ان کا کلینک ہے۔ "قمر کلینک"۔

حفیظ تائب کے مرتبہ انتخابِ نعت میں ان کی یہ نعت ملتی ہے:

جب بھی لکھنے گی ہوں میں نعتِ نبی ﷺ، انگلیوں میں قلم تھرتھرانے لگا
جھلملاتا لرزتا ہُوا اشکِ غم، دامنِ چشم میں جگمگانے لگا
پلکیں گل رنگ موتی پروتی گئیں، مشکلیں دل کی آسان ہوتی گئیں
جب نبیٔ مکرم ﷺ کا اسمِ حسیں، دمبدم میرے ہونٹوں پہ آنے لگا
گلشنوں کے گھنے ابر چھٹتے گئے، فاصلے درمیاں کے سمٹتے گئے
دوریوں میں حضوری کا لطف آ گیا، فیضِ صلِّ علیٰ رنگ لانے لگا
اس میں تازہ بہاریں اترنے لگیں، کیفیت کے نئے رنگ بھرنے لگیں
میری سوچوں کے گلزارِ بے برگ میں، جب سے وہ نورِ حق آنے جانے لگا
کاروانِ شہِ طیبہ ﷺ کے ساتھ ہیں، ہر گھڑی رحمتیں، ہر کہیں برکتیں
دستِ اقدس نے بڑھ کر سہارا دیا، جب کسی کا قدم ڈگمگانے لگا

(۲)

دوسرا اور تیسرا، دو شعر سید محمد حسین تنویر مشہدی نے درودِ پاک کے موضوع پر اپنی مرتبہ کتاب میں شامل کیے (۳)۔

---

(۱) "مخدومِ جہاں" (ماہنامہ) دہلی۔ جنوری ۱۹۸۹۔ ص ۱۳

(۲) حفیظ تائب (مرتب) بہارِ نعت۔ پاکستان رائٹرز گلڈ (صوبہ پنجاب) لاہور۔ بار اول۔ مئی ۱۹۹۰۔ ص ۱۵۷)

(۳) تنویر مشہدی، سید محمد حسین۔ صلّوا علیہ وآلہٖ۔ مطبوعہ لاہور (خالد ٹاؤن۔ گجومتہ، لاہور) ص ۲۱۰

قمر القادری، بیگم

شہزاد احمد، بانی و صدر ترقّیِ نعت ٹرسٹ، کراچی (ایڈیٹر ماہنامہ "حمد و نعت" کراچی) نے حیدر آباد سندھ کے شعرا میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"ان کا پہلا مجموعۂ کلام "لمعاتِ قمر" ہے جس میں حمد و نعت اور منقبت کے علاوہ نظمیں اور غزلیں بھی شامل ہیں۔ بیگم قمر القادری ایک دین دار خاتون ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو ایمان کا جزو قرار دیتی ہیں۔ یہ تعلیمِ نسواں کے ساتھ تربیتِ نسواں کی بھی مبلّغ ہیں۔ ان کی شاعری میں حمد و نعت اور مناقب کے مضامین کے علاوہ خوش اخلاقی اور اصلاح کے پہلو پر بھی توجہ دی گئی ہے"۔

مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں
مرے آقا ﷺ کا در ہے اور میں ہوں

نبی ﷺ کے حسن کی ہے بارشِ نور
سمندر موج پر ہے اور میں ہوں

مری آنکھوں کا عالم، کچھ نہ پوچھو
غبارِ خاکِ در ہے اور میں ہوں

اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج، شاہدرہ، لاہور) نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۲۱۸ ("حیدر آباد کے شعرا" از شہزاد احمد)

قمر چندوسی

قمر جہاں نام اور قمر تخلص ہے۔ مراد آباد کے ایک قصبہ چندوسی میں خاندانی جاگیر تھی۔ ۱۹۴۷ء میں وہیں پیدا ہوئیں۔ اسی قصبے میں تعلیم پائی۔ وہیں پلی بڑھیں اور شادی ہوئی۔ پٹھانوں کے یوسف زئی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے پیدا ہو گیا۔ بڑے بھائی اکبر علی شاعر تھے، انہوں نے ادبی تربیت کی۔ ان کے کلام کا بیشتر حصہ نعتوں پر مشتمل ہے۔ سلطانہ مہر نے "آج کی شاعرات" میں ان کا ترجمہ لکھا ہے، نعت گوئی سے ان کے ذوق و شغف کا ذکر کیا ہے، لیکن نمونۂ کلام میں کوئی نعتیہ شعر نہیں دیا۔

---

(۱) سلطانہ مہر۔ آج کی شاعرات۔ محرابِ ادب، کراچی۔ ۱۹۷۳ / ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۷

●●●

قیصرہ علیم

حُسن جہاں ہے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خیرِ جہاں پیغامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ نبوت جلوہ نما ہے، رحمتِ حق ہر سُو برپا ہے
رشکِ سحر ہے شامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ حق کا مہمانِ گرامی، حور و ملک دیتے تھے سلامی
عرش پہ تھا جب گامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی مہک ہے گلشن گلشن، اس کا چرچا آنگن آنگن
عرشِ بریں ہے بامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حُسن سراپا اس کی صورت، صدق سراسر اس کی سیرت
حق ہی حق پیغامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

راز کاشمیری (مرتب)۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۹۶ / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ ۱۴۱۱ھ۔ ص ۵۸۰

قیصری بیگم

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے سہ ماہی "اردو نامہ" کراچی (اپریل ۱۹۷۷ء) اور نصیر الدین ہاشمی کی "حیدر آباد کی نسوانی دنیا" (ادارہ دورِ جدید' حیدر آباد دکن) کے حوالے سے قیصری بیگم کا بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

"قیصری بیگم مولوی محمد اشرف الحق کی چھوٹی بیٹی اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی نواسی تھیں۔ والدہ کا نام صغریٰ بیگم تھا جو مرآۃ العروس میں اصغری کے روپ میں نظر آتی ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئیں۔ ان کی پہلی باقاعدہ استاد ان کی والدہ تھیں۔ ان کے علاوہ مولوی انتظام الدین حقی سے تحصیل علمی کی تھی۔ عربی' فارسی اور اردو کے علاوہ انگریزی سے بھی واقف تھیں۔ خواتین کی اصلاح و تعلیم اور ترقی و تہذیب سے خاصی دلچسپی تھی۔ اپنے اس ذوق کی تسکین کے لیے مدرسہ تعلیم القرآن بھی قائم کیا تھا اور اس میں خود بھی پڑھاتی تھیں۔ ادب و شعر سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ شاعری میں حمد و نعت و سلام ان کا خاص موضوع تھا۔ متعدد علمی و ادبی کتابوں کی مصنف تھیں۔ ان کی خود نوشت سوانح عمری کئی سال تک "اردو نامہ" میں شائع ہوتی رہی ہے۔ نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ شاعری میں دخل ہے۔ بہت سا کلام جمع ہو چکا ہے جس میں زیادہ تر حمد، نعت و سلام شامل ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا نمونہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ اس لیے یہ تذکرہ ان کے کلام کے نمونے سے خالی ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو حیدر آباد دکن میں انتقال ہو گیا"۔

ابوسلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۷۳

کمالؔ' زاہدہ

والد کا نام محمد اکرام خاں ہے۔ قصبہ شاہ آباد مارکنڈہ ضلع کرنال میں پیدا ہوئیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان کا قیام جہلم اور لاہور میں رہا۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جہلم سے میٹرک کیا۔ ایف اے تک لاہور کالج میں زیر تعلیم رہیں (۱)۔ ان کی ایک نعت ملی ہے:

رسولِ ہاشمی آیا' حبیبِ کردگار ﷺ آیا
غریبوں کا سکوں آیا' امیروں کا قرار آیا

زمیں سے آسماں تک روشنی ہی روشنی پھیلی
جمالِ مصطفیٰ ﷺ سے دونوں عالم پر نکھار آیا

فلک بولا' شہِ کون و مکاں ﷺ تشریف لاتے ہیں
زمیں بولی کہ وہ پیغمبرِ گردوں وقار ﷺ آیا

زمانہ کیوں نہ ہو قربان اس کی شانِ رحمت کے
خطائیں دشمنوں کی بخش دیں' جب ان کو پیار آیا

ہوا شق چاند' کلمہ بھی پڑھا پتھر کے ذروں نے
مگر اس پر بھی نہ ان کافروں کو اعتبار آیا

جہاں بھی کوئی مشکل اے کمالِ خستہ جاں آئی
محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام لب پر بار بار آیا (۲)

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرۂ شاعراتِ پاکستان۔ مکتبہ خاتونِ پاکستان' کراچی۔ ۱۹۷۱ء۔ ص ۱۸۳

(۲) مسلمہ (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۷۱ء

کمتر، رقیہ بیگم

نصیر الدین ہاشمی کے تذکرے میں ان کا ذکر بایں الفاظ ملتا ہے:

"مولانا سیّد احمد مدنی کی شریکِ زندگی تھیں اور محبوبیہ گرل اسکول میں معلّمہ تھیں۔ سینئر کیمرج تک السنہ مشرقی کی تعلیم آپ سے ہی وابستہ تھی۔ اپنی اعلیٰ قابلیت کے باعث ممتاز حیثیت رکھتی تھیں"۔ (۱)

فکرِ سخن بھی کرتی تھیں۔ کمتر آپ کا تخلص تھا۔ آپ کا کلام دلچسپ اور موثر ہے"۔

تجھ کو دیکھا تو نہ آنکھوں میں سمایا پھر عرش
واہ کیا شان ہے اے گنبدِ اخضر تیری

محمد ﷺ محمد ﷺ پکارا کروں
یونہی زندگانی گزارا کروں (۲)

---

(۱) نصیر الدین ہاشمی۔ خواتینِ عہدِ عثمانی۔ ص ۳۱
(۲) خواتینِ عہدِ عثمانی۔ ص ۶۸

**

کنول، ساجدہ

منور قلب کا غارِ حرا ہے
چراغِ یادِ احمد ﷺ جل رہا ہے
ثنائے مصطفیٰ ﷺ کا مرحلہ ہے
قلم کاغذ پہ سجدے کر رہا ہے
صداقت کی صدا صبحِ صفا ہے
تفکر کی سنہری شام رہا ہے
ہر اک ارماں کو ہے سجدے کی حسرت
دلِ مضطر میں بس کا نقشِ پا ہے
سنہری جالیوں کے سامنے ہوں
سنہرا خواب پلکوں نے بُنا ہے
وہ پیشانی پہ جلتے موسموں کی
ہمیشہ ابر بن کے چھا گیا ہے
بُری ہے اُسوۂ آقا ﷺ سے دُوری
کنولؔ حالات کا یہ تجربہ ہے

شاعرہ کا تعلق کراچی سے ہے۔

صبیح رحمانی (مرتب) ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۱۱۲

++++

کنیز، منجھو خانم

حکیم فصیح الدین رنج کے بیان کے مطابق طبیب الدولہ لکھنؤی کی صاحبزادی تھیں۔ بارہ برس کی عمر میں شعر گوئی کا شوق ہوا۔ مزید حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ حکیم فصیح رنج نے اپنے تذکرے میں ان کی ایک نعتیہ رباعی درج کی ہے جس سے نعت گوئی سے ان کی دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے:

ہے دستِ الٰہ نام تیرا یا شاہ ﷺ!
بس غیر کے ہاتھ پر نہ رکھ میری نگاہ
تیری ہو کنیز اور کسی کی دست نگر
"لاحَولَ وَلاَ قُوۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ"

فصیح الدین رنج حکیم۔ تذکرۂ بہارستانِ ناز۔ مجلس ترقی ادب' لاہور۔ ۱۹۶۵ / ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۷۵' ۷۶ / شام و سحر۔ (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۱۹۸

کنیز، کنیز فاطمہ

عبدالباری آسی اور محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے تذکروں میں لکھا ہے کہ ۱۹۱۰ میں بقیدِ حیات تھیں۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے جو تین سطریں اس خاتون شاعرہ کے بارے میں لکھی ہیں' ان میں شامل معلومات انہوں نے متذکرہ بالا دونوں تذکروں ہی سے حاصل کی ہوں گی لیکن انہوں نے ۱۹۱۰ کے بجائے ۱۹۱۸ لکھ دیا ہے۔ خالد علیم نے "تذکرۃ الخواتین" کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۹۲۷ میں شائع ہوا اور اس میں تحریر ہے کہ "۱۹۱۰ میں پتھر والی گنج میں رہتی تھیں' اب بھی شاید وہیں ہوں"۔ ۔ ۔ ۔ اگر یہ اندازہ درست ہو تو معنٰی یہ نکلتا ہے کہ ۱۹۲۷ تک حیات تھیں' بعد کا کچھ پتا نہیں۔

"تذکرہ شاعراتِ اردو" میں ۱۹۰۱ کے ساتھ ۱۳۰۷ھ بھی لکھا ہے (۱)۔ لیکن یہ کسی طرح ممکن نہیں۔ کیونکہ ۱۹۱۰ تو ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۲۷ کو شروع ہوا اور ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲۸ھ کو ختم ہوا تھا (۲)۔

عبدالباری آسی کہتے ہیں کہ کنیز فاطمہ ایک نکتہ رس سخن سنج ہیں۔ نمونۂ کلام سے مذہبی رنگ ظاہر ہے (۳)۔ محمد جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ یہ ایک تعلیم یافتہ اور خوش ذوق خاتون تھیں (۴)۔

نمونہ نعت یہ ہے:

رضواں تری جنت مجھے درکار نہیں ہے
طیبہ کا ترے باغ میں اک خار نہیں ہے

کر پر جو ترا سایۂ دیوار نہیں ہے
شاہا ﷺ مجھے فردوس بھی درکار نہیں ہے

کس دل میں تری حسرتِ دیدار نہیں ہے
خواہاں ترا کون اے شہِ ابرار ﷺ نہیں ہے

یا شاہ ﷺ ٹھکانا ہے مرا آپ کے ہاتھوں
بیکس ہوں، مرا کوئی مددگار نہیں ہے

اس دل کو کہیں اہلِ وفا کہتے ہیں پتھر
جس دل میں ولائے شہِ ابرار ﷺ نہیں ہے (۵)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۰۰
(۲) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہر تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۱۴، ۲۱۵
(۳) عبدالباری آسی۔ تذکرۃ الخواتین۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ ۱۹۲۷ / نزہت شبنم چغتائی کا ایم اے اردو کا مقالہ "اردو شاعری میں خواتین کا حصہ" (پنجاب یونیورسٹی)۔ ص ۱۳۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۱۹۸
(۴) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۰۰
(۵) ایضاً۔ ص ۲۰۱

کوثر عباس

پروفیسر کوثر عباس جھنگ سے تعلق رکھتی ہیں۔ رانا غلام شبیر نے اپنے مضمون "جھنگ کی نعتیہ شاعری" میں خواتین کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ "جھنگ میں نعتیہ شاعری کا ایک اہم دبستان خواتین کا رہینِ منت ہے۔ اس علاقے میں مشرقی اقدار اور اسلامی شعائر سے وابستگی کا نہایت اہم کردار ہے۔ نعت خواں خواتین صرف خواتین کی محافل میں ہی ہدیۂ عقیدت پیش کرتی ہیں۔ متعدد شاعرات نے نعت خوانی اور نعت گوئی میں حصہ لیا مگر یہ نعتیں محدود رہیں کیونکہ یہ کہیں چھپ نہیں سکیں۔ لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ حضور ختم المرسلین (ﷺ) کی ذاتِ اقدس سے والہانہ وابستگی اور دلی عقیدت یہاں کی خواتین کا امتیازی وصف رہا ہے۔ مثال کے طور پر محترمہ پروفیسر کوثر عباس کی ایک نعت ملاحظہ ہو"۔

طلب ہے ہم فقیروں کی، سوا دو یا رسولَ اللہ ﷺ
ہمیں بھی روضۂ اطہر دکھا دو یا رسولَ اللہ ﷺ
ہزاروں نے بھرے دامن خوشی سے اے شہِ بطحا ﷺ
مری بگڑی بھی اب للہ بنا دو یا رسول اللہ ﷺ
بڑا مشکل ہوا جینا حبیبِ کبریا ﷺ میرا
خدا کے واسطے جینا سکھا دو یا رسول اللہ ﷺ
کفن کو میرے مل جائے ذرا سا ٹکڑا کملی کا
کرم اتنا ذرا مجھ پہ کما دو (۱) یا رسول اللہ ﷺ
پیاسی مر رہی ہوں، آرزوئے آبِ زمزم ہے
مبارک ہاتھ سے اپنے پلا دو یا رسول اللہ ﷺ (۲)

---

(۱) "کرم کمانا" پنجابی ہے، اردو نہیں۔ "دو یا رسول اللہ ﷺ" کی ردیف ایک شعر میں "لو یا رسول اللہ ﷺ" میں بدل گئی (وہ شعر ہم نے نقل نہیں کیا)
(۲) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور) نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۳۱۹

کوکبؔ، خدیجہ

علاجِ درد بھی تم سے، قرار تم سے ہے
درِ حرم کی طلب بار بار تم سے ہے

گزر رہے ہیں خدا جانے روز و شب کیسے
خزاں رسیدہ چمن میں بہار تم سے ہے

دیارِ کعبہ مسلماں کی منزلِ مقصود
کہ ہر گدائے حرم باوقار تم سے ہے

یہ وہ جہاں جسے انسان کی پرکھ بھی نہیں
میں وہ گدا کہ جو امیدوار تم سے ہے

مرے جنوں نے زمانے کو خوب پہچانا
مری بہشت جہاں کامگار تم سے ہے

کہ جبرئیل سے نسبت مجھے نہیں کوکبؔ
ہے ربط روح کو اور بے شمار تم سے ہے

ائر سروسز پبلک ریلیشنز ڈائرکٹوریٹ کا آرگن "ہلال" (ہفت روزہ) راولپنڈی۔ ۲۳ جولائی ۱۹۷۶ء۔ ص ۱۰

●●●

کیفی (شاہزادی)

دُرگاہ پرشاد نادر، حکیم فصیح الدین رنجؔ، عبدالباری آسیؔ، محمد یونس خالدی اور ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری سب نے ان کے بارے میں صرف یہی معلومات نقل کی ہیں کہ تخلص کیفی تھا، اصل نام معلوم نہیں۔ تیموریہ خاندان کی ایک شاہزادی تھیں۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ سے پہلے وفات پائی۔ ہر تذکرے میں ان کے نمونۂ نعت کے طور پر تضمین بر نعتِ قدسیؔ کے چند بند بصورتِ مخمس دیئے ہیں۔ "تذکرہ بہارستانِ ناز" میں اس تضمین کے دس بند ہیں، باقی حضرات نے دو یا تین بند نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ البتہ خالد علیم نے اپنے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں "بہارستانِ ناز" کے حوالے سے دسوں بند نقل کر دیئے ہیں۔

دراصل ان معلومات کا ماخذ جس کا ذکر کسی تذکرہ نویس نے نہیں کیا، قاضی محمد عمر کی مرتبہ کتاب "حدیثِ قدسی" ہے (۱)۔ "حدیثِ قدسی" ۱۲۷۲ھ میں یعنی ۱۸۵۶ء (۲) میں چھپی۔ اس میں کیفی کی تضمین بر نعتِ قدسیؔ شامل ہے۔ جس کے دس بند ہیں (یہی بند حکیم فصیح الدین رنجؔ نے "بہارستانِ ناز" میں اور ان کے حوالے سے خالد علیم نے اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں) عنوان یہ لکھا ہے۔ "مخمس کیفی صاحب از خاندانِ امیر تیمور"۔

"حدیثِ قدسیؔ" ۱۸۵۶ میں شائع ہوئی اور اس میں کیفی کے مرحوم ہونے کی کوئی خبر نہیں۔ پھر تذکرہ نویسوں نے ان کے ۱۸۵۷ سے پہلے وفات پانے کی خبر کہاں سے لی، اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

ایک عرصے تک جنگِ آزادی کو انگریز حکام کے ڈر سے یا ان کے زیرِ اثر "غدر" لکھا جاتا رہا۔ "تذکرہ شاعراتِ اردو" میں بھی یہی لکھا ہے (۳)۔ انگلہ نے اپنے ایم اے کے مقالے میں بھی یہی غلط اصطلاح نقل کر دی ہے (۴)۔ البتہ ڈاکٹر ابو سلمان نے صرف ۱۸۵۷ (۵) اور خالد علیم نے "۱۸۵۷ کی جنگِ آزادی" لکھا ہے (۶)۔

ندرت شبنم چغتائی نے اپنے ایم اے کے مقالے میں کیفی کی تضمین کے ذکر کے بعد لکھا ہے۔ "اس سے پتا چلتا ہے کہ عورتوں نے نعت نویسی کی بھی کوشش کی"۔ (۷)

کس کا منہ ہے جو کرے مدح تری میرے نبی ﷺ
نعتِ اطہر میں ہے جب مخفیٔ ذکی محض غبی
حبذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی
"مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی"

مہبطِ روحِ قدس آپ ﷺ کی ذاتِ والا
عرشِ اعظم درِ دولت پہ کہے صلِ علیٰ
عظمتِ رتبۂ والا ہو شہا کس سے ادا
"نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر ز آدم و عالم تو چہ عالی نسبی"

رتبہ وہ تیرے سگِ کُو کا ہے اے شاہِ امم ﷺ
سر بہ پا اس کے رہا شیرِ فلک بھی ہر دم
رشک افزائے ملائک ہے سرائے آدم
"نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگِ کُوئے تو شد بے ادبی"

---

(۱) محمد عمر مظفر نگری' قاضی۔ حدیثِ قدسی۔ مطبوعہ مطبع رزاقی' دہلی۔ ۲۷ ۱۳ھ۔ ص ۶۶
(۲) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ' لاہور۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۰۶' ۲۰۷
(۳) جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۵۸
(۴) ایضاً۔ "اردو شاعری میں نعت گوئی (شہیدی سے پہلے اور خصوصاً" بعد میں)"۔ ایم اے اردو' پنجاب یونیورسٹی کا مقالہ۔ ص ۵۶
(۵) ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۷۹
(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۱۹۸ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)
(۷) ایم اے اردو (پنجاب یونیورسٹی) کا مقالہ "اردو شاعری میں خواتین کا حصہ"۔ ص ۷۵' ۷۶

گل زیب زیبا

میں کاش اپنے عجز کو یہ اختیار دوں
یادِ نبی ﷺ میں عمر ہی ساری گزار دوں
اے آرزوئے دیدِ مدینہ بتا کہ میں
اپنا سکون نذر کروں یا قرار دوں

توفیق چاہتی ہوں میں ربِ رسول ﷺ سے
اتنی فکرِ سخن کہ سزا کو نکھار دوں
سمجھوں گی' شاعری بھی عبادت سے کم نہیں
اک حرفِ حق جو میں کسی دل میں اتار دوں
گل زیب نعت کہنے کا تب لطف آئے گا
دنیاوی خواہشات کو عقبیٰ پہ وار دوں (۱)

ستمبر ۱۹۹۳ء میں کراچی کے ایک ہوٹل میں ادارہ فکرِ نو کی جانب سے ایک شعری نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں صرف نوجوان شعرا کو مدعو کیا گیا تھا۔ صدارت گل زیب زیبا نے کی۔ شاہد کمال' اختر سعیدی' خالد عمران مظہر' یعقوب غزنوی' نعمان جعفری' رشید خان رشید (ناظمِ مشاعرہ) محمد علی گوہر' عتیق الرحمان عطا' عبید الرحمان عبید' احمد خیال' شمع انصاری' تابش اختر شاداب' صدف مہدی' رفیق خیال' افتخار رشک اور پروفیسر شوکت اللہ جوہر (واحد سینئر شاعر) نے کلام سنایا (۲)۔

---

(۱) جنگ (روزنامہ) کراچی۔ ۲۷۔ اگست ۱۹۹۳ (جمعہ ایڈیشن - ادبی صفحہ)
(۲) جنگ۔ کراچی۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۳

لطیف، لطیف النسا بیگم

نصیر الدین ہاشمی نے اپنے ایک تذکرے میں ان کا ذکر یوں کیا ہے:

"محبوبیہ گرلز اسکول میں اردو کی معلمہ ہیں، شاعرہ ہیں۔ لطیف تخلص کرتی ہیں۔ رسالہ "عصمت" وغیرہ میں اکثر آپ کا کلام شائع ہوتا ہے جس سے آپ کے پختگی کلام کا کافی ثبوت ملتا ہے"۔

نصیر الدین ہاشمی نے نمونے کے طور پر ان کا ایک ہی نعتیہ شعر درج کیا ہے:

بڑے مقتدا ہیں ہمارے محمد ﷺ
شہ انبیا ہیں ہمارے محمد ﷺ

نصیر الدین ہاشمی۔ خواتین عہدِ عثمانی۔ ص ۷۰

❀❀❀❀❀

لیلیٰ حسین پوری

ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں ان کی منظومات شائع ہوتی رہیں۔ ان کے نام کے ساتھ "شاعرۂ آستانہ" لکھا جاتا تھا۔ "مقیم بیکانیر" کے الفاظ بھی ان کے نام کے بعد لکھے ہوئے ملتے ہیں (۱)۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور میں ان کی ایک نعت چھپی، اس کے ساتھ "مالیر کوٹلہ۔ بھارت" کے الفاظ چھپے ہوئے ہیں (۲)۔

ادارہ آستانہ کی جانب سے لیلیٰ کی ایک نعت سے پہلے یہ نوٹ ملتا ہے:

"محترمہ لیلیٰ حسین پوری، ہندوستان کی سحر طراز ادیبہ اور باکمال شاعرہ ہیں۔ محترمہ نے ایک ایسے مقدس گھرانے میں پرورش پائی ہے جہاں فضل و کمال کے سمندر موجزن تھے اور جہاں علم و ادب کے گلشن آراستہ تھے۔ اندازِ بیان کی ندرت، دلکش تراکیب اور طرزِ ادا کی سادگی محتاجِ بیان نہیں ہے۔ یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ محترمہ ایک مشہور ادیب اور ایک بلند پایہ شاعر کی شریکِ حیات ہیں"۔ (۳)

لیلیٰ کی ایک عارفانہ غزل کا مقطع یہ ہے:

خدا لیلیٰ مرے بھائی کو دائم شادماں رکھے
سخن میں میرے جس کے فیض سے زورِ کلام آیا (۴)

اس سے صرف اتنا معلوم ہو سکتا ہے کہ لیلیٰ کے خاوند بھی شاعر تھے اور ان کے بھائی بھی، اور بھائی سے شاید وہ مشورۂ سخن بھی کرتی تھیں۔ اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

ان کی بعض نعتوں کے منتخب اشعار دیکھیے:

میں بخشش کا ساماں کیے جا رہی ہوں
کہ نامِ محمد ﷺ لیے جا رہی ہوں

محبت کی راہیں ہیں پیچیدہ تو کیا
کہ جانا جہاں چاہیے، جا رہی ہوں

بامیدِ دیدارِ ساقیٔ کوثر ﷺ

شب و روز آنسو بہے جا رہی ہوں (۵)

بتاؤں کیا تجھے اے ہم نشیں، کیا یاد آتا ہے
مدینہ یاد آتا ہے، مدینہ یاد آتا ہے
وہی آنکھوں پہ جانِ تمنا یاد آتا ہے
مجھے وہ گنبدِ پُرنورِ خضرا یاد آتا ہے
جہاں دن رات رحمت کی پھواریں سی برستی ہیں
وہ خطہ مرکزِ الطافِ خدا کا یاد آتا ہے
وہ دل کی دھڑکنیں، وہ وادیِ بطحا کی نزدیکی
وہ نظارے، وہ طوفانِ تمنا یاد آتا ہے
نگاہوں میں وہی ہیں نورِ ایمانی کے نظارے
حریم پاک و محراب و مصلیٰ یاد آتا ہے
درِ اقدس قریب آنے پہ وہ بے تابیاں دل کی
جبینِ شوق کا سجدے پہ سجدہ یاد آتا ہے
جہاں روحوں کی تسکیں ہے، جہاں آنکھوں کی جنت ہے
وہ وادی یاد آتی ہے، وہ روضہ یاد آتا ہے
میں اک وارفتگی میں کہتی رہتی ہوں یہی لیلیٰ
مدینہ یاد آتا ہے، مدینہ یاد آتا ہے (۶)

رکی رہی ہیں جو آہیں، سلام کہتی ہیں
نہیں اٹھیں جو نگاہیں، سلام کہتی ہیں
"درِ حضور ﷺ ہے معراجِ دید جن کے لئے
وہ التجا کی نگاہیں سلام کہتی ہیں
جو بارگاہِ نبی ﷺ تک رسا نہیں ہوتیں
وہی فغاں، وہی آہیں سلام کہتی ہیں

درود بھیجتے ہیں جادہ ہائے فرطِ ادب
وفورِ شوق کی راہیں سلام کہتی ہیں
کرے کوئی مرے مولا سے عرض اے لیلیٰ
کسی غریب کی آہیں سلام کہتی ہیں (۷)

یا حبیبِ ربِ اکبر ﷺ آپ پر لاکھوں سلام
یا شفیعِ روزِ محشر ﷺ آپ پر لاکھوں سلام
الصلوٰۃ اے غیرتِ صد یوسفِ کنعان و مصر
رشکِ مہر و ماہِ انور آپ پر لاکھوں سلام
آپ کے دم سے یہ تیرہ خاکدانِ کائنات
ہو گیا یکسر منور آپ پر لاکھوں سلام
خالقِ اکبر، ملائک، انبیا و اولیا
بھیجتے ہیں سب برابر آپ پر لاکھوں سلام
شان سی ہے شان، کچھ توقیر سی توقیر ہے
بھیجے حق، اللہ اکبر آپ پر لاکھوں سلام
دین و ایمان و دل و جاں کی، یہ لیلیٰ، یا نبی ﷺ!
لائی ہے نذرِ محقر آپ پر لاکھوں سلام (۸)

قلب و جانِ روح پرور الصلوٰۃ والسلام
امن و راحت کے پیمبر الصلوٰۃ والسلام
خلوتِ اَدنیٰ کی واحد گرمیِ محفل ہیں آپ
آپ کا ہو کون ہمسر الصلوٰۃ والسلام
آپ کے رتبے کی رفعت پوچھیے اللہ سے
سب سے افضل، سب سے برتر الصلوٰۃ والسلام
باغ میں خوشبو پسینہ کی اڑا لائی صبا

کہہ رہا ہے ہر گلِ تر الصلوٰۃ والسلام
آپ کا خلق عظیم اللہ اکبر' یا نبی ﷺ!
ہو گئے سب دل مسخر الصلوٰۃ والسلام
یا رسولَ اللہ ﷺ! اتنا ہوش لیلیٰؔ کو رہے
وقتِ آخر ہو لبوں پر الصلوٰۃ والسلام (۹)

فریادِ محبت میں کچھ اس طرح اثر ہو
دل پر جو گزرتی ہے' انہیں اس کی خبر ہو
تدبیر ہو ایسی کہ بس اس طرح بسر ہو
پتھر تری دہلیز کا ہو اور مرا سر ہو
دم توڑ رہا ہے کوئی فرقت میں خدایا
اتنی سی خبر ہو' انہیں اتنی سی خبر ہو
سینے میں ہے دن رات مدینے کی تمنا
میرے لیے اے شوق بس اب تو ہی خضر ہو
بگڑی ہوئی بن جائے گی اے ختمِ رسل ﷺ سب
احوال پہ امت کے اگر ایک نظر ہو
دربارِ شہِ کون و مکاں ﷺ تک ہو رسائی
اتنا تو اثر نالے میں اے دیدۂ تر ہو
یا رب جو مٹوں میں تو مدینے میں پہنچ کر
پھر خاک مری خاکِ پہ راہگزر ہو
جس دن ہو میسر درِ مولا ﷺ پہ رسائی
لے دے کے وہی شام' وہی اپنی سحر ہو
مرشد ہو جو لیلیٰؔ تو مرے شیخ سا مرشد
ہر رنگ سے جو رشکِ مسیحا و خضر ہو (۱۰)

رتبے میں اک دوسرے سے کوئی گو کمتر نہیں
اک پیمبر بھی شہِ کونین ﷺ کا ہمسر نہیں
جس میں سوائے رسول اللہ ﷺ نہ ہو وہ سر نہیں
دل نہیں' الفت نبی ﷺ کی نقش جس دل پر نہیں
دیکھنی امت نوازی شافعِ محشر کی ہے
ہے حقیقت میں بہانہ' اور کچھ محشر نہیں
جبہ فرسا کیوں نہ ہوں کونین در پر آپ کے
تاجِ لولاکَ لما کیا فرقِ اقدس پر نہیں
قابَ قوسین ایک سمجھانے کو پردہ رکھ لیا
ورنہ تھا وہ قرب ممکن جس سے کچھ بڑھ کر نہیں
ڈھونڈتے ہیں کیا فرشتے نامۂ اعمال میں
پاس میرے کچھ سوائے مدحِ پیغمبر ﷺ نہیں
کیوں نہ ٹوٹے ہجرِ شہ ﷺ میں آسماں کے ظلم سے
دل ہے پہلو میں مرے لیلیٰؔ کوئی پتھر نہیں (۱۱)

مری امید کی دنیا سلام کہتی ہے
حضور ﷺ! دل کی تمنا سلام کہتی ہے
یہ آرزوئے فراواں رسائیِ در کی
ادب سے اے مرے مولا ﷺ' سلام کہتی ہے
نوائے دردِ نہاں پیش کر رہی ہے درود
صدائے قلبِ شکستہ سلام کہتی ہے
شکستہ حال غلامانِ در کی الفتِ تام
ستم رسیدوں کے آقا ﷺ! سلام کہتی ہے
درِ حضور ﷺ پہ سجدوں کی آرزو ہے جسے
اسی نظر کی تمنا سلام کہتی ہے

حریمِ پاک پہ جا کر صبا یہ عرض تو کر
کنیز آپ ﷺ کی، لیلیٰ سلام کہتی ہے (۱۲)

نبی ﷺ کا نور ہے جس سے یہ روشن بزمِ امکاں ہے
کرے کسبِ ضیا اس سے، یہی ہر دل کا ارماں ہے
مبارک باد کے گلدستے حورانِ جناں لائیں
یہ گھر ہے آمنہؓ بی بی کا یا صحنِ گلستاں ہے
پڑھو صلِ علیٰ صلِ علیٰ سب سامعیں مل کر
کہ وہ تشریف لاتا ہے جو امت کا نگہباں ہے
بنا کر رحمتِ عالم ﷺ جسے خالق نے بھیجا ہے
وہ اول ہے وہ آخر ہے، دو عالم کا وہ سلطاں ہے
سراپا نور ہے وہ نور ہی ذاتِ مکرم ہے
وہ انساں ہے مگر دیکھو تو کس رتبہ کا انساں ہے
نہ میں جانوں نہ تم جانو، وہ جانے یا خدا جانے
شہِ اسریٰ کی آمد رفت میں کیا راز پنہاں ہے
بشر کج مج زباں کیا نطق کو تعریف میں کھولے
خدائے پاک جس کی ذاتِ اطہر کا ثنا خواں ہے
محبت نے نبی ﷺ کی روحِ تازہ پھونک دی تن میں
کہ ان کی یاد کیا ہے میرے دردِ دل کا درماں ہے (۱۳)

"آستانہ" میں ان "شاعرۂ آستانہ" کی کئی حمدیں، مناجاتیں اور منقبتیں بھی شائع ہوئیں۔ مثلاً

عاجزی بندوں کی ہے تجھ کو پسند
ہے رسا، تجھ تک فغانِ درد مند (۱۴)

الٰہی تری ذاتِ اعظم کا صدقہ
الٰہی! نبیِ مکرم ﷺ کا صدقہ
گرفتارِ آفت مسلماں ہیں یا رب
بحالِ تباہ و پریشاں ہیں یا رب
انہیں یا خدا! ایک مرکز پہ لا دے
دگر بارے سچے مسلماں بنا دے (۱۵)

اپنی یادِ پاک سے مخلوط رکھ
شرِ اعدا سے مجھے محفوظ رکھ (۱۶)

ان کی ایک مناجات مخمس کی صورت میں ملتی ہے جس کا ٹیپ کا مصرع ہے "سن اے خدا سن اے خدا" (۱۷)۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی چند منقبتیں بھی نظر آتی ہیں:

دھو لوں دہن گلاب سے عرضِ سلام کا
ہے ذکرِ خیر سیدِ عالی مقام کا (۱۸)

لاکھ صدموں میں گرفتار تھی جانِ شبیر
شکر کرتی رہی اس پہ بھی زبانِ شبیر (۱۹)

لیلیٰ نے ایک مناجات میں پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کا واسطہ دیا ہے:

واسطہ ہستی کے خضرِ راہ کا
واسطہ سید جماعت شاہ کا (۲۰)

لیلیٰ نے حضرت ابنِ اسحاق ابراہیم رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نظم کیا ہے جس کا آخری شعر یہ ہے:

بزمِ درویشاں میں کوئی آئے، اذنِ عام ہے
خدمت انسانوں کی کرنا مذہبِ اسلام ہے (۲۱)

ان کی ایک نظم (بصورت مثنوی) "کراماتِ اولیا" کے نام سے چھپی جس میں سید ابوالعلا

رحمہ اللہ کی حیات کا ایک واقعہ منظوم ہے (۲۲)۔

---

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ اگست ۱۹۳۹ء۔ ص ۴۳

(۲) انوار الصوفیہ (ماہنامہ) قصور۔ مئی و جون ۱۹۹۹ء۔ ص ۱۷

(۳) آستانہ۔ اپریل ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۰

(۴) آستانہ۔ اگست ۱۹۳۹ء۔ ص ۳۵

(۵) آستانہ۔ اگست ۱۹۳۹ء۔ ص ۴۳

(۶) آستانہ۔ جون ۱۹۳۸ء۔ ص ۶۵

(۷) آستانہ۔ جولائی ۱۹۳۸ء۔ ص ۳۲

(۸) آستانہ۔ ستمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۲

(۹) آستانہ۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۲۱

(۱۰) آستانہ۔ اپریل ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۰

(۱۱) آستانہ۔ فروری ۱۹۳۹ء۔ ص ۲۹

(۱۲) منور قادری (مرتب)۔ کالی کملی والے ﷺ تجھ پہ لاکھوں سلام۔ ص ۴۹

(۱۳) انوار الصوفیہ۔ مئی و جون ۱۹۹۹ء۔ ص ۱۷، ۱۸

(۱۴) آستانہ۔ جولائی ۱۹۵۱ء۔ ص ۲۶

(۱۵) آستانہ۔ نومبر ۱۹۵۳ء۔ ص ۳۹

(۱۶) آستانہ۔ اگست ۱۹۵۳ء۔ ص ۳۲

(۱۷) آستانہ۔ دسمبر ۱۹۵۱ء۔ ص ۳۸

(۱۸) آستانہ۔ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۵۶

(۱۹) آستانہ۔ اگست ۱۹۳۹ء۔ ص ۴۳

(۲۰) آستانہ۔ اگست ۱۹۵۳ء۔ ص ۳۲

(۲۱) آستانہ۔ جنوری ۱۹۵۰ء۔ ص ۵۷

(۲۲) آستانہ۔ مارچ ۱۹۵۰ء۔ ص ۵۰

+++

مبارک النسا بیگم

شاہ نصیر الدین نصیرؔ سجادہ نشین درگاہ صدر جہاں دہلی کی بہو، شاہ نجم الدین صغیر کی اہلیہ تھیں۔ تذکرۃ الخواتین اور تذکرہ شاعراتِ اردو میں ہے کہ شاہ نصیرؔ سے تلمذ تھا۔ درگاہ پرشاد نادرؔ کے مطابق ۷۲-۱۸۷۱ء میں دہلی سے ہجرت کر گئی تھیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ۱۸۸۰ تک ان کی ذات سے کعبتہ اللہ شریف کا کوئی حجرہ آباد تھا۔ مبارکؔ کا بیشتر کلام عارفانہ ہے جس میں سوز و گداز موجود ہے۔

مجھے کیا خوفِ محشر ہو مبارکؔ دن قیامت کے
پکڑ لوں گی میں گوشہ دامنِ خاتونِ جنتؑ کا (۱)

مجلہ "اوج" کے نعت نمبر میں شامل مضمون "صاحبِ دیوان شاعرات کی نعت گوئی" میں لکھا ہے۔ "مبارک النسا کا قلمی نام معینہ اور معینؔ تخلص ہے۔ سید نور الرسول قدرت کی نواسی، سید مظفر علی رشید کی بیٹی اور ڈاکٹر احمد علی انور کی اہلیہ ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام "نذرانہ" کے نام سے شائع ہوا"۔ (۲)

حقیقت یہ ہے کہ جو احوال "اوج" میں درج ہیں، وہ معینہ انور معینؔ حیدر آبادی کے ہیں اور ان کا نام مبارک النسا نہیں، مبارز النسا ہے (۳)۔

---

(۱) عبد الباری آسی۔ تذکرۃ الخواتین۔ مطبع نول کشور، لکھنؤ۔ ۱۹۲۷ء۔ ص ۴۷ / جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۹۹ / درگا پرشاد نادر۔ تذکرۃ النسا نادری۔ مطبع اکمل المطابع، دہلی۔ ۱۸۸۴ء۔ ص ۱۳۹، ۱۴۰ / قومی زبان (ماہنامہ) کراچی۔ جنوری ۱۹۷۲ء۔ ص ۳۵ (مضمون "شاہ نصیر کی چند خواتین شاگرد" از پروفیسر چودھری عبد الرزاق)

(۲) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور) نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۱۲۹ (مضمون "صاحبِ دیوان شاعرات کی نعت گوئی" از نور احمد میرٹھی)

(۳) سلطانہ مہر۔ آج کی شاعرات۔ محرابِ ادب، کراچی۔ ۱۹۷۳ء / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۱

متینہ، رئیس خاتون

ماہنامہ "سالک" راولپنڈی کے تین شماروں میں ان کی چار نعتیں ملی ہیں۔ ایک جگہ "متینہ صاحبہ بمبئی" لکھا ہے، دوسری جگہ "متینہ بیگم" اور تیسرے مقام پر "رئیس خاتون متینہ" لکھا ہے۔ "رسولِ عربی (ﷺ) ردیف کی نعت مجلّہ "فخرِ جہاں" میں بھی چھپی ہے لیکن شاعرہ کے نام کے طور پر "شمع ناہید" تحریر ہے۔ البتہ مقطع میں "متینہ" ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "فخرِ جہاں" میں متینہ کی نعت کسی اور خاتون نے اپنے نام سے چھپوانے کی جسارت کی ہے۔

زندگی کے مقصدِ اعلیٰ کو پورا کیجیے
یعنی دینِ مصطفیٰ ﷺ کا بول بالا کیجیے

خانۂ دل نورِ ایماں سے مجلّیٰ کیجیے
یعنی ذکرِ پاکِ سلطانِ مدینہ ﷺ کیجیے

راحتِ جان و سکونِ دل کا ساماں چاہیے
یعنی وصفِ سیدِ ذیشاں ﷺ ہمیشہ کیجیے

حسنِ جاناں کی قسم والشمس پڑھیے بار بار
یعنی توصیفِ جمالِ رُوئے زیبا کیجیے

جعد مشکیں کی قسم واللیل پڑھیے رات بھر
یعنی یادِ گیسوئے محبوبِ یکتا ﷺ کیجیے

شانِ والا کی قسم پڑھیے تو "مازاغ البصر"
یعنی ذکرِ خلوت و معراجِ اعلیٰ کیجیے

عشقِ مولیٰ کی قسم پڑھیے، تو آیاتِ درود
یعنی شانِ ذکرِ رحمت سے دوبالا کیجیے

نور وحدت کی قسم پڑھیے تو اب "قد جاء کم"
یعنی نورِ حق کی پیدائش کا چرچا کیجیے

جوش زن ہے اے متینہ دل میں پھر ذوقِ وصال
یعنی اب طیبہ کو چلنے کا ارادہ کیجیے (۱)

آپ پر جان ہو قربان رسولِ عربی ﷺ
آپ ہیں سیدِ ذیشان رسولِ عربی ﷺ

دل یہ کہتا ہے، مدینہ کی ہوا پھر کھاؤں
پورا ہو جائے یہ ارمان رسولِ عربی ﷺ

پھر صلوٰۃ اور سلام آ کے پڑھوں روضے پر
پھر ہو مسرور مری جان رسولِ عربی ﷺ

آپ کے دامنِ رحمت کا ہو سایہ مجھ پر
حشر کے دن ہو یہ سامان رسولِ عربی ﷺ

اب متینہ کی تمنا ہے یہی شام و سحر
پھر بنے آپ کی مہمان رسولِ عربی ﷺ (۲)

عشق سے لبریز پیمانہ ہے پیمانہ مرا
ساقیِ کوثر ﷺ کا میخانہ ہے میخانہ مرا

حکم رب ہے، ہے محبِ مصطفیٰ ﷺ میرا محب
اور جو ہے ان کا بیگانہ، ہے بیگانہ مرا (۳)

روز و شب آپ کے دربار میں آنے کے لئے
سخت بے چین ہوں بیتاب ہوں یا شاہِ عرب ﷺ

نظرِ مہر کی۔ بس ایک کشش ہے درکار
بے نیازِ زر و اسباب ہوں یا شاہِ عرب ﷺ

دل میں رہ رہ کے ہے اک درد سا اٹھتا پیہم
آپ کے ہجر میں بیتاب ہوں یا شاہِ عرب ﷺ (۴)

---

(۱) سالک (ماہنامہ) راولپنڈی۔ جون ۱۹۵۶۔ ص ۲۰ (محترمہ متینہ صاحبہ بمبئی)

(۲) سالک۔ اگست ۱۹۵۳۔ ص ۵۲ (متینہ بیگم) / "فخرِ جہاں" (مجلّہ) ضلع اوکاڑہ۔ محرم ۱۴۱۳ھ۔ ص ۹ (یہی نعت "شمع ناہید" کے نام سے چھپی ہے)

(۳) سالک۔ اکتوبر ۱۹۵۶۔ ص ۶

(۴) ایضاً

مجوبؔ، زینت بی بی

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ انجمن ترقی اردو، کراچی کے کیٹلاگ میں ان کا نام "زینت بی بی" تحریر ہے لیکن "گلبن نعت" (ان کے مجموعۂ نعت) کے مطالعے سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی (۱)۔ ڈاکٹر ابو سلمان نے "گلبن نعت" کے جس نسخے کا ذکر کیا ہے، وہ ۱۳۲۸ھ میں مطبع احمدی، لکھنؤ سے شائع ہوا۔ یہ نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا (ویسے، یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ نسخہ ڈاکٹر صاحب کی نظر سے بھی نہیں گزرا اگرچہ انہوں نے اس کے مطالعے کا دعویٰ کیا ہے)۔ میں نے مطبع مصطفائی، لاہور کا چھپا ہوا، ۳۲ صفحات کا جو نسخہ دیکھا، اس میں شاعرہ کا پورا نام "زینت بی بی مجوبؔ" موجود ہے اور یہ حقیقت بھی تحریر ہے کہ مجوبؔ مولوی انور شاہ مقیم امرتسر ملازم سرکار رام پور کی بیٹی ہیں (۲)۔

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو میں نعت گوئی" میں مجوبؔ کے بارے میں لکھا۔ "کسی خاتون کی طرف سے اردو نعت کا غالباً" پہلا مجموعہ "گلبن نعت" ہے جس کی مصنفہ زینت بی بی مجوبؔ ہیں۔ یہ مجموعہ جیسا کہ انہوں نے خود ذکر کیا ہے، خواب میں زیارتِ رسول اکرم (ﷺ) کے بعد پندرہ دنوں میں مکمل کیا۔ یہ مجموعہ ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوا۔ مجوبؔ کا تعلق ایک دیندار گھرانے سے تھا۔ ان کی نعتوں میں تغزل کے رنگ و اسلوب کا پرتو جھلکتا ہے"۔ (۳)

ڈاکٹر ریاض مجید نے تحقیق کے مسلمہ اصولوں اور خود اپنے مجموعی رویّے کے خلاف متذکرہ بالا اقتباس میں دی گئی معلومات کے ماخذ کی نشان دہی نہیں کی۔ یہ درست ہے کہ "گلبن نعت" تاریخی نام ہے اور اس سے ۱۳۰۲ھ سن نکلتا ہے اور مطبع مصطفائی لاہور کے جس نسخے کا میں نے ذکر کیا ہے، اس میں کتاب کے نام کے ساتھ ۱۳۰۲ لکھا ہوا ہے۔ لیکن ڈاکٹر ریاض مجید نے جس نسخے سے یہ معلومات لی ہیں، اس کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے جہاں سے یہ باتیں نقل کی ہیں، اس کا حوالہ دے دیتے تو مناسب ہوتا۔ کیونکہ مطبع مصطفائی کا چھپا ہوا جو نسخہ میں نے دیکھا تھا، اس میں بھی اور رائے صاحب منشی گلاب

سنگھ اینڈ سنز، مالکان مفیدِ عالم پریس، لاہور کا شائع کردہ جو نسخہ مجھے محترم عابد حسین شاہ، مہتمم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال نے مرحمت فرمایا (مطبوعہ ۱۹۱۳ / ۱۳۳۱ھ) اس میں بھی یہ بات درج نہیں ہے کہ مجوبؔ کو خواب میں حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی زیارت ہوئی تو اس کے بعد انہوں نے پندرہ دنوں میں یہ نعتیں مکمل کیں۔

مفیدِ عام پریس، لاہور کے طبع کردہ نسخے کی صورت یہ ہے کہ اس میں شاعرہ کا نام درج نہیں۔ بلکہ آخر میں "گلبن نعت مصنفہ حضرت مجوبؔ مرحوم" کے الفاظ لکھے ہیں جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ مجوبؔ کوئی مرد نہ ہوں۔ لیکن "گلبنِ نعت" کے بہت سے اشعار سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مجوبؔ خاتون ہیں۔ مثلاً

دولتِ مہرِ محمد ﷺ سے ہوئی ہے سرفراز
عاجزہ مجوبؔ کو کیا سیم و زر درکار ہے

کچھ نہیں مجھ کو ضرورت درہم و دینار کی
ہوں میں مداح پیمبر احمدِ مختار ﷺ کی

مدینہ میں جو آؤں گی، یہ رو رو کر سناؤں گی
کھڑی مجوبؔ ہے در پر، کرم کر یا رسولؐ اللہ ﷺ

مکرمت سے سنو کہ کرتی ہوں
حال، اظہار یا رسول اللہ ﷺ

عاجزہ مجوبؔ کو دکھا جمال
نازنیں، مہ رخا، فریاد رس ﷺ

اماں بخش ہے چاری مجوبؔ کو
ز حرص و ہوا یا شفیع الوریٰ ﷺ (۴)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے مطبع احمدی لکھنؤ کا

مطبوعہ نسخہ "گلبنِ نعت" دیکھا ہے جو بڑے سائز کے تیس صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ۸۱ نعتیں ہیں (۵)۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ "گلبنِ نعت" میں اکیاسی نعتیں نہیں ہیں۔ میں نے مطبع مصطفائی' لاہور کا جو نسخہ دیکھا' وہ ۳۲ صفحات پر مشتمل تھا' اس پر سن اشاعت درج نہیں تھا' لیکن اس میں ایک مناجات' ۳۲ نعتیں (یہ نسخہ اس وقت میرے سامنے نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے' جب میں نے یہ نسخہ دیکھا اور اس میں سے معلومات نوٹ کی تھیں' کتاب میں شامل دو نعتیہ قطعات کو بھی نعتیں گردانا ہو۔ اگر ایسا ہو تو پھر تیس نعتوں والی بات متحقق ہو جاتی ہے) ۲ مناقب اور ایک نظم شامل تھی۔ میرے پاس ۱۳۲۱ھ / ۱۹۱۳ کا مفیدِ عام پریس کا چھپا ہوا جو نسخہ ہے' اس میں بھی تیس نعتیں ہیں۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے ۱۳۰۳ھ کے چھپے ہوئے جس نسخے کا ذکر کیا ہے' اس میں بھی ۳۰ نعتیں بتائی ہیں۔ اس صورت حال میں' یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ۱۳۲۸ھ کے چھپے ہوئے کسی نسخے سے ۸۱ نعتیں نکل آئیں۔ معلوم ہوتا ہے' کیٹلاگ کی غلطی سے ۸۱ لکھا گیا ہے' ڈاکٹر ابو سلمان نے یہ کتاب دیکھی نہیں' اس لیے انہوں نے یہی تعداد نقل کر دی ہے --- اور' خالد علیم نے بھی یہی معلومات دُہرا دی ہیں (۶)۔

غوث میاں نے مجلّہ "حضرت حسانؓ نعت ایوارڈ ۱۹۸۸ - ۱۹۸۹" میں کسی "محجوبؔ زینت بی بی" کی ایک نعت شائع کی ہے۔ مقطع میں بھی "محجوبؔ" ہی ہے (۷)۔ میں نے پڑتال کی تو یہ "زینت بی بی محجوبؔ" ہی ہیں اور "گلبنِ نعت" میں یہ نعت موجود ہے (۸)۔

"گلبنِ نعت" میں ایک مناجات اور تیس نعتوں کے علاوہ حضرت نوشہ اعظم رحمہ اللہ کے دو مناقب' ایک نظم "خاتمہ کتاب بدعائے خیر محبان و مخلصان متضمن مدح خداوند نعمت حضور فیض گنجور والی رام پور دام اللہ ملکہم" اور ۲ نعتیہ قطعات ہیں۔ اس کے بعد شاعرہ کے والد مولوی سید محمد انور شاہ' محمد حسین محمود' مفتی غلام سرور لاہوری اور خود شاعرہ کے قطعاتِ تاریخ درج ہیں (۹)۔

انتخابِ کلام:

ظلمتِ عصیاں کا کیا غم اس کو' جس کے سامنے
جلوہ گر شام و سحر وہ رُوئے پُر انوار ہے

تیری برکت سے ہوئی آدمؑ کی پھر توبہ قبول
حبّذا' اللہ اکبر! کیا تری سرکار ہے

کر دیا ہے مجھ کو تیرے درد نے افسردہ حال
جاں بلب ہوں' اب مجھے طاقت نہیں گفتار کی

ورنہ ایسی نعت میں لکھتی کہ ہوتی جابجا
ہند اور پنجاب میں شہرت مرے اشعار کی

دولتِ مہرِ محمد ﷺ کا ملا حصہ مجھے
کون مجھ سا صاحبِ اقبال و سرافراز ہے

جس نے حاصل کر لیا ہے قربِ درگاہِ رسول ﷺ
دین و دنیا میں وہی خوش قسمت و ممتاز ہے

سپہرِ کینہ پرور سے بھلا کیا کار ہے میرا
کہ جب تو یا محمد مصطفیٰ ﷺ غم خوار ہے میرا

کرم کر یا رسولؐ اللہ ﷺ بلا لے اب مدینہ میں
تڑپتی ہوں کہ دل پنجاب سے بیزار ہے میرا

مری سرگشتہ حالی پر کرم کر یا رسولؐ اللہ ﷺ
کہ ہوں میں بے کس و بے پر' کرم کر یا رسولؐ اللہ ﷺ

تڑپتی ہوں تیری فرقت سے' جلتا ہے جگر میرا
بھی غم دور ہوں' گر سیدِ ابرار ﷺ آ جاوے

شبِ معراج باہم ساکنانِ عرش کہتے تھے
خوشی واجب ہے کُل یار کو' جب یار آ جاوے

شکر صد شکر کہ معدوم ہوئی ناداری
کر دیا عشقِ نبی ﷺ نے مجھے یک بار غنی

جوششِ عشق سے محبوب خیال آتا ہے
اب مدینہ کو چلوں ڈال گلے میں کفنی

جس پہ ہے تیرا کرم، اس کی خوشامد کے لیے
آتا ہے بختِ سکندر یا محمد مصطفیٰ ﷺ
عالمِ دنیا و عقبیٰ میں نہیں ہے دوسرا
تیرے جیسا بندہ پرور یا محمد مصطفیٰ ﷺ

کیا پسند آئے اسے مملکتِ کیخسرو
جس نے دیکھا ترا دربار رسولِ عربی ﷺ
تو لگا مرہمِ الطاف مرے زخموں پہ
آج کل ہوں میں دل افگار رسولِ عربی ﷺ

داغِ عشقِ احمدِ مرسل حبیبِ کبریا ﷺ
ساتھ لے جاؤں گی میں روزِ جزا کے واسطے
مہر و مہ شام و سحر کرتے ہیں اے بدر الدجیٰ ﷺ
آستاں بوسی تری، نور و ضیا کے واسطے

ترا وصفِ مقدس ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
تری مدح و ثنا میں سورۂ والنجم و کوثر ہے
جہاں میں غیرتِ عرشِ معلّٰی ہے ترا روضہ
بشکلِ رشکِ ماہ و مہر تیرے در کا پتھر ہے

صدقِ دل سے عرض کرتی ہوں تری سرکار میں
کر مری ہر مشکل آساں یا شفیع المذنبیں ﷺ
میں تصدق جان و دل سے، ہووے گا روزِ جزا
ہاتھ میرا، تیرا داماں یا شفیع المذنبیں ﷺ

گور میں بھی لے چلی ہوں تیری یاد
اور کیا اس سے ہے بہتر یا رسول ﷺ

تمنا ہے مرے دل میں محمد ﷺ کی زیارت کی
مری آنکھوں کے آگے بے حقیقت دولتِ جم ہے
علاجِ دردِ دل وہ ہے، دوا وہ ہے، شفا وہ ہے
خدا شاہد کہ کیا اسمِ محمد ﷺ اسمِ اعظم ہے

مرتی ہوں اسی فکر میں، روتی ہوں شب و روز
اللہ کبھی مجھ کو بھی دکھلائے مدینہ

خاکِ مدینہ سر بہ سر میرے لیے کُحلِ بصر
ہے تیرا در میرا حرم یا رحمۃٌ للعالمیں ﷺ!

سورۂ شمس والضحیٰ ہے ترا
وصفِ رخسار یا رسول اللہ ﷺ
مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ہے
تیری گفتار یا رسول اللہ ﷺ

کہتے تھے باہم ملک معراج کی شب، شوق سے
آج ختم المرسلیں ﷺ کی تاجداری دیکھیے
گلبنِ نعت نبی ﷺ کا شعر اک سن کر ملک
کہتے ہیں باہم، چلو چل کر یہ ساری دیکھیے

کہتی ہوں وحشت سے چلوں، گھر چھوڑ، راہِ دشت لوں
دل خستہ و ناشاد ہوں، میری مدد کو آئیے

یہی ہے عرض میری، مدعا میرا، دعا میری
زیارت سے مشرف مجھ کو کر یا احمدِ مرسل ﷺ
یہ کس کا قرب ہے تجھ بن کہ اک دن شوق سے تجھ کو
بلایا آپ حق نے عرش پر یا احمدِ مرسل ﷺ

یہ تمنا ہے، مروں در پہ ترے، عالم کے
اس کا رتبہ بھی شہیدی کے برابر ہو گیا

میرا مالک ہے احمدِ مختار ﷺ
لے کا خالق سے بخشوا مجھ کو

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۴۔ ص ۸۱
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جولائی ۱۹۹۰۔ "اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو"۔ حصہ چہارم۔ ص ۲۳،
۳۴
(۳) ریاض مجید، ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔ ۱۹۹۰۔ ص ۵۷۷
(۴) مجوبؔ۔ گلبینِ نعت۔ مطبوعہ مفید عام پریس، لاہور۔ ص ۳، ۷، ۱۷، ۱۹، ۲۱
(۵) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۸
(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۰
(۷) "حضرت حسان نعت ایوارڈ ۱۹۸۸ - ۱۹۸۹" (مجلہ) کراچی۔ ص ۵۲
(۸) گلبینِ نعت۔ ص ۲۴، ۲۵۔ "نعت بست و ہفتم"
(۹) گلبینِ نعت۔ ص ۲۷ تا ۳۲

مجوبؔ سیتاپوری

نور بانو نام، مجوبؔ تخلص ہے۔ آبائی وطن سیتا پور ہے۔ والد کا نام امیر خاں تھا۔ جن کا مجوبؔ کے بچپن میں انتقال ہو گیا۔ والدہ کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ دینی ماحول میں خیالات و احساسات نے پرورش پائی۔ میلاد شریف کے شوق نے نعت گوئی کا ذوق پیدا کر دیا۔ مضمون نگاری کے علاوہ نظم و غزل بھی کہی لیکن بقول ان کے "اصنافِ سخن میں نعت میری محبوب صنف رہی ہے"۔ "دیارِ حبیب ﷺ" کے نام سے ایک مولود شریف مرتب کیا ہے جس میں ان کی منتخب نعتیں، حمد، سلام، مناجات اور سیرتِ نبوی ﷺ پر خاص خاص مضامین شامل ہیں۔ تقسیم ملک (۱) کے بعد مجوبؔ اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان آ گئیں۔ اب کراچی میں مقیم ہیں (۲) کورنگی، ٹاؤن شپ کراچی میں تصویر محل کے قریب رہتی ہیں (۳)۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے اس نعت گو شاعرہ کا جو نمونہ کلام دیا ہے، وہ ایک حمد کے چار اشعار ہیں۔ انہوں نے ان کا نمونۂ نعت نہیں دیا۔ اور ان کے علاوہ اور کسی تذکرے میں مجوبؔ سیتا پوری کا ذکر نہیں ہے۔ خالد علیم نے اسی لیے اپنے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں ان کا ذکر نہیں کیا (کہ وہ نمونہ نعت کہاں سے لاتے)۔

مجھے ان کی دو نعتیں مل سکی ہیں جو نذرِ قارئین ہیں:

دو عالم کا مختار ﷺ جلوہ نما ہے
غریبوں کا غم خوار جلوہ نما ہے
اخوت کا معیار جلوہ نما ہے
مسیحائے بیمار جلوہ نما ہے
کہو منہ چھپا لے یہ خورشید اپنا
کہ خورشیدِ انوار جلوہ نما ہے
مشیت ہے خود اپنی صنعت پہ نازاں
مشیت کا شہکار جلوہ نما ہے

نہ ہو کیوں گنہگار قسمت پہ نازاں
انیسِ گنہگار جلوہ نما ہے
دو عالم ہیں محجوب جس سے منور
وہی جانِ انوار جلوہ نما ہے (۴)

ہم کھوئی ہوئی راہِ بقا ڈھونڈھ رہے ہیں
سرکار ﷺ کے نقشِ کفِ پا ڈھونڈ رہے ہیں
بطحا کو چلے جاتے ہیں سجدوں کے سہارے
ہم روضۂ اقدس کی فضا ڈھونڈ رہے ہیں
اے تشنہ لبی! زمزم و تسنیم پہ لے چل
وہ اور ہیں جو آبِ بقا ڈھونڈھ رہے ہیں
دیکھیں پرِ صحرائے عرب روضہ نبی ﷺ کا
ذروں میں جو سورج کی ضیا ڈھونڈ رہے ہیں
ہیں گوشہ نشیں دل میں وہ محبوبِ خدا ﷺ کے
کیا فائدہ جو غارِ حرا ڈھونڈ رہے ہیں
اٹھیں رخِ محجوب سے عصیاں کے حجابات
ایسا کوئی ہم پردہ کشا ڈھونڈ رہے ہیں (۵)

-----

(۱) اب بھی کچھ لوگ بے احتیاطی سے قیامِ پاکستان کو "تقسیمِ ملک" لکھتے ہیں جس سے احتراز کرنا چاہئے۔
(۲) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۸۳ (بحوالہ "آج کی شاعرات" از سلطانہ مہر)
(۳) گل بخشالوی، حاجی (مرتب)۔ بزمِ رسالت۔ قلم قافلہ، کھاریاں (ضلع گجرات) ص ۲۳۷
(۴) انجام (روزنامہ) کراچی۔ ۲۲ جولائی ۱۹۹۳ (۵) بزمِ رسالت۔ ص ۲۳۷

محمودہ خاتون

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمودہ خاتون نام، محمودہ تخلص۔ حضرت شاہ علی محی الدین (نبیرہ شاہ محمد ابو الحیات قادری محی مصنف تذکرۃ الکرام) کی دختر۔ ۴ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ کو انتقال کیا۔ ان کا نعتیہ دیوان "گلستانِ سخن محمودہ" شائع ہوا۔ کلام سوز و درد اور سچے جذبات کا آئینہ دار ہے (۳)۔ خالد علیم نے ڈاکٹر برق کے حوالے سے یہی معلومات نقل کر دی ہیں (۲)۔

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں۔ "محمودہ خاتون نے غزل کی ہیئت میں بہت سی دلکش نعتیں کہی ہیں۔ موصوفہ نے اپنا ایک دیوان بھی مدوّن کیا ہے جس میں حروفِ تہجی کے لحاظ سے ردیف وار نعتیہ غزلیں جمع کی گئی ہیں۔ انھوں نے اپنے دیوان کا تاریخی نام "تحفۂ خاتم المرسلین ﷺ" رکھا ہے۔" (۳)۔

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں کسی حوالے کے بغیر لکھا ہے کہ محمودہ خاتون کا "دیوانِ نعت" داناپور پٹنہ سے ۱۹۵۵ میں چھپا (۴)۔ پتا نہیں، ان کا ماخذ کون سا ہے لیکن انھوں نے یہ فقرہ نوشابہ خاتون کے مجموعۂ کلام "موجِ تخیل" کے ذکر کے بعد لکھا ہے اور قرار دیا ہے کہ "دیوانِ نعت" بھی اسی عہد کی یادگار ہے۔ اب صورت یہ ہے کہ "موجِ تخیل" ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ میں شائع ہوا تھا اور ڈاکٹر صاحب اسے ۱۹۵۵ میں طبع شدہ بتاتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کی معلومات درست ہیں تو محمودہ خاتون ۲۲ نومبر ۱۹۵۴ کو فوت ہوئی تھیں (۵)۔ اس تناظر میں ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد کا بیان دیکھیں کہ محمودہ خاتون نے اپنے دیوان کا تاریخی نام "تحفۂ خاتم المرسلین ﷺ" رکھا تھا تو اس نام کے عدد ۱۹۵۵ نکلتے ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی وفات کے بعد اپنے دیوان کا تاریخی نام رکھیں۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے لکھا ہے کہ "دیوانِ نعت" پٹنہ سے شائع ہوا۔ اب صورت یہ ہے کہ ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کی کتاب پٹنہ ہی کے پریس سے چھپی ہے، تو کیا ڈاکٹر برق پر اعتماد کرنا زیادہ مناسب نہ ہو گا جبکہ محمودہ خاتون کا نمونۂ کلام بھی وہی دیتے ہیں۔

خالد علیم نے محمودہ خاتون کا نام "محمودہ پھلواروی" لکھا ہے جو یوں درست نہیں معلوم ہوتا کہ ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے ان کا نام "محمودہ خاتون" ہی لکھا اور دُہرایا ہے۔ اور انھوں نے اگرچہ یہ بتایا ہے کہ پھلواری شریف کے خاندانِ مجیبی کی خاتون شاعرہ ہیں لیکن جب تک کوئی قلم کار خود ایسی کسی نسبت کو اپنے نام کا حصہ نہ بنا لے ' ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے اس طرح اس کے نام کا حصہ بنا دیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

دیارِ مصطفیٰ ﷺ میں جب بھی (۶) اپنا گزر ہو گا
غبارِ راہ پائے کارواں سے زیبِ سر ہو گا
نبیِ پاک ﷺ کا رکھتی ہوں سایہ سر پہ محمودہؔ
مجھے محشر میں نہ گرمیِ عرصۂ محشر کا ڈر ہو گا

طفیلِ نعتِ رسولِ کریم ﷺ محمودہؔ
کلام تیرا سرِ حشر انتخاب ہوا

نبی ﷺ کی نعت میں سرسبز ہے اک اک سخن میرا
پھلا پھولا ہے اقلیمِ معانی میں چمن میرا
خوشا عزّ و جلالِ نعتِ پاکِ سیدِ عالم ﷺ
زبانوں پر فرشتوں کی ہے محمودہؔ سخن میرا

چشمِ رحمت سُوئے محمودہؔ بحقِ فاطمہؓ
آپ اس کے پیشوا ہیں یا محمد مصطفیٰ ﷺ (۷)

----

(۱) طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ مطبوعہ پٹنہ۔ ناشر دانش اکیڈمی' آرہ' بہار۔ جنوری ۱۹۷۴ء۔ ص ۹۱

(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۳۷ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت

گوئی")

(۳) اسماعیل آزاد فتحپوری' ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (ابتدا سے محسن تک) مطبوعہ لکھنؤ۔ ۱۹۹۲ء۔ ص ۳

(۴) ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۰ء۔ ص ۵۷۹

(۵) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہر تقویم۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور۔ طبع اول۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۲۰' ۲۲۱

(۶) خالد علیم کے مضمون میں "بھی" کے بجائے "ہی" ہے جو درست نہیں۔

(۷) پہلے تین ٹکڑے خالد علیم نے نقل کیے ہیں۔ آخری شعر نقل نہیں کیا۔

***

مخفی، رسول جہاں بیگم

پہلے بیدل تخلص کرتی تھیں، پھر مخفی اختیار کر لیا۔ ان کا ذکر بیدل کے تخلص کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔ محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے "تذکرہ شاعراتِ اردو" میں اور ان کے زیرِ اثر ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے ان کا ذکر بیدل تخلص کے ساتھ اور شفیق بریلوی نے "تذکرہ شاعراتِ پاکستان" میں اور ان کے زیرِ اثر ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے مخفی تخلص کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ شاعرہ کے بارے میں جو معلومات "مخفی" کے تحت ملی ہیں، وہ یہاں درج کی جا رہی ہیں:

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئیں۔ اب کراچی میں مقیم ہیں (۱)۔ ڈاکٹر ابو سلمان کا "تذکرہ نعت گو شاعرات" ۱۹۸۴ء میں چھپا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے، اس وقت تک حیات تھیں۔ خدا کرے، ابھی حیات ہوں اور نعت گوئی میں مصروف ہوں۔ شمس بدایونی لکھتے ہیں کہ رسول جہاں مخفی کا دیوان ۱۹۳۶ء میں "عروسِ سخن" کے نام سے شائع ہوا۔ (۱۔ الف) شہید بدایونی "تذکرہ شعرائے بدایوں" میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے مجموعے کو حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے نام سے منسوب کیا۔ (۲۔ الف)

شفیق بریلوی نے لکھا۔ "مخفی کے چار بچے ہیں، دو لڑکے، دو لڑکیاں"۔ (۲)

مخفی اپنی کتاب "عروسِ سخن" میں کہتی ہیں۔ "میری شاعری کیا ہے؟ یہ میرے وقتاً "فوقتاً" والی تاثرات و جذبات ہیں جو کبھی حبِ رسول (ﷺ) کی صورت میں اور کبھی قومی درد کی شکل میں میرے قلم سے نکلتے رہے ہیں"۔ ان کی بڑی لڑکی عفت رفعت حسین لکھتی ہیں۔ "آپ غور کریں گے کہ ان کی ہر رگ کی تان "می نمائی ہر دمے از منظرے" رسولِ عربی ﷺ پر ٹوٹتی ہے۔ وہ رسولِ عربی (ﷺ) کا ذکر بغیر اپنی آنکھ میں آنسو لائے، نہیں کر سکتیں۔ نعت بغیر مرتعش آواز کے، آج تک نہ پڑھ سکیں"۔ (۳)

ڈاکٹر ابو سلمان نے لکھا ہے کہ "صاحبِ تذکرۂ شاعراتِ اردو نے بھی نعت گوئی

سے ان کے شغف کا بطورِ خاص تذکرہ کیا ہے اور ایک نعتیہ خمسہ بطورِ نمونۂ کلام دیا ہے" (۴)۔ معلوم ہوتا ہے، محمد جمیل احمد بریلوی کا تذکرہ دیکھے بغیر انھوں نے یہ بات لکھ دی ہے، کیونکہ اس میں صرف شاعری کا ایک خمسہ ہی بطورِ نمونۂ کلام درج نہیں ہے، ان کا نعتیہ مسدس بھی ہے، ظفر علی خاں کی زمین میں ان کی نعتیہ غزل بھی ہے، "طیبہ (۵) کے جانے والے" کے عنوان سے ۱۲ بند کا ایک اور مسدس بھی ہے اور مسدس "رودادِ نسواں" میں بھی کچھ نعتیہ بند ہیں (۶)۔

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے شاعرہ کے تخلصوں سے اپنی جان یوں چھڑوائی ہے کہ ان کا ذکر ایک ہی فقرے میں کیا ہے اور اس میں ان کا صرف نام لیا ہے"۔ محترمہ رسول جہاں بیگم کی نعتوں میں اصلاحی اور مصلحانہ رنگ غالب ہے"۔ (۷)

"رسول جہاں بیدل بدایونی" کے عنوان سے ان کا نمونۂ نعت دیا جا چکا ہے۔ سید شہید حسین زیدی نے "تذکرہ شعرائے بدایوں" میں "دلگداز روں میں، اداروں میں" والی نعت کے چھ اشعار کے علاوہ، یہ شعر بھی نقل کیا ہے:

مخفی پناو چادرِ زہراؑ نہ چھوڑنا
تعلیم تو سنا ہے کہ دشمن حیا کی ہے (۸)

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۴ء۔ ص ۸۵

(۱ ۔ الف) شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ مطبوعہ بدایوں۔ بار اول ۱۹۸۸ء۔ ص ۱۴

(۲) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۱ء۔ ص ۱۸۹

(۲ ۔ الف) شہید حسین زیدی بدایونی، سید۔ "تذکرہ شعرائے بدایوں"۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۱۵

(۳) ایضاً

(۴) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۸۵

(۵) حضور سید عالمیاں ﷺ نے مدینۂ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے (مسندِ احمد (عربی) جلد ۴۔ ص ۲۸۵ / تاریخ المدینہ (عربی) جلد ۱۔ ص ۱۶۴، ۱۶۵ / مجمع الزوائد (عربی)۔ جلد ۳۔ ص ۳۰۰ /

مختصر فضائل المدینۃ النبویہ (عربی) ازا۔ د۔ خلیل ابراہیم مُلّا خاطر۔ ص ۲۰) ------ اس لیے میں نے "طیبہ" لکھ دیا ہے۔

(۶) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ قومی کتب خانہ بریلی۔ طبع اول۔ ۱۹۴۳۔ ص ۷۷۹ تا ۷۹۵

(۷) اسماعیل آزاد فتحپوری، ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (ابتدا سے عہدِ محسن تک)۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ بار اول ۱۹۹۲۔ ص ۳

(۸) شہید حسین زیدی، سید۔ تذکرہ شعرائے بدایوں۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۳۳۹

مریم الٰہی

کنارِ بحر میں صدیوں کی پیاس لائی ہوں
گدا نوازا! میں جینے کی آس لائی ہوں

ترے کرم کا تو ہر قطرہ اک سمندر ہے
کہیں بھی تجھ سا نہ ساقی میں ڈھونڈ پائی ہوں

تمہارے نقشِ قدم کی تلاش میں شب بھر
میں پیچھے چاند ستارے بھی چھوڑ آئی ہوں

نہ مجھ میں تابِ نظارہ، نہ تابِ گویائی
وہ ظلمتوں کی کہانی میں کہہ نہ پائی ہوں

ہے آفتوں میں رگھری تیری امتِ مظلوم
نگاہ خیر کی ڈالو، یہ عرض لائی ہوں

عطا ہو سایۂ دیوارِ گنبدِ خضرا
کہ خالی کاسۂ امید لے کے آئی ہوں

ہر اک قدم مرا تیری رضا میں اٹھے گا
یہ عہد لے کے درِ خیر پہ میں آئی ہوں

اردو ڈائجسٹ (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۹۳۔ ص ۲۲۳

مریم قادری

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کے بقول' بدایوں کے مشہور رئیس عثمان بخش ان کے والد تھے۔ جامعہ کراچی کے ڈاکٹر محمد افضال حسین قادری مرحوم ان کے شوہر تھے۔ مارچ ۱۹۲۷ میں پیدا ہوئیں۔ شاعری کا آغاز ۱۹۴۴ میں شادی کے بعد ہوا۔ صرف حمد و نعت اور منقبت کی شاعری کی۔ کلام پر اصلاح اپنے نامور شوہر سے لی۔ "نغماتِ حرم" کے نام سے ان کی حمدوں' نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ ۱۹۶۸ میں شائع ہو چکا ہے۔ (۱)

ڈاکٹر ابو سلمان تو اصلاح کی بات کرتے ہیں لیکن کتاب کے مختصر پیش لفظ میں افضالِ قادری صاحب اپنی بیگم کی "شاعری" کی بات ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "میری بیگم مریم قادری کو عرصۂ دراز سے حمد و نعت جمع کرنے اور ان کو لکھ لینے کا شوق تھا۔ پھر مجھ سے کچھ اشعار لکھوائے گئے۔ کچھ خیالات و عقائد و نظریات کو منظوم کرایا گیا۔ بہت سی جگہ بیان و خیال میں ترمیم کی گئی۔ اب یہ مجموعہ نظم انہی کا ہے اور انہی کی ذمہ داری پر شائع ہونا چاہئے"۔ (۲)

کتاب میں آٹھ حمدیں' ۳۴ نعتیں' چار سلام بحضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام' ۱۵ نعتیہ نظمیں' ۵ مناقب اور بیس نظمیں ہیں۔ کتاب ۱۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

نمونۂ کلام یہ ہے:

بھٹکتا پھر رہا تھا کاروانِ زندگی ہر سو
ہماری منزلِ اصلی بتا دی کملی والے ﷺ نے

نہ انسانی غلامی اب' نہ انسانی حکومت اب
تمیزِ بندہ و آقا مٹا دی کملی والے ﷺ نے

سنا ہے حشر میں جب ایک محشر سا بپا ہو گا
محمد ﷺ نوعِ انسانی کا تنہا آسرا ہو گا

بڑھے گی خود بخود شانِ کرم بے تاب ہو ہو کر
شفاعت کے لئے جب شافعِ محشر ﷺ کھڑا ہو گا

یہ عقل جو انسان کو خالق سے ملی ہے
فیضانِ نبوت ہی سے پروان چڑھی ہے

فخرِ زمین و آسماں' نازشِ بزمِ کائنات
تیری نگاہِ لطف سے تازگیٔ رخِ حیات

گردشِ مہر و ماہ ہو یا کہ ہو دورِ صبح و شام
صبحِ ازل سے آج تک سب ہیں رہینِ التفات

محمد ﷺ کی شہنشاہی زمینوں آسمانوں میں
محمد ﷺ کارفرما ہیں خدائی کارخانوں میں

عروجِ نوعِ انساں پر ملائک رشک کرتے ہیں
محمد ﷺ کی صدائیں گونجتی ہیں لامکانوں میں

وہ چاہے کیسی پُرسش ہو' وہ چاہے کتنی سختی ہو
یہ عاصی چھوٹ جائیں گے' گر ان کو روبرو پایا

زمیں پر' آسماں پر' کائناتِ ماہ و انجم پر
مچی ہے دھوم ہر سو آپ ﷺ کی فرمانروائی کی

خدا ہے محتسب' شاہِ دو عالم ﷺ سربسجدہ ہیں
زمانہ دیکھ لے گا رفعتیں ان کی رسائی کی (۳)

دل بہت دن سے ہے بے تاب مدینے کے لئے
آنکھ ہے دیدہ ور بے خواب مدینے کے لئے

آپ ہی کیجئے سرکار ﷺ کرم فرمائی
جلد بن جائیں کچھ اسباب مدینے کے لئے

میرا افسانۂ بے رنگ بھی رنگیں ہو جائے

اس میں بڑھ جائے جو اک باب مدینے کے لئے
ادب کر ابھری ہے امید کرم پر ان کے
آرزو موج شہ آپ مدینے کے لئے
ہم ہی مریم ابھی محروم ہیں اک عرصے سے
ہو بھی آئے کئی احباب مدینے کے لئے (۴)

حضور ﷺ آئے تو اک زندگی نئی آئی
نئے شگوفے کھلے، ہر کلی نئی آئی
جہاں میں عام تھی اک گمرہی پرانی سی
جلو میں آپ کے اک رہبری نئی آئی
رسولِ پاک ﷺ نے ہر چیز کو بدل ڈالا
جنونِ عشق نیا، دلبری نئی آئی
خدا کو بھول گئے تھے سبھی جہاں والے
کلامِ پاک سے اک یاد سی نئی آئی
اداس اور فسردہ تھی کائنات تمام
رخِ حیات پہ اک تازگی نئی آئی
حضور ﷺ! آپ نیا انقلاب لے آئے
خدائے پاک کی آخر کتاب لے آئے (۵)

سلام اے نوعِ انسانی کے سب سے مقتدر ہادی
سلام اے جانِ ایماں، روحِ خیر و امن و آزادی
سلام اے بخشنے والے غریبوں کو شہنشاہی
سلام اے بخشنے والے نگاہ و علم و آگاہی
سلام اس پر کہ جس نے آدمیت کا سبق بخشا
سلام اس پر، کلام اللہ کا جس نے ورق بخشا

سلام اس پر کہ جس نے نور بخشا دورِ ظلمت کو
اجاگر کر دیا انسان کی خوبیٔ فطرت کو
سلام اس پر کہ جس نے عدل کی میزان قائم کی
سلام اس پر کہ جس نے حرمتِ انسان قائم کی
سلام اس پر، حیا و شرم و عفت جس نے سکھلائی
ادب، پاکیزگی، غیرت، شرافت جس نے سکھلائی
سلام اس پر، امانت، صدق و حق گوئی ملی جس سے
سلام اس پر فقط رب کی رضا جوئی ملی جس سے
سلام اس پر کہ جو حامل ہے تعلیم الٰہی کا
علم ہے ہاتھ میں جس کے خدا کی بادشاہی کا (۶)

کتاب کی اندرونی اور بیرونی سرورق پر شاعرہ کا نام "مریم قادری" لکھا ہے لیکن "متعارف" کے نیچے انہوں نے اپنا نام "مریم افضال قادری" تحریر کیا ہے۔ "نغماتِ حرم" خالد علیم کی نظر سے نہیں گزری۔ انہوں نے ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری پر انحصار کیا ہے۔(۷)

"بیگم افضال" کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ ان کے بارے میں شخص محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے تذکرے میں چند سطور لکھی ہیں۔ ان کے خاوند کا نام ڈاکٹر محمد افضال حسن ہے، مریم کے خاوند سے ملتا جلتا، لیکن وہ مریم قادری نہیں ہو سکتیں کیونکہ جمیل بریلوی کا "تذکرہ شاعرات اردو" ۱۹۳۴ میں چھپا اور مریم قادری ۱۹۳۷ میں پیدا ہوئیں۔ اور بیگم افضال کے جو اشعار نمونے کے طور پر دیے گئے ہیں، وہ ایسے ہیں کہ سولہ، سترہ سال کی عمر کی خاتون شاید نہ لکھ سکے۔

---

(۱) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۸۷

(۲) مریم قادری۔ نغماتِ حرم۔ ناشر ڈاکٹر اشفاق حسین قادری، کراچی یونیورسٹی۔ ۱۹۹۸۔ ص ۳

(۳) نغماتِ حرم۔ ص ۱۹، ۲۰، ۳۲، ۳۵، ۳۸، ۵۳، ۵۸

(۴) نغماتِ حرم۔ ص ۴۵/ صبیح رحمانی (مرتب) ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۶۸

(۵) نغماتِ حرم۔ ص ۲۷ (۶) ایضاً۔ ص ۵۹، ۶۰ (۷) شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۔ ص ۲۳۰

مریم، مریم النسا

سرگودھا سے تعلق ہے۔ سرگودھا کے شعرا و شاعرات کی نعتوں کے انتخاب "جانِ رحمت" میں ان کی ایک نعت شامل ہے جس کے حاشیے میں لکھا ہے کہ شاعرہ نے یہ نعت حج سے واپسی پر کہی۔

"جانِ رحمت" میں پانچ شعر چھپے ہیں جبکہ "شام و سحر" میں اس نعت کے سات اشعار شائع ہوئے ہیں۔

میں مکہ دیکھ آئی ہوں، مدینہ دیکھ آئی ہوں
بلندی دین کی زینہ بہ زینہ دیکھ آئی ہوں

میں دولت مند ہو آئی، خزینہ دیکھ آئی ہوں
عرب کے ریگزاروں میں دفینہ دیکھ آئی ہوں

سلیقہ سیکھ آئی ہوں عبودیت کا کعبے سے
مدینے میں محبت کا قرینہ دیکھ آئی ہوں

مجھے خطرہ نہیں بحرِ فنا میں ڈوب جانے کا
جو ساحل پہ لگا دے، وہ سفینہ دیکھ آئی ہوں

جو اس گھر کی ہے زینت، وہ کسی گھر کی نہیں زینت
خدا کا گھر ہے دھرتی کا نگینہ دیکھ آئی ہوں

اسی بستی میں رہ کر عمر ساری اب گزاروں گی
تری بستی میں رہ کر اک مہینا دیکھ آئی ہوں

نہ کیوں میں محترم ٹھہروں کہ میرا نام ہے مریم
مجھے دیکھو ادب سے، میں مدینہ دیکھ آئی ہوں

اخلاق عاطف (مرتب) جانِ رحمت۔ مطبوعہ سرگودھا۔ ص ۱۵۸ / شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۳۔ جنوری فروری ۱۹۸۵

مستور رضویہ

ام محمد کنیت اور مستور تخلص ہے۔ طفیل احمد بدر لکھتے ہیں کہ وہ امروہہ کی رہنے والی، ساداتِ رضویہ کے خاندان سے ہیں۔ اردو فارسی میں اچھی دسترس حاصل ہے۔ بہترین طبیبہ ہیں۔ سالاری دواخانہ امروہہ کے زنانہ شعبہ کی انچارج ہیں۔ بہترین نظمیں لکھتی ہیں۔

"آفتابِ حرم" میں ترجیع بند کی صورت میں ایک نعتیہ نظم "مصلحِ اعظم ﷺ" درج ہے جس کے دو بند ہیں۔ ہر بند میں دس اشعار ہیں۔ دوسرا بند ملاحظہ فرمایئے:

دیکھ کر بزمِ جہاں کا رنگ یہ بگڑا ہوا
اک تلاطم رحمتِ خلاق میں پیدا ہوا

آ گیا وہ رحمۃ للعالمیں ختم الرسل ﷺ
شرک گاہِ دہر میں ہر سمت یہ چرچا ہوا

سر بسجدہ بت ہوئے، آتش کدے ٹھنڈے ہوئے
کاخِ کسریٰ میں غضب کا زلزلہ پیدا ہوا

لڑکیوں نے زندہ درگوری سے حاصل کی نجات
ازدواجی زندگی کا دور جلوہ زا ہوا

مرد نے سمجھا کہ عورت کے مساوی ہیں حقوق
صنفِ نازک کو ملا پھر اپنا حق کھویا ہوا

ہو گیا عالم رموزِ زندگی سے روشناس
بادۂ توحید کا ہر شخص متوالا ہوا

تجھ پہ شاہا ﷺ جانِ مستورِ حزیں قربان ہے
بزمِ کل پر مصلحِ اعظم ﷺ ترا احسان ہے

طفیل احمد بدر (امروہوی) آفتابِ حرم۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ۱۹۷۹ / شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۱ (مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" از خالد علیم)

مسعودہ خاتون

مقدر آزمانے کو اٹھا طوفان سینے میں
جہاں یہ سن لیا' بگڑی بھی بنتی ہے مدینے میں

جھلک ہو کیوں نہ وحدت کی' نبوت کے نگینے میں
سراپا نورِ حق تھے' نور کا دریا تھا سینے میں

یہ فیضِ ایزدی نورِ حبیبِ خالق ﷺ عالم
کبھی کعبے میں چمکا اور کبھی چمکا مدینے میں

تمنا ساحلِ مقصود کی گر دل میں رکھتے ہو
گنہگارو' چلے آؤ محمد ﷺ کے سفینے میں

جسے دیکھو' وہ شوقِ زیارت میں ہے دیوانہ
فلک سے اٹھ کے جنت آ گئی ہے کیا مدینے میں

دماغ و دل معطر ہو گئے ایمان والوں کے
حقیقت کی وہ خوشبو تھی محمد ﷺ کے پسینے میں

مبارک باد کے قابل یہ دونوں سرزمینیں ہیں
گھٹا رحمت کی کعبے سے اٹھی' برسی مدینے میں

آئینہ (ماہنامہ) لاہور۔ یکم اگست ۱۹۵۹۔ ص ۱۹

مسعودہ خانم لدھیانوی

کراچی میں رہتی ہیں۔ بچپن ہی سے نعت سرائی کا شوق تھا۔ مختصر مجموعۂ نعت "ابرِ رحمت" محافلِ نعت میں پڑھی جانے والی نعتوں پر مشتمل ہے۔ اپنی والدہ کی تربیت کے نتیجے میں نعت کی طرف میلان ہوا۔ اقبال' اکبر وارثی اور اعظم چشتی سے متاثر ہیں (۱)۔

مسعودہ خانم کی کتاب "ابرِ رحمت" ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۹۱ میں چھپی۔ کتاب میں ۲ حمدیں' ۳۸ نعتیں' ایک منقبت اور ایک دعا ہے۔ شریف امروہوی نے لکھا کہ مسعودہ خانم کشمیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ ایک پردہ نشین خاتون ہیں اور صرف خواتین کی نعت کی محفلوں میں اپنا کلام سناتی ہیں۔ خود مسعودہ خانم کہتی ہیں کہ ۱۹۴۶ میں پاکستان بنانے کے جذبے کے ساتھ ساتھ زبان سے یہ شعر ادا ہوا۔

ہے شوق' محمد ﷺ ہمیں قدموں میں بلائیں
بے تاب ہیں ہم' حال دل اپنا بھی سنائیں

کلام میں جذبے کے محاسن اور شاعری کے معائب موجود ہیں۔ چند منتخب اشعار ملاحظہ فرمایئے:

خدا کے بعد لب پہ میرے جن کا نام آتا ہے
وہی اک نام ہر مشکل میں سب کے کام آتا ہے

مانگے ہر دعا درود کے بعد
مدعا سب وصول ہو آتا ہے

مدینے والے کو خیر الانام کہتے ہیں
ہم ان پہ دل سے درود و سلام کہتے ہیں

زندگی گھٹ گئی تشنگی بڑھ گئی' قید ہے دل کے زنداں میں حسرت مری
اک نگاہِ کرم تاجدارِ حرم! اب بلا لیجئے حق کے پیارے نبی ﷺ

گیا تھا اک بشر ملنے خدا سے آج' کہتے ہیں

زبانِ اہلِ مذہب میں جسے معراج کہتے ہیں

کتاب پر ناشر کا نام نہیں ہے۔ قیمت "دعائے مغفرت" ہے۔ سرورق پر لکھا ہے "سکارپو کمیونی کیشنز" نے طبع کی (۲)۔

"اوج" کے نعت نمبر میں مسعودہ کا انٹرویو شائع کیا گیا۔ اس میں انہوں نے اپنے ان تین اشعار کا ذکر کیا ہے:

چل گیا ہے یہ قلم اور بن گئے کیا کیا حروف
نعت لکھنی تھی مجھے، لکھتی گئی، لکھتی گئی

ہے شوق محمد ﷺ ہمیں قدموں میں بلا لیں
بے تاب ہیں ہم حالِ دل اپنا بھی سنا لیں
ہم سوچ رہے ہیں کبھی طیبہ کو چلیں گے
اس نگری کو بھولے سے نہ یاد کریں گے (۳)

---

(۱) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج، شاہدرہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ ص ۶۶۵ (جلد اول)
(۲) مسعودہ خانم۔ ابرِ رحمت۔ ناشر کا نام نہیں ہے۔ ۱۹۹۱
(۳) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۶۶۵، ۶۶۶

مشکور ناصری، ہاجرہ

بنیادی طور پر پنجابی کی شاعرہ ہیں۔ ماہنامہ "الفراں" لاہور میں ان کی پنجابی نعتیں چھپتی رہی ہیں۔ اردو نعت کا نمونہ یہ ہے:

حشر کے دن جب گنہگاروں کو لاتے جائیں گے
"امتی" کہہ کر محمد ﷺ بخشواتے جائیں گے

بال سے باریک پُل سے تو گزرنا ہے محال
کملی والے ﷺ ہی کنارے پہ لگاتے جائیں گے

جب ہمارے نیک و بد اعمال کا ہو گا حساب
جرم اپنے دیکھ کر ہم منہ چھپاتے جائیں گے

گریۂ محشر سے جب روئیں گے ہم زار و قطار
اپنے دامن میں ہمیں آقا ﷺ چھپاتے جائیں گے

احمدِ مرسل ﷺ کی امت ہیں، نہیں دوزخ کا ڈر
ہم سوئے فردوس ہنستے مسکراتے جائیں گے

دیکھ کر مشکورؔ ہم اپنے نبی ﷺ کے نقشِ پا
چومتے جائیں گے، آنکھوں سے لگاتے جائیں گے

شام و سحر۔ نعت نمبر۔ نقشِ ثانی۔ جنوری فروری ۱۹۸۲۔ ص ۳۳۶

مظہر، سعیدہ عروج

مظہر النسا نام۔ حیدر آباد دکن میں یکم جنوری ۱۹۲۲ کو پیدا ہوئیں (۱)۔ ان کے والد سید مرتضیٰ حسین (۲) اس سکول میں پڑھاتے تھے جس کے ہیڈ ماسٹر حضرت فانی بدایونی تھے (۳) سعیدہ مظہر کی پردادی، دادی، پھوپھی فارسی اور اردو کی مشہور شاعرات تھیں۔ تاباںؔ، جوہرؔ اور ثاقبؔ تخلص کرتی تھیں۔

سعیدہ کی والدہ فاطمہ بیگم کا تخلص کنیزؔ تھا اور وہ زیادہ تر عورتوں کے مسائل پر نظمیں لکھتی تھیں (۴)۔

سعیدہ میٹرک پاس کر کے ۱۹۳۹ میں کالج میں داخل ہوئیں۔ ۱۹۴۳ میں جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد سے بی اے کیا اور ساڑھے بارہ سو لڑکوں لڑکیوں میں اول آ کر علاء الدین گولڈ میڈل حاصل کیا۔ فارسی میں ایم اے کیا۔ شفیق بریلوی لکھتے ہیں "بی ایڈ کے امتحان میں جامعہ عثمانیہ میں اول آئیں۔ حیدر آباد کے زنانہ کالج میں فارسی کی لیکچرار رہ چکی ہیں"۔ (۵)

۱۹۴۷ میں فیض آباد (یو۔پی) کے ایک زمیندار خاندان کے حسن محمود عروجؔ کے ساتھ شادی ہوئی جو برما میں روزنامہ "مسلم" کے مدیر تھے (۶)۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری اور حمایت علی شاعرؔ نے یہ شادی ۱۹۴۶ میں کرا دی ہے (۷)

سعیدہ مظہر کے علمی ذوق و شوق اور فطری صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت حیدر آباد نے ان کو وظیفہ دیا اور فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن بھیجنے کا فیصلہ کیا لیکن سقوطِ حیدر آباد کے باعث وہ ۱۹۴۸ میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئیں۔ پاکستان کے مختلف شہروں کے زنانہ کالجوں میں تدریسی خدمات انجام دیتی رہیں (۸)۔ آخر عمر میں وہ گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج میں استادوں کو پڑھاتی تھیں (۹)

خالد علیم لکھتے ہیں کہ انہوں نے بے شمار افسانے اور ناول لکھے اور مغربی ادب سے اردو ترجمے کئے۔ مختلف اردو رسائل کی ایڈیٹر بھی رہیں۔ ان کے دو تحقیقی مقالے، تاریخ ادبیاتِ ایران اور احوال و اشعارِ نظیریؔ نیشا پوری اہمیت کے حامل ہیں (۱۰) حمایت

علی شاعرؔ کہتے ہیں کہ تصانیف میں سات ناول اور چار ترجمے بھی شامل ہیں۔ شعری مجموعہ کوئی شائع نہ ہو سکا (۱۱) شفیق بریلوی نے لکھا ہے کہ سعیدہ عروج مظہر نے اپنا مجموعۂ کلام "ضمیرِ لالہ" کے نام سے مرتب کیا تھا جو نذرِ زوالِ حیدر آباد ہو گیا (۱۲)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کا تذکرہ ۱۹۸۳ میں شائع ہوا لیکن انہوں نے سلطانہ مہر کے مضمون مطبوعہ ۱۹۶۹ (۱۳) کے مندرجات پر انحصار کر کے لکھ دیا ہے کہ "اب کراچی میں مقیم ہیں" (۱۴)۔ جبکہ وہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ میں فوت ہو گئی تھیں۔ "صریرِ خامہ" اسی سال چھپا تھا، اس میں سالِ وفات لکھا ہے (۱۵)۔

سعیدہ کا نمونۂ نعت صرف "ارمغانِ نعت" میں ملتا ہے، یہ ۱۸۔ اشعار کی ایک نعت بصورتِ مثنوی ہے۔ خالد علیم نے اس میں سے گیارہ اور حمایت علی شاعرؔ نے چھ اشعار نقل کئے ہیں۔ پوری نعت یہ ہے:

کس نے کھولی ہے زباں، کون ہوا دل کے قریں
کیسی آواز ہے؟ کیوں بھیگ رہی ہے یہ جبیں؟

کس نے چھیڑی ہے یہ لے لحنِ عرب میں یا رب
جھنجھنا کر جو اٹھی روح سرمری بہرِ ادب

کوئی یوں بول رہا ہے رگِ جاں کے اندر
جیسے الفاظ ہوں پوشیدہ زباں کے اندر

دست بستہ ہیں، جھکائے ہوئے سر محفل میں
چیخ بن جائے، گرے سُوئی اگر محفل میں

ایک سناٹے میں ڈوبے ہوئے یہ بام یہ در
لوگو بتلاؤ تو؟ اس سمت میں ہے کس کا گزر

بج اٹھیں دور سے یہ آپ نفیریں کیسی؟
آپ ہی آپ بچھی جاتی ہیں نظریں کیسی؟

کس کی آمد ہے کہ خوشبو کی لپٹ آتی ہے
جسم میں روح کے گلزار کو چٹکاتی ہے

سنسناہٹ سی ہے دل جھوم رہا ہو جیسے
نام جو لب پہ ہے، دل چوم رہا ہو جیسے

میرے مولا، مرے آقا، مرے سرور ﷺ صدقے
جان و دل صدقے ترے پاؤں پہ، یہ سر صدقے

کائنات آج مکمل ہوئی آمد سے تری ﷺ
ذاتِ انسان مدلّل ہوئی آمد سے تری ﷺ

"نیت" انساں کی ترے ہاتھ سے کانٹے پہ تلی
فیصلہ کن ہوا حق، عدل کی میزان کھلی

تو ﷺ نے بتلایا کہ انسان کی ذاتِ واحد
اپنے کردار کی تلوار پہ خود ہے کاسد

فردِ واحد کی بقا، اس کی بقائے کردار
ملت افراد سے ہے اور ہے ملت تلوار

قوم جو فعل و عمل میں کھلی تفسیر بھی ہے
وہ زمانہ کے لئے شیشہ و شمشیر بھی ہے

"امن" کہتی نہیں، "بدامنی" مٹا دیتی ہے
اپنے کردار کی تاثیر دکھا دیتی ہے

نوکِ شمشیر پہ بھی حق ہی کہے اور اڑ جائے
کس میں دم ہے کہ پھر ایسے سے کوئی لڑ جائے

یہ صفت جس میں ہو وہ بندۂ مومن کہلائے
حکمِ آقا ﷺ کے لئے زندہ رہے یا مر جائے

تیری آمد کا یہ مفہوم تھا کی مدنی
آدمی مظہرِ کردار کا ہوتا ہے دھنی

اس نعت کے سات اشعار ماہنامہ "نعت" کی اشاعتِ خاص بعنوان "نعت ہی نعت" حصہ دوم۔ فروری ۱۹۹۳ میں بھی چھپے (ص ۷۸)

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ۱۹۶۱۔ ص ۱۹۳

(۲) شفیق بریلوی نے ان کا پورا نام سید مرتضیٰ حسین نمالؔ لکھا ہے اور کہا ہے کہ مشہور شاعر تھے۔ حمایت علی شاعرؔ نے ان کے شاعر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ خالد علیم نے لکھا ہے کہ مشہور ادیب و شاعر اور مختلف درسی کتابوں کے مصنف و مؤلف تھے (شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۱)

(۳) صریرِ خامہ (مجلہ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی) حیدر آباد سندھ۔ نعت نمبر۔ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء۔ ص ۱۱ (مرتب: حمایت علی شاعرؔ)

(۴) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۱۹۳ / شام و سحر نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۲

(۵) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۱۹۳

(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۲ / تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۱۹۳

(۷) ابوسلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۸۹ / صریرِ خامہ۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱

(۸) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۲

(۹) صریرِ خامہ۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱

(۱۰) شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۲

(۱۱) صریرِ خامہ۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱

(۱۲) تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ص ۱۹۳

(۱۳) جنگ (روزنامہ) کراچی۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۶۸۔ "آج کا شاعر" از سلطانہ مہر

(۱۴) تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۸۹

(۱۵) صریرِ خامہ۔ نعت نمبر۔ ص ۱۱ / شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ طبع سوم بہ ترتیب نو۔ ص ۳۲۹ / شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۲ ---- "ارمغانِ نعت" کے پہلے ایڈیشن میں سالِ وفات نہیں ہے (ص ۳۱۲، ۳۱۳)

+++

معراج النسا بیگم الہٰ آبادی

ان کی ایک نعت "آستانہ" دہلی کے ایک سالنامہ میں ملی ہے:

رہے سودائے گیسوئے محمد ﷺ ہر گھڑی سر میں
کبھی جا کر دعا مانگوں گی میں اللہ کے گھر میں

ولادت کا حبیبِ کبریا ﷺ کی ذکر ہوتا ہے
خوشی میلاد کی اس واسطے ہوتی ہے ہر گھر میں

مہک جاتی تھیں گلیاں جس طرف تشریف لاتے تھے
وہ خوشبو تھی جنابِ مصطفیٰ ﷺ کے جسمِ اطہر میں

دعا ہے بارگاہِ حق میں اے معراج یہ میری
محمد ﷺ کی شفاعت ہو میسر مجھ کو محشر میں

ان کی اس غزل میں دو اشعار ایسے ہیں جو نعت سے متعلق نہیں ہیں۔ ایک میں فلسفۂ موت بیان کیا ہے اور دوسرے میں کربلا کا ذکر ہے۔

آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ سالنامہ ۱۹۳۹۔ ص ۱۹۵

***

معینؔ حیدر آبادی، معینہ انور

مبارز النسا (۱) خاندانی نام، معینہ قلمی نام، معینؔ تخلص --- لیکن عام طور پر معینہ انور کے نام سے مشہور ہیں۔ حیدر آباد دکن کے ایک علمی خانوادے سے تعلق ہے۔ ان کے والد سید مظفر علی رشید (۲) اور نانا سید نور الرسول قدرت، حیدر آباد کی مشہور علمی ہستیاں تھیں۔ ان کی شادی ڈاکٹر احمد علی نور سے ہوئی جو کراچی یونیورسٹی میں شعبۂ سائنس کے صدر تھے (۳)۔

معینہ نے بی ایس سی کی ڈگری لی لیکن اردو ادب سے لگاؤ ہونے کی وجہ سے ادب کی کتابیں ان کے زیرِ مطالعہ رہتی تھیں (۴)۔ سلطانہ مہر لکھتی ہیں۔ "معینہ انور نے زیادہ نعتیں کہی ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ "نذرانہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے" (۵)۔ نمونۂ کلام نعتیہ یہ ہے:

وہ التفاتِ لطف و کرم یاد آ گئے
دل پھر نثارِ احمدِ مختار ﷺ ہو گیا
پھر یاد آ رہی ہے وہی شب، وہی سحر
مشتاقِ دید پھر دلِ بیمار ہو گیا

سہارا لے کے دامن کا معینؔ نے
ہے پا لی دولتِ حسنِ بقا اب

فکرِ امت سے شب و روز تڑپنے والے
دردِ اسلام کے درمان، کہاں ہے، آ جا

---

(۱) ارج (مجلّہ) نعت نمبر میں نام "مبارک النسا" لکھا ہے جو غلط ہے (ص ۳۹)

(۲) خالد علیم نے "سید مظفر علی شاہ" لکھا ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے لندن اور کیمبرج یونیورسٹی میں ابنِ خلدون پر اعلیٰ تحقیقات کی تھیں (شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۳)

(۳) ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۱

(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۳

(۵) سلطانہ مہر۔ آج کی شاعرات۔ محرابِ ادب، کراچی۔ ۱۹۷۳ / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۱ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۳

ممتاز، ممتاز بیگم

سرگودھا سے تعلق رکھتی ہیں۔ نمونۂ نعت یہ ہے:

نہ کوئی وسیلہ، نہ کوئی قرینہ
خدایا دکھا دے مجھے بھی مدینہ

نبی ﷺ کی اطاعت ہے میرا خزینہ
نبی ﷺ کی محبت ہے میرا دفینہ

یہی ہے تمنا، یہی آرزو ہے
میں جاؤں مدینے، میں دیکھوں مدینہ

سلام آپ ﷺ پر میرا دن کا وظیفہ
درود آپ ﷺ پر میرا وردِ شبینہ

میں ساقیِ کوثر ﷺ کی ہوں نام لیوا
مجھے حوضِ کوثر کا ہے جام پینا

خموشی ہے بہتر کہ ممتازؔ بیگم
ہے نازک بہت نعت کا آبگینہ

اخلاق عاطف (مرتب) گلِ عقیدت۔ ص ۲۷

منزہ چغتائی

ان کی ایک نعت ماہنامہ "شام و سحر" کے نعت نمبر ۶ میں شائع ہوئی ہے:

نامِ محمد ﷺ دل پہ لکھا ہے
دھڑکن دھڑکن صلِ علیٰ ہے

سب سے افضل، سب سے برتر
ذات انہی کی بعدِ خدا ہے

وہ تخلیقِ جہاں کا باعث
شان اس کی لَوْلَاکَ لَمَا ہے

وہ اک ابرِ لطف و عنایت
وہ دریائے جُود و سخا ہے

آؤ ادھر، بیمارو آؤ!
ذکرِ محمد ﷺ آبِ شفا ہے

ان کا کرم ہے یہ بھی منزہؔ
لب پہ جو میرے حرفِ ثنا ہے

شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۶۔ جنوری فروری ۱۹۸۷۔ ص ۲۸۴

منیر النسا

شاہ عنایت حسین پھلواروی کی صاحبزادی تھیں۔ منیر النسا کو عربی اور فارسی میں کامل دستگاہ تھی اور اردو میں ان کے نعتیہ اشعار قدرت شعری کی دلیل ہیں۔

کرتی ہوں رات دن میں زیارت رسول ﷺ کی
پھرتی ہے اپنی آنکھوں میں صورت رسول ﷺ کی

نہ رکھیو ہجر میں بیمار مجھ کو
پلا دو شربتِ دیدار مجھ کو
رہوں کب تک جدائی میں تڑپتی
بلا لو جلد اے سرکار ﷺ! مجھ کو

طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ مطبوعہ پٹنہ۔ ناشر دانش اکیڈمی' آرہ بہار (بھارت) جنوری ۱۹۷۴ء۔ ص ۹۰' ۹۱ (خالد علیم نے یہ چند فقرے نقل کئے ہیں۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے شاید ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کی کتاب دیکھی ہی نہیں)

مہر رضیہ جبیں

حاجی پورہ' سیالکوٹ میں رہتی ہیں۔

پُرنور بزم کون و مکاں کس سے؟ آپ سے
ہر دل میں زندگی ہے رواں کس سے' آپ سے
تاریکیوں میں آج اجالوں کا ہے ظہور
روشن ہے اب بھی کاہکشاں کس سے؟ آپ سے
ہر دل میں زندگی کا مہکتا ہوا جنوں
ہے بندگی کا حسن جواں کس سے؟ آپ سے
چہروں پہ عزم نور کا کھلتا ہوا کنول
مہکا رہا ہے گلشنِ جاں کس سے؟ آپ سے
منزل کے یہ چراغ' یہ راہوں کے سلسلے
ہیں اب بھی رشکِ باغِ جناں کس سے؟ آپ سے
یہ مہر بھی ہے آپ ﷺ ہی کے در کی اک کنیز
آقا ﷺ قبول کیجے اس کا بھی اک سلام

گل بخشالوی' حاجی (مرتب) بزمِ رسالت۔ مطبوعہ کھاریاں ضلع گجرات۔ ص ۱۰۱

مہرؔ سلطانہ

یہ وہی تذکرہ نویس ہیں جن کی کتاب "آج کی شاعرات" (۱) چھپ چکی ہے۔ کراچی سے تعلق ہے۔ ان کے درج ذیل تین اشعار ہی ملے ہیں' نذرِ قارئین ہیں:

آقائے طیبہ(۲) سے جدائی تھی تو ہمارے جینے تک
مر کر ہم جو خاک ہوئے تو پہنچی خاک مدینے تک

روضے کی جالی پر تکنا ہو جو نصیب' تو صیقل ہو
رو رو کر دھندلا سے گئے ہیں نظروں کے آئینے تک

ٹوٹنا دل کا بھی ہے گوارا ہم کو لیکن شرط یہ ہے
مہرؔ ہمارا دل جب ٹوٹے' پہنچے چھنک مدینے تک (۳)

---

(۱) سلطانہ مہرؔ۔ آج کی شاعرات۔ محرابِ ادب' کراچی۔ ۱۹۷۳

(۲) میں نے لفظ یثرب کو "طیبہ" سے بدل دیا ہے

(۳) منتخب نعتیں۔ جہانگیر بک ڈپو' لاہور۔ ص ۴۰ (کتاب کے نام اندرونی سرورق پر "مجموعۂ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ" لکھا ہے)

نازؔ بلگرامی

محمد جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں۔ "محترمہ نازؔ بلگرامی اورنگ آباد دکن کی رہنے والی اور اردو کی ایک قابلِ قدر شاعرہ ہیں۔ کلام اکثر "خاتونِ مشرق" میں چھپتا رہتا ہے۔ آپ کا کلام جذباتی حیثیت سے بلند اور پُر کیف ہوتا ہے۔ زبان صاف اور طرزِ ادا پاکیزہ ہے۔ زیادہ تر نعت اور منقبت لکھتی ہیں۔ ایسی نظموں میں آپ کا جوشِ عقیدت جھلکتا ہے۔ کلام سنجیدہ' پُر کیف اور بلند ہے" (۱)۔

جمیل احمد بریلوی نے نازؔ بلگرامی کی ایک نعتیہ نظم "عقیدت کے پھول گلشن رسالت ﷺ میں" درج کی ہے۔ چند اشعار یہ ہیں:

قلب میں تیری یاد ہے' ذہن میں تری رفعتیں
تجھ پہ نثار ہو جہاں' تجھ پہ نثار دولتیں

قلب میں تیرا ہے جمال' آنکھ میں تیرا نور ہے
روح میں تیری عظمتیں' قلب میں تیری برکتیں

سارے جہاں کے آفتاب' سارے جہاں کے ماہتاب
سارے جہاں کی کائنات' تجھ پہ نثار مدحتیں

نازؔ پہ بھی نگاہ لطف' کیجئے شاہِ باصفا ﷺ
نازؔ کے حال پر بھی ہوں' لطف و کرم کی بارشیں (۲)

---

(۱) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ قومی کتب خانہ' بریلی۔ طبع اول۔ ۱۹۴۲۔ ص ۳۴۳' ۳۴۴

(۲) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۳۴۴' ۳۴۵ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۹۔ ص ۲۴۳' ۲۴۴

نازؔ، سعیدہ

یہ صبح تو کچھ اور ضیا مانگ رہی ہے
انوارِ محمد ﷺ سے جلا مانگ رہی ہے

آنکھ ان کا کرم، ان کی عطا مانگ رہی ہے
نظارۂ محبوبِ خدا ﷺ مانگ رہی ہے

ان کے رخ و گیسو کی فضا مانگ رہی ہے
یہ بزم مدینے کی ہوا مانگ رہی ہے

تعظیم کی خاطر مری پیشانیٔ بے تاب
سرکار ﷺ کا نقشِ کفِ پا مانگ رہی ہے

ہے فکر کی پرواز کا رخ جانبِ بطحا
مضمون نئے طبعِ رسا مانگ رہی ہے

شبیرؓ کے صدقے میں دو عالم کے شہنشاہ ﷺ
نازؔ اپنے لئے خاکِ شفا مانگ رہی ہے

عزیزؔ صابری (مرتب) جواہر النعت۔ بزمِ یوسفی، کراچی۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۲۸ (عزیز صابری اب عزیز احسن کے نام سے لکھ رہے ہیں)

نازشؔ، برجیس جود

برجیس جود نام، للیٰن عرف، نازشؔ تخلص۔ ڈاکٹر سید ریاض الحسن (سابق ڈپٹی ڈائرکٹر سیدم انسٹی ٹیوٹ ایزت نگر، بریلی) کی دختر تھیں۔ لاہور میں ۲ مارچ ۱۹۲۶ کو پیدا ہوئیں اور اٹھارہ برس کی عمر میں ۱۵۔ اپریل ۱۹۴۴ کو فوت ہو گئیں۔ اس وقت انٹرمیڈیٹ کا امتحان دے رہی تھیں۔ ابھی کچھ پرچے باقی تھے کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہنا پڑا (۱)۔

مرحومہ نے وفات سے چند ماہ پہلے اپنا کلام تلف کر دیا تھا۔ جمیل احمد بریلوی نے ان کے والد سے ان کی بعض غیر تلف شدہ بیاضوں میں مندرج کلام منگوا کر اپنے تذکرے میں محفوظ کر لیا ہے۔ اس میں غزل، نظم، رباعی اور نعت و منقبت سب کی مثالیں ملتی ہیں۔ جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں۔ "اگر ان کو مناسب تربیت و ماحول ملتا اور عمر کچھ اور وفا کرتی تو مرحومہ سپہرِ ادب کا ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکتیں" (۲)۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

نبی ہو، مصطفیٰ صلِّ علیٰ نورِ خدا تم ہو
تمہی یٰسٓ، تمہی طٰہٰ، تمہیں ناصر، مزمل ہو (۳)

تمہارے نور سے پیشانیٔ آدم چمکتی تھی
تمہی اول، تمہی آخر، تمہی ہادیِ کامل ﷺ ہو

یہاں زمزم وہاں کوثر، پلاؤ جس کو تم چاہو
کہ جانِ میکدہ تم ہو، تمہی مختار و عامل ﷺ ہو

جہاں ہم نشیں نورِ ہدایت بن کے جب چمکا
پکار اٹھے ملائک، مرحبا نورِ مجمل ہو

نہیں کچھ خوف اے نازشؔ اگر کرب و مصیبت ہے
پکارو اپنے آقا ﷺ کو، پڑے کیوں نیم بسمل ہو

قدرت نہیں مولا ﷺ کی بیاں پر موقوف
وہ نور ہے خود نور کے اندر ملفوف
کیا مرتبہ نازشؔ کا جو وہ کھولے زباں
اوصاف بھی یکتا ہیں مثالِ موصوف

اے دل ز شرابِ عشقِ احمد ﷺ برخیز
ساقی کی قسم، اس سے نہیں ہے کچھ تیز
کافی ہیں مجھے پنج تن پاک مرے
کیا خوف، اگر دہر ہے فتنہ انگیز

کیا خوف ہے اعدا سے جو ان بن ٹھہرے
رہتے ہیں یہاں رحمت و ملک کے پہرے
نازشؔ کو ہے اللہ و محمد ﷺ کی پناہ
خود پنج تن پاک ہیں دل میں ٹھہرے

حضرت زینت بنتِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی منقبت لکھتے ہوئے آخری بند میں حضورِ اکرم ﷺ کی شان میں نازشؔ نے یہ انداز اختیار کیا ہے:

وہ جدِ امجد آپ کے، یعنی نبی خیر البشر ﷺ
"صلّوا علیہ وآلہٖ" اک شان جن کی سر بہ سر
وہ ساکنِ علیین ہیں، جائے کہاں ان تک نظر
لولاک ان کی شان ہے، کرتی ہوں قصہ مختصر
من تشنہ و دل خستہ ام ایں ہدیۂ ناکارہ است
بہرِ خدا چشمِ کرم، ایں نازشؔ بے چارہ است (۴)

---

(۱) جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ مطبوعہ بریلی۔ طبع اول۔ ۱۹۳۲ء۔ ص ۳۷
(۲) شام و سحر نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۵، ۲۳۴۔ بحوالہ تذکرہ شاعراتِ اردو۔
(۳) "مزمل" صحیح تلفظ کے ساتھ استعمال نہیں ہوا۔ اور یہ غلطی اتنی عام ہے کہ حفیظ تائبؔ کی بھی ایک نعت "یا مُزَمَّل یا مُدَّثِّر" ردیف کے ساتھ چھپی۔ میں نے اسی لئے ایک نعت "یا اَیُّھَا الْمُزَّمِّل" ردیف میں کہی جو میرے پہلے مجموعہ "ورفعنا لک ذکرک" میں چھپی۔ پھر حفیظ تائبؔ نے بھی غلطی کا احساس کر لیا اور "یا ایھا المُزَّمِّل" ردیف میں نعت کہی جو اب تائبؔ کے دوسرے مجموعہ نعت "وسلموا تسلیما" میں شامل ہے۔
(۴) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۳۳ - ۱۳۶ / شام و سحر نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۵

ناصرہ باسط چشتی

غم و آلامِ زمانہ سے بچا لو آقا ﷺ
بحرِ عصیاں سے مجھے رب کو نکالو آقا ﷺ

آپ ہیں رحمتِ کُل دونوں جہانوں کے لئے
مجھ کو بھی دامنِ رحمت میں چھپا لو آقا ﷺ

آپ ہیں مہرِ کرم، نورِ خدا، ماہِ حرا
میرے ظلمت کدۂ دل کو اجالو آقا ﷺ

ڈوب جاؤں نہ کہیں یاس کے اندھیاروں میں
دستِ رحمت بڑھا، مجھ کو سنبھالو آقا ﷺ

ایک مدت سے تڑپتی ہوں زیارت کے لئے
روضۂ پاک پہ اب اپنے بلا لو آقا ﷺ

ناصرہؔ واسطہ دیتی ہے تمہیں رحمت کا
درِ اقدس کی گدا اس کو بنا لو آقا ﷺ

---

۱) حمایتِ اسلام (ماہنامہ) لاہور۔ دسمبر ۱۹۹۱ (ایڈیٹر: خالد شفیق، جنھوں نے "شام و سحر" لاہور کے چھ نعت نمبر مرتب کئے)

ناہید قاسمی

احمد ندیم قاسمی کی بیٹی ہیں۔

فتح محمد ملک نے لکھا کہ وہ نہ تو احمد ندیم قاسمی کے خیالات کی جگالی کرتی ہے اور نہ ہی ان کے پیرایہ ہائے اظہار کی تقلید کرتی ہے۔ اس نے فکر و احساس کی اپنی ایک الگ دنیا آباد کی ہے اور اظہارِ ذات کا سراسر اپنا انداز ایجاد کیا ہے۔

ان کی نظموں کا مجموعہ "ہجر دل سیراب کرو" ۱۹۹۱ میں چھپا۔ اس کے آغاز میں ایک دعا اور سات نعتیہ نظمیں ہیں۔ ایک نظم ہے "دوستی آپ ﷺ سے ہے مدت کی"

ناخن وسوسوں کے سخت پہرے ہیں
سوچ لے جائے ایسے جنگل میں
غم کی بیگار جس میں دل بھگتے
کچھ نہ سوجھے بسیط سائے میں
منزلیں چھوٹ جائیں رستے میں

پے بہ پے ٹھوکریں ہیں پازیبیں
گونج بن بن کے چوڑیاں کھنکیں
جھنکیوں کو طیور چھو کے اڑیں
چھلیے ہاتھوں پہ آ گریں پتے
آہٹیں اجنبی درندوں کی
ضربِ تیشہ کی طرح دل پہ پڑیں
اوڑھنی شاخ شاخ الجھائے
ذہن سوچے تو روح ڈر جائے

آپ ﷺ سے ہے محبتوں کو ثبات
ایسے میں، آپ ﷺ ہی کا روشن ہاتھ

میری انگلی کو تھام لیتا ہے
کتنی شفقت سے میرے کانوں میں
کوئی میرا ہی نام لیتا ہے
کرنیں رم جھم برستی لگتی ہیں
منزلیں راستوں سے جھانکتی ہیں
حوصلے مور بن کے ناچتے ہیں (۱)

ایک نظم "پندرھویں صدی ہجری کے پہلے دن کی نظم" دیکھیں:

اے مرے "آقا" میرے پیارے رسول ﷺ!
آپ ﷺ کا دور مجھ کو یاد آیا
اور میں سوچنے لگی کہ مجھے
کاش پہلی صدی ملی ہوتی
پہلی ہجری صدی کا پہلا سال
میری تقدیر میں لکھا ہوتا
آپ ﷺ کے حکم پر مدینے کو
میں بھی ہجرت کا لطف پا لیتی
آپ کو تکتی --- آپ کو سنتی
اور پھر گرد پلکوں سے
آپ ﷺ کے سب نقوش پا چنتی
میری آنکھوں میں چاند بس جاتے
میرے کانوں میں انگبیں گھلتی
رات کی تیرگی چمک اٹھتی
روح کی خامشی چہک اٹھتی
آپ ﷺ کے نقشِ پا سے اڑتے ہوئے
ریت کے آفتابی ذروں کو
اپنی چادر میں ٹانک لیتی میں
میرے سر پر جو ہاتھ رکھتے آپ ﷺ
میں اس اعزاز لمس کے دم سے

عمر بھر کے لئے سنور جاتی
کاش میں اب نہ ہوتی — تب ہوتی

ماہ مبارک ربیع الاول کی بہاروں کی تعریف میں یوں تر زبان ہوتی ہیں:

اسی مہینے وقت نیاری پیاری صبحیں اگائے
کرن کرن میں آپ ﷺ کی شفق ہتھیلی کی
جھلک جھلک سی اک چمکی
میرے سر پر تاج سجائے
اسی مہینے راتیں آپ ﷺ کے گیت جگانے آئیں
تاروں کی پاکیزہ ٹم ٹم میں لپٹی
آپ ﷺ کی گونجتی آہٹیں
میری رگ رگ میں لہرائیں
اسی مہینے خوش خوش لہراتی بل کھاتی ہوائیں
دور بسی ہوئی آپ ﷺ کی طیبہ (۲) بستی سے
خوشبوئیں جھولیاں بھر کر لائیں
میرے باطن کو مہکائیں
اسی مہینے بارش کی تسبیح چلاتی بوندیں
آپ ﷺ کے سدا بہار ہرے بھرے نام سے روشنی پا کر
بنا صدف موتی بن جائیں
میری اوڑھنی میں ٹنک جائیں
میں صدقے، مرے پیارے آقا ﷺ
میرے لئے تو ربیع الاول کا موسم ہے بہار
جو دامن میں بھر کر لائے
نکہت اور نکھار

(۳)

(کاش میں طیبہ کے انصار میں شامل ہوتی ----)
---- جنگِ حنین کے موقع پر
جب حضرت (ﷺ)
مالِ غنیمت بانٹتے۔
آپ ﷺ انصار کو کچھ بھی نہ دیتے
ہم اپنی کم سمجھی، کم علمی کے سبب سے
حصہ نہ ملنے پر اپنی محرومی کا کرتے شکوہ
اور تب مرے اپنے پیارے آقا ﷺ یہ فرماتے
------ "اے انصار!
تم اس پر کیوں راضی نہیں ہوتے؟
کوئی تو اونٹ سنبھالے اور کوئی بکری کو
لیکن تم اللہ کے رسول ﷺ کو ساتھ لئے گھر جاؤ---!!
یہ سن کر پھر دیر تلک ہم سب کے آنسو
آپ ﷺ کی خاکِ پا پر شکر کا سجدہ کرتے
اس نادر بخشش پر میں بھی دل اور جاں سے راضی ہوتی
(کاش میں طیبہ کے انصار میں شامل ہوتی)

(۴)

----

(۱) افکار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۰۔ ص ۱۳۲ / تحریریں (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۳۔ جولائی اگست ۱۹۸۶۔ ص ۱۲ / ناہید قاسمی۔ بنجر دل سیراب کرو۔ مکتبہ فنون / التحریر، لاہور۔ بار اول۔ اکتوبر ۱۹۹۱۔ ص ۲۲، ۲۳ / راجا رشید محمود (مرتب)۔ نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۴۷۵

(۲) حضورِ اکرم نورِ مجسم رحمتِ ہر عالم ﷺ نے مدینۂ کریمہ کو "یثرب" کہنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳) بنجر دل سیراب کرو۔ ص ۲۴ - ۲۸ / فنون (مجلّہ) لاہور۔ شمارہ ۲۵، نومبر دسمبر ۱۹۸۶۔ ص ۲۱

(۴) فنون۔ شمارہ ۳۲۔ اپریل جون ۱۹۹۱۔ ص ۱۹

ناہید، کشور

قبلۂ چشم و دل و جاں، تمنّ آہو یا ہو
ہے محمد ﷺ شہِ خوباں تمنّ آہو یا ہو

عشق میں جاں سے گزرنا بھی ہے آساں لیکن
حوصلہ دو شہِ شاہاں ﷺ تمنّ آہو یا ہو

پھول کھلتے ہیں ترے نام کے ہر حرف کے ساتھ
میں ترے نام کے قرباں تمنّ آہو یا ہو

غیب کیا، شاہد و مشہود بھی کیا، تیرے سوا
جلوۂ مظہرِ قرآں تمنّ آہو یا ہو

ہم ترے قرب کی خواہش میں پریشاں خوش ہیں
جاں کنی، جلوۂ ایماں تمنّ آہو یا ہو

حرمِ پاک میں حجرے سے نکل کر آنا
سایۂ سایۂ یزداں تمنّ آہو یا ہو

پرتوِ مہر ہے مہتاب، دلیلِ جلوہ
عکسِ حق، چہرۂ ذی شاں تمنّ آہو یا ہو

درد وہ ہے کہ نہیں جس کا مداوا کوئی
رحم بر جلوہ نگوشاں تمنّ آہو یا ہو

ابرِ رحمت ہے تو ناہیدؔ ہے پیاسی کب کی
ترا بہ کُن ایں لبِ ترساں، تمنّ آہو یا ہو

لفظ ہمارے (مجلّہ) لورعراں۔ جون ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۵

نجمہؔ مجذوب سہاروی

سید طاہر مجذوب سہاروی (کوٹلی لوہاراں مشرقی) کی اہلیہ۔ "ماہِ طیبہ" میں ان کی نعتیں چھپتی رہیں۔ عام طور سے ماہانہ طرحی مشاعرے میں شرکت کے لئے طبع آزمائی کرتی تھیں۔

گلی ہے بھیڑ در پر، وا درِ دربارِ عالی ہے
مرادیں مل رہی ہیں، شاد شاد ان کا سوالی ہے
ہماری مسجدیں چوپال ہیں سرمایہ داروں کی
نہ اصحابِ صفا ان میں، نہ وہ بانگِ بلالی ہے (۱)

مرے حال پر ہے عنایت کسی کی
نہیں چاہئے مجھ کو دولت کسی کی
مدینے کی گلیاں ہوں، سر ہو کسی کا
یہ نکلے گی کب دل سے حسرت کسی کی
دعائیں میں کرتی ہوں محشر کی نجمہؔ
ستاتی ہے جس وقت فرقت کسی کی (۲)

ہاتھ خالی، سر پہ غم کا بار ہے
دے سزا یا بخش، تو مختار ہے
یا رسول اللہ! پریشاں حال ہوں
آپ ﷺ کی نظرِ کرم درکار ہے
ہر گھڑی میرے تصوّر میں ترا
کملی والے ﷺ جلوۂ رخسار ہے
کاش میں جالی پکڑ کر یوں کہوں
در پہ حاضر طالبِ دیدار ہے (۳)

جب مدینے میں کوئی سائل گیا
دین و دنیا کا خزانہ مل گیا

ڈھونڈتی ہیں اس لئے آنکھیں تمہیں
تم ﷺ ملے تو حق تعالیٰ مل گیا

کملی والے کی ادائیں دیکھ کر
جاں ہوئی قربان، صدقے دل گیا

آمنہؓ کے لاڈلے ﷺ، تم پہ سلام
تم اِدھر آئے، اُدھر باطل گیا (۴)

-----

(۱) ماہِ طیبہ (ماہنامہ) کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ جون ۱۹۵۷ء۔ ص ۳۹
(۲) ماہِ طیبہ۔ جولائی ۱۹۵۷ء۔ ص ۳۷
(۳) ماہِ طیبہ۔ مئی ۱۹۵۸ء۔ ص ۳۲
(۴) ماہِ طیبہ۔ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۳۶

نجمہ یاسمین یوسف

کیا کہوں، کیا ہے مصطفیٰ ﷺ کا رُخ
جس طرح نقشِ حق نما کا رخ

اپنی حالت سے دل پریشاں ہے
آپ ﷺ کی سمت ہے دعا کا رخ

اس سے ہے رنگ و نور عالم میں
شمع ہے میرے مصطفیٰ ﷺ کا رخ

آپ کے نقشِ پا کی ضو سے حضور ﷺ!
رہرووں کو ملا بقا کا رخ

ہم پہ ہو گی نگاہ آقا ﷺ کی
پھر بدل جائے گا ہوا کا رخ

قلبِ مسلم پہ انقلاب آئے
ہو اُدھر آپ ﷺ کی عطا کا رخ

نجمہ کو عمر بھر نصیب رہا
آپ ﷺ کے جُود اور سخا کا رخ

محفل (ماہنامہ) لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۱۸

نجمہ خان

ایک معروف انشورنس کمپنی کی ڈپٹی جنرل مینیجر ہیں۔ ایم بی اے، ایل ایل بی ہیں۔ راغب مراد آبادی کے ایک شعری مجموعہ اور سفرنامۂ حجاز کی ترتیب و تدوین کی ذمہ دار ہیں۔ ان کا کلام نمائندہ ادبی جرائد میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ کراچی میں رہتی ہیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

چلی جو سُوئے مدینہ، نظر کے رنگ تھے اور
میں کیا بتاؤں مری رہگزر کے رنگ تھے اور

جو آسمان کا ٹکڑا جُھکا تھا روضے پر
اُس آسمان پہ شمس و قمر کے رنگ تھے اور

فضا مدینے کی اتنی حسین و دل کش تھی
مجھے لگا کہ مری چشمِ تر کے رنگ تھے اور

حضور ﷺ آپ کے روضے پہ یہ ہُوا محسوس
دعائے نیم شبی میں اثر کے رنگ تھے اور

سحر حسین نظر آئی جب بھی دیکھا ہے
درِ حضور ﷺ پہ لیکن سحر کے رنگ تھے اور

حضور ﷺ آپ کی جب نعت لکھ رہی تھی مَیں
ہجومِ نور تھا اور بام و در کے رنگ تھے اور

میں طائرانِ چمن میں تھی مدح خوانِ نبی ﷺ
اُڑی تو جانا مرے بال و پر کے رنگ تھے اور

میں واپس آئی دیارِ نبی ﷺ سے جب نجمہ
تو میں نے دیکھا مرے اپنے گھر کے رنگ تھے اور

نجمہ خان کی ایک آزاد نظم ملاحظہ فرمایئے:

عطا کا لمحہ

مرے اطراف یہ کیسا حصارِ نُور ہے
فضائیں کیف آور ہیں
ہوا مخمور ہے
ہجومِ رنگ و بُو کا ایک عالم ہے
زمیں پر آج کی شب جس طرف بھی دیکھیے
جنّت کا موسم ہے
وَرَق چاندی کا ہے یہ سامنے میرے
کہ یہ اک صفحۂ قرطاس ہے
یہ آبِ سیم و زر یا روشنائی ہے
ستارے سے اُترتے آ رہے ہیں میرے لفظوں میں
کوئی نادیدہ ہستی ہے
رگِ جاں سے بھی جو نزدیک تر ہے
مرے انفاس سے مانوس سی خوشبو گزرتی ہے
میں سر سے پاؤں تک ڈوبی ہوئی ہوں سرخوشی کی کیفیت میں
اور مجھے محسوس ہوتا ہے
یہی لمحہ ہے
جو نعتِ شہنشاہِ دو عالم ﷺ کے
عطا ہونے کا لمحہ ہے

☆☆☆

نجمی، نجمہ ناہید

ذیل پاک کالونی، حیدر آباد میں رہتی ہیں۔ ۱۹۵۴ میں پیدا ہوئیں۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ عارف رئیسی اکبر آبادی سے شرفِ تلمذ حاصل ہے:

نظر جس روز بھی مجھ پہ مرے سرکار ﷺ کی ہو گی
میں دیکھوں گی مدینہ، مجھ کو دنیا دیکھتی ہو گی

یقیناً" ایک دن ایسا بھی آئے گا محبت میں
کہ ہم ہوں گے، جنوں ہو گا، محمد ﷺ کی گلی ہو گی

مدینے چل، مدینے چل، مدینے چل
محبت ہی محبت، زندگی ہی زندگی ہو گی

مجھے ہے اپنے جذبۂ عشق پر کامل یقیں اے دل
تمنائے مدینہ ایک دن پوری مری ہو گی

ذرا ہونے تو دو مجھ اشارہ چشمِ احمد ﷺ کا
ہماری بے خودی پروردگارِ آگہی ہو گی (۱)

زباں پہ نامِ محمد ﷺ جو بار بار آئے
تو کیوں نہ گلشنِ ایماں پہ نکھار آئے

جو دل کی سمت نظر کی تو سامنے تھے رسول ﷺ
پکارنے کو تو ہم جابجا پکار آئے

کسی طرح بھی مٹے کاوشِ غمِ طیبہ
کسی طرح دلِ بے تاب کو قرار آئے

اب ان کی شانِ کرم کا ہے آسرا ورنہ
بقدرِ حوصلۂ دل تو ہم پکار آئے (۲)

----

(۱) ورد اسعدی (مرتب) ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ مطبوعہ حیدر آباد۔ ص ۲۳۱
(۲) ثنائے خواجۂ کونین ﷺ۔ ص ۲۳۲

ندرت، ثریا محمود

سلام اس پر، محمد مصطفی ﷺ کہتے ہیں سب جس کو
سلام اس ذات، پر خیر الوری ﷺ کہتے ہیں سب جس کو

جو رحمت بن کے عالم کے لئے آیا، سلام اس پر
جو دنیا میں پیامِ آشتی لایا، سلام اس پر

سلام اس پر جو محبوبِ خدا ﷺ ہے حق کا پیارا ہے
سلام اس پر کہ جس نے سارے عالم کو سنوارا ہے

سلام اس پر دیا جس نے سہارا بیواؤں کو
سلام اس پر کہ جس نے دولت حق دی گداؤں کو

سلام اس پر جو امت کے لئے بے چین رہتا تھا
سلام اس پر جو حق کی راہ میں دکھ درد سہتا تھا

قیامت میں جو شافع بن کر آئے گا، سلام اس ﷺ پر
گنہگاروں کو جنت جو دلائے گا، سلام اس ﷺ پر

آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ جون ۱۹۵۹۔ ص ۳۵

نذر صابری

ماہنامہ "الرشید" کے نعت نمبر ۱۴۰۱ھ میں ان کی دو نعتیں شامل ہیں۔ "الرشید" نے نعت گو شاعرات کے لئے الگ باب باندھا ہے لیکن یہ دونوں نعتیں اس حصے میں نہیں' "مردانے" میں ہیں۔ ایک نعت کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتون ہیں۔

اوڑھوں کی غبارِ رہِ بطحا کی چُنریا
اس رنگ میں طے ہو جو سفر' کیسا لگے گا

کانوں میں مرے' سلکِ دُرر کیسی لگے گی
گردن میں مری عقدِ گہر کیسا لگے گا

تعظیم کو خم ہوتی کمر کیسی لگے گی
دیدار کو اٹھتا ہوا سر کیسا لگے گا

پڑ جائے اگر مجھ پہ نظر' کیسی لگوں گی
گر جائے جو قدموں میں یہ سر' کیسا لگے گا

میں گلشنِ فردوس سے آئی سی گئی ہوں
ہو اُن کی گلی میں مرا گھر' کیسا لگے گا (۱)

ان کی دوسری نعت کا انداز دیکھیں:

کسی کو تخت ملا' تاج خسروانہ ملا
کسی کو تیغ ملی' زورِ ترکمانہ ملا

کسی کو سوز ملا' جذبِ عاشقانہ ملا
کسی کو حسن ملا' نازِ دلبرانہ ملا

کسی کو عقل ملی' علم کا خزانہ ملا
کسی کو سجدے ملے' گریۂ شبانہ ملا

کسی کو کشف ملا' ذوقِ عارفانہ ملا
کسی کو خامۂ مسکین شاعرانہ ملا

یہ سب نقوش ہیں باطل' یہ سب فنون ہیں خام
اگر جبیں کو محمد ﷺ کو نقشِ پا نہ ملا (۲)

"نذر صابری (کچھ علم نہیں کہ یہ نذر صابری یہی خاتون ہیں یا کوئی صاحب ہیں' شاعر ہیں بھی یا نہیں) کا مرتبہ "گلدستہ" (چودھویں صدی ہجری کی آخری شام بیادِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام) محفلِ شعروادب اٹک نے شائع کیا۔ اس کے دیباچہ از نذر صابری میں لکھا ہے کہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ کو ہونے والی شعری نشست میں جو کلام پڑھا گیا یا اس نشست میں پڑھنے کے لئے کلام بھیجا گیا' وہ "گلدستہ" میں شامل ہے۔ دیباچہ میں کسی فقرے سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ نذر صابری مذکر ہیں یا مونث۔ نیز جن ہیں شعرا کا کلام اس میں شامل ہے' ان میں نذر صابری خود نہیں ہیں"۔ (۳)

---

(۱) الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۰۱ھ۔ ص ۹۳۳ (جلد دوم)
(۲) الرشید۔ نعت نمبر۔ ص ۹۳۴
(۳) نذر صابری (مرتب) گلدستہ۔ محفلِ شعروادب' اٹک۔ س ن

نرگس شیخ

اے شہِ انبیا، تاجدارِ حرم ﷺ
ہیں نگاہِ کرم کے طلب گار ہم

یہ اندھیرے اجالوں میں ڈھلتے نہیں
اک تجلی کہ سیلابِ غم جائے تھم

بھیگی پلکیں لیے کب سے ہیں منتظر
ہو کرم یا نبی ﷺ، یا نبی ہو کرم

سارے عالم سے منہ موڑ کر آئے ہیں
آپ ﷺ کے در سے خالی نہ جائیں گے ہم

طعنِ اغیار ہے، راہ دشوار ہے
دیں سہارا کہ لغزیدہ بھی ہیں قدم

جھک گئی جو جبیں آپ ﷺ کے سامنے
اب کسی اور کے سامنے ہو نہ خم

یہ امید آپ ﷺ کے در پہ لے آئی ہے
آپ ﷺ رکھ لیں گے ہم غمزدوں کا بھرم

شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (ا)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱ء۔ ص ۳۵۶

نرگس، دُرِ شہوار

اے دل، اگر ہے تجھ کو محبت رسول ﷺ کی
شیوہ بنا لے اپنا اطاعت رسول ﷺ کی

وہ سر کٹے نہ جس میں ہو سودا رسول ﷺ کا
وہ دل مٹے نہ جس میں ہو عزت رسول ﷺ کی

ظلمت جہاں سے کفر کی کافور ہو گئی
روشن ہوئی جو شمعِ رسالت رسول ﷺ کی

اسلام کے فروغ کا اے مدعی، سبب
خنجر نہیں، ہے خلق و مروت رسول ﷺ کی

گھبرائیں کیوں گناہ کے بارِ گراں سے وہ
کافی ہے عاصیوں کو شفاعت رسول ﷺ کی

بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی
اللہ جو دے تو دے مجھے الفت رسول ﷺ کی

پیدا ہمیں بھی کرتا خدا ان کے عہد میں
اے کاش، ہم بھی کرتے زیارت رسول ﷺ کی

ہے آرزو کہ قبر مری بھی وہیں بنے
ہے جس زمینِ پاک میں تربت رسول ﷺ کی

عاصی ہوں، روسیاہ ہوں، جو کچھ بھی ہوں مگر
بندی خدا کی اور ہوں امت رسول ﷺ کی

شفیق بریلوی (مرتب) ارمغان نعت ☆ مطبوعہ کراچی۔ ص ۳۳۳ / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۹۵ھ۔ ۱۳۹۳ (جلد دوم / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۴ (تین اشعار دیے ہیں)

☆ "ارمغان نعت" کا یہ نسخہ مجھے فاضل مرتب مرحوم نے کراچی میں ۲۷ فروری ۱۹۸۰ کو عنایت فرمایا تھا۔ اس نسخے کے اندرونی سرورق پر ناشر کا نام نفیس اکیڈمی، کراچی تحریر ہے اور بیرونی سرورق پر مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی لکھا ہوا ہے۔

نرگس' نوشابہ

رفعتِ فکر کو افلاک بھی زینہ ٹھہرے
اے اعلیٰ کو ترا نام نگینہ ٹھہرے

سر کو آئے نہ میسر جو زمینِ بطحا
آنکھ یوں برسے کہ ساون کا مہینا ٹھہرے

ان کا ہر نقشِ قدم زیست کی تقدیر بنے
ان کی جو بات ہے' جینے کا قرینہ ٹھہرے

"یا نبی ﷺ" وردِ زباں ہو تو کٹے درد کی رات
شوق والوں کو تلاطم بھی سفینہ ٹھہرے

دل سفر میں ہے' یہ جذبوں کا مسافر ہے غریب
اب یہ ٹھہرے تو سرِ کوئے مدینہ ٹھہرے

مرتضیٰ اشعر (مرتب) م محمد ﷺ (ملتان کے شعرا کا نعتیہ کلام) ۱۹۹۳ء۔ ص ۵۸

نزہت اکرام' ڈاکٹر

مشہور صحافی محمد اکرام رانا (نوائے وقت' جاوداں' وغیرہ) کی اہلیہ۔ اردو ادب میں ڈاکٹریٹ کیا۔ پہلے سمن آباد' لاہور میں رہتی تھیں' اب رستم پارک' نواں کوٹ' لاہور میں رہتی ہیں۔

نبیِ اکرم رسولِ اعظم ﷺ درود تم پر سلام تم پر
رہنمائے تخلیقِ ہر دو عالم درود تم پر سلام تم پر

تمھی نے انساں ہمیں بنایا' تمھی نے حق کا سبق پڑھایا
تمھی جہاں میں ہو فخرِ آدم درود تم پر سلام تم پر

بشر بھی تعریف کر رہے ہیں' ملک بھی توصیف کر رہے ہیں
ہر اک زباں پر یہی ہے پیہم درود تم پر سلام تم پر

تمھی ہو دنیا میں وجہِ رحمت' تمھی سے عقبیٰ میں ہے شفاعت
نفس نفس کی صدا ہے ہر دم درود تم پر سلام تم پر

نبیِ آخر ہو کبریا کے' تمھی تو محبوب ﷺ ہو خدا کے
شفیعِ محشر' رفیعِ اعظم درود تم پر سلام تم پر

ازل میں بھی نور تھا تمھارا' ابد میں بھی نور ہے تمھارا
تمھی موخر' تمھی مقدم' درود تم پر سلام تم پر

یہی ہے نزہت کا دین و ایماں کہ تم سے دنیا ہوئی درخشاں
کہ نور ہی نور ہو مجسم' درود تم پر' سلام تم پر (۱)

ہے در پے گردشِ دوراں' بچا لو یا رسول اللہ ﷺ
مجھے دامانِ رحمت میں چھپا لو یا رسول اللہ ﷺ

شبِ دیجورِ فرقت ہے' حصارِ ناامیدی ہے

کوئی رستہ نہیں ملتا' نکالو یا رسولؐ اللہ ﷺ

تمہاری مہربانی ہے زمینوں آسمانوں پہ
کرم کی اک نظر مجھ پہ بھی ڈالو یا رسول اللہ ﷺ

صدا ٹوٹے ہوئے دل سے یہی ہر دم نکلتی ہے
بلا لو یا رسولؐ اللہ ﷺ' بلا لو یا رسولؐ اللہ ﷺ

تمہی ملجا' تمہی ماویٰ' تمہی مولا ہو نزہتؔ کے
اسے بس اپنے قدموں میں بسا لو یا رسول اللہ ﷺ (۲)

---

(۱) آستانۂ پاک (ماہنامہ) لاہور۔ عید میلاد النبی ﷺ نمبر۔ اپریل ۱۹۷۳ء۔ ص ۲۸ (مدیر راقم السطور راجا رشید محمود) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اپریل ۱۹۹۰ء۔ "درود و سلام" (حصہ پنجم) ص ۹۰ / تابش صدیقی (مرتب) منتخب نعتیں۔ مطبوعاتِ حرمت' راولپنڈی۔ طبع اول۔ جولائی ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۹۷
(۲) نوائے وقت (روزنامہ) لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۷۶ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳ء۔ "یا رسولؐ اللہ ﷺ"۔ ص ۲۰۵

نزہت' صالحہ

پروفیسر عبدالصمد صارمؔ کی اہلیہ۔ آبائی وطن سیوہارہ ضلع بجنور ہے لیکن لاہور میں پیدا ہوئیں۔ لاہور کے ادبی ماحول نے ان کے ذہن پر بڑا خوشگوار اثر کیا۔ ان کی ایک کتاب "نامور بیٹیاں" چھپ کر اہلِ ذوق سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے (۱)۔

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "تذکرہ نعت گو شاعرات" میں اور خالد علیم نے اپنے مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی" میں شفیق بریلوی کے تذکرے ہی سے استفادہ کیا ہے۔ خالد علیم نے تو نمونہ نعت کے طور پر قدسی کے شعر پر ان کی تضمین کے چاروں بند نقل کر دیے ہیں لیکن ڈاکٹر ابو سلمان نے صرف پہلا بند نقل کیا ہے:

ہے ترا مدح سرا ربِ جہاں لم یزلی
میں کروں مدح کا دعویٰ تو یہ ہے بے ادبی
تیرے قربان میں اے صاحبِ لولاک نبی ﷺ
"مرحبا سیدِ مکی' مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت' چہ عجب خوش لقبی"

تجھ پہ روشن' ہے سب احوال خفی اور جلی
تو ہے بندی کا وسیلہ دمِ حاجت طلبی
نہ کہوں تجھ سے تو کس سے کہوں اے پاک نبی ﷺ
"مرحبا سیدِ مکی' مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت' چہ عجب خوش لقبی"

وہ مصائب کہ جو تھے حدِ کفار کبھی
اہلِ اسلام پہ اب چھا گئے یک بار سبھی
ہو تمہی عقدہ کشا اور طبیبِ قلبی
"مرحبا سیدِ مکی' مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت' چہ عجب خوش لقبی"

---

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۱۰
(۲) ایضاً" / تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۷ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۶

نسیم، ب۔ا۔خ

ہر ادا پر تری قربان رسولِ عربی ﷺ
میرا ایمان، مری جان رسولِ عربی ﷺ

فکرِ انساں کی وہ کی عقدہ کشائی تو نے
مشکلیں ہو گئیں آسان رسولِ عربی ﷺ

گونجتے رہتے تھے جو تیری صدائے حق سے
اب وہ کاشانے ہیں سنسان رسولِ عربی ﷺ

امتحاں گاہ صداقت پہ جو مٹ جاتے تھے
اب کہاں ہیں وہ مسلمان رسولِ عربی ﷺ

آخرش در پہ ترے بھولنے والے تیرے
ہو کے آئے ہیں پشیمان رسولِ عربی ﷺ

تیرے بندے ہیں، بُرے یا کہ بھلے، جیسے ہیں
تو ہمارا ہے نگہبان رسولِ عربی ﷺ

آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ اکتوبر ۱۹۵۱۔ ص ۱۵

نسیم، وحیدہ

وحیدہ خاتون نام، نسیم تخلص۔ ۹ ستمبر ۱۹۲۸ کو اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد محمد فصیح الدین کا انتقال ہوا تو یہ تین برس کی تھیں۔ تایا فرید الدین وکیل کے آغوشِ محبت میں پرورش پائی۔ وحیدہ نسیم کو شاعری کا ذوق اپنے نانا اعجاز حسین علوی اعجازؔ سے ورثے میں ملا جو "اودھ پنچ" لکھنؤ کے قلمی معاون تھے اور جن کا نعتیہ کلام "مدینہ" بجنور میں شائع ہو کر شرفِ مقبولیت پاتا تھا۔ وحیدہ نسیم کی والدہ عزیز النسا بھی معروف قلم کار تھیں اور "بنتِ اعجاز" کے نام سے مدتوں لکھتی رہیں۔

وحیدہ نسیم کی شاعری کا آغاز ۱۹۴۰ سے ہوتا ہے (۱)۔ ان کا شعری ذوق جامعہ عثمانیہ کی تعلیم کے دوران میں نکھرا۔ ان کی پہلی نظم ۱۹۴۲ میں "شہاب" حیدر آباد دکن میں شائع ہوئی۔ بعد ازاں وہاں کے دیگر زنانہ رسائل میں ان کی تخلیقات شائع ہوتی رہیں (۲)۔

ان کا مجموعۂ نعت "نعت اور سلام" پہلی بار ۱۹۷۹ میں چھپا۔ ان کے علاوہ ان کے ناول ساحل کی تمنا، غم دل کہا نہ جائے، شہو رانی، زخمِ حیات، داستاں در داستاں اور لال باغ ہیں۔ ان کی دوسری تصانیف میں حدیثِ دل، موجِ نسیم، عورت اور اردو زبان شامل ہیں (۳)۔ بقول شفیق بریلوی، کلام کا مجموعہ "نسیمِ سحر" کے نام سے مرتب کر چکی ہیں (۴) پتا نہیں، یہ اشاعت پذیر ہوا یا نہیں۔ خالد علیم نے مجموعہ کلام کا نام "موجِ نسیم" لکھا ہے (۵)۔ خالد علیم نے لکھا ہے کہ ان کا نعتیہ مجموعۂ کلام میری نظر سے نہیں گزرا۔ انھوں نے "ارمغانِ نعت" سے ان کی نعت نقل کی ہے (۶)۔ لیکن تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کے "تذکرہ نعت گو شاعرات" میں وحیدہ نسیم کا ذکر ہی نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر ابو سلمان بھی اور وحیدہ نسیم بھی کراچی میں رہتے ہیں۔

وحیدہ نسیم نے ۱۹۴۳ میں میٹرک، ۱۹۴۷ میں بی ایس سی اور ۱۹۵۰ میں ایم ایس سی کیا۔ اگست ۱۹۵۲ میں پاکستان آئیں اور سنٹرل گورنمنٹ کالج فار ویمن کراچی میں نباتات کی لیکچرار ہو گئیں (۷)۔

راقم الحروف نے انہیں ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ کو پاکستان نعت اکیڈمی کراچی کی سلور جوبلی ایوارڈ تقریب میں دیکھا۔ انہیں نعت گوئی پر اور مجھے اشاعتِ نعت پر ایوارڈ دیا گیا تھا۔

میرے ذخیرۂ کتب میں ان کے نعتیہ مجموعے "نعت اور سلام" کا چوتھا ایڈیشن ہے جو ۱۹۸۵ میں چھپا۔ صفحات ۹۶ ہیں۔ کتاب میں ۵ حمدیں، ۲۵ نعتیں اور ایک مناجات ہے (۸)۔ "نعت اور سلام" کے دیباچے میں وحیدہ نسیم نے لکھا "خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے چند سلام اور نعتوں کا ایک مختصر سا مجموعہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں۔ اپنی فطرت کی گوشہ نشینی، طبیعت کی کم آمیزی، وسائل کی کمی اور مسائل کی فراوانی کے باعث میرے لیے اس کی اشاعت تقریباً ناممکن تھی" (۹)۔

نمونہ نعت یہ ہے:

نور تمہارا طور سے اعلیٰ
فرش تمہارا عرش سے اعلیٰ
گھر میں کرو میرے بھی اجالا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

(۱۰)

دیارِ رحمت مرا مدینہ
ریاضِ جنت مرا مدینہ

یہ جود و سخا کا مسکن ہے
یہ صدق و صفا کا مخزن ہے
یہ صبر و سکوں کا گلشن ہے
یہ رحمتِ حق کا دامن ہے
انوارِ مدینہ صلِ علیٰ
گلزارِ مدینہ صلِ علیٰ

رب کا سندیسہ لائے محمد ﷺ
بن کے اجالا چھائے محمد ﷺ

اس کے کرم کا کون ٹھکانا
سب پہ کرم فرمائے محمد ﷺ

نورِ خدا جلوہ ترا
اے تاجدارِ انبیا
اے قلبِ آدم کی ضیا
کوئی نہیں ہمسر ترا

سارے جہاں پہ چھائی تیری ضیا محمد ﷺ
بن کر اذان گونجی تیری صدا محمد ﷺ (۱۱)

مبارک خانۂ کعبہ شہِ ہر دو سرا ﷺ آئے
جہاں سے کفر کی ظلمت مٹی، شمس الضحیٰ ﷺ آئے

نورِ حق کے ظہور کی ہے خبر
جس کے مشتاق تھے یہ قلب و نظر
سر جھکائے کھڑے ہیں جِنّ و بشر
کہہ رہی ہے یہ مسکرا کے سحر
سید الاصفیا ﷺ سلامٌ علیک
خاتم الانبیا ﷺ سلامٌ علیک

سلام اس پہ کہ جس کا نام نامی ساقیِ کوثر ﷺ
سلام اس پہ کہ جس کی ذاتِ اقدس شافعِ محشر ﷺ (۱۲)

یا نبی ﷺ آئے ہیں ہم گنہگار پھر
در پہ حاضر ہیں مولا ﷺ خطاکار پھر
بخششوں کے ہیں تیری طلبگار پھر

اک نگاہِ کرم میرے سرکار ﷺ پھر
یا نبی یا محمد ﷺ سلامٌ علیک

آغوشِ آمنہؓ میں
دُرِّ یتیم آیا
باغِ جہاں میں بن کر
موجِ نسیم آیا
صلِ علیٰ محمد صلِ علیٰ محمد ﷺ

لائی مجھے مدینہ
میری شکستہ پائی
اِس بختِ نارسا کی
اللہ رے رسائی
حاضر ہوں دست بستہ
لے کر دلِ شکستہ
آقا ﷺ سلام لے لو

ختم ہوئی سیاہ رات
پھیلا وہ نورِ کائنات
ہو گئی ظلمتوں کو مات
گر گئے ہیں لات اور منات
صلِ علیٰ محمد صلِ علیٰ نبینا ﷺ

درِ محمد ﷺ پہ جانے والے
نصیب اپنا جگانے والے
سرِ نیاز اپنا بہرِ طاعت

درِ حرم پہ جھکانے والے
سلام ہم بے کسوں کا لے جا
نبی ﷺ کے روضے پہ جانے والے

ساقیٔ حوضِ کوثر ﷺ پہ لاکھوں سلام
شافعِ روزِ محشر ﷺ پہ لاکھوں سلام

قبول ہونے لگیں دعائیں
معاف ہونے لگیں خطائیں
ہے آمدِ مصطفیٰ ﷺ کا مژدہ
فلک سے آتی ہیں یہ ندائیں
درود تم پہ سلام تم پہ، سلام شاہِ انام ﷺ تم پہ

تو صاحبِ جمال ہے تو سید البشر ﷺ
تیری ضیائے رُخ ہے شبِ تار کی سحر
لاؤں کہاں سے لفظ جو تیری ثنا کروں
محسن کہوں بشر کا، حبیبِ خدا ﷺ کہوں
کٹ جائے ساری عمر ترے ذکرِ پاک میں
مل جائے میری خاک مدینے کی خاک میں (۱۳)

علم کے ساتھ عطا کر ہمیں توفیقِ عمل
ورنہ یہ زیست ہے بے کار رسولِ عربی ﷺ

الٰہی دکھا دے بہارِ مدینہ
مرے جان و دل ہیں نثارِ مدینہ

تو ہی قلبِ تار کا نور ہے

تو ہی آدمی کا شعور ہے
تو چراغِ وادیٔ طور ہے
تو ہی جان و دل کا سرور ہے
بلغ العلیٰ بکمالہٖ

اے کہ تیری ذات سے روشن در و بامِ حرم
اے قریشی، ہاشمی، اُمّی، رسولِ محترم ﷺ

لفظ قرآن کے ، تری تحسین
تو ہی طٰہٰ ہے اور تو ہی یٰسین
تیرے سجدے میں فرش کی دولت
تیرے نعلین عرش کی زینت
تو خدائے بزرگ کی تنویر
تو ہے قرآنِ پاک کی تفسیر
دلِ انسانیت میں تیری ضو
خلد تیرے خیال کا پرتو
تو ہی تکمیل ہے نبوت کی
تو ہے معراج آدمیت کی
تو مداوائے کلفتِ ایوبؑ
تو تمنائے دیدۂ یعقوبؑ
صاحبِ تاج، صاحبِ معراج ﷺ
ہم نگاہ کرم کے ہیں محتاج (۱۳)

(یہ نعت وحیدہ نسیم کے مجموعہ نعت "نعت اور سلام" میں نہیں ہے، سب سے پہلے "ارمغانِ نعت" مرتبہ شفیق بریلوی میں چھپی۔ حالانکہ شفیق بریلوی کے انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۵ء میں اور "نعت اور سلام" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا)

----

(۱) شفیق بریلوی۔ تذکرہ شاعراتِ پاکستان۔ ۱۹۶۱ء۔ ص ۲۱۱....
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر۱۔ ص ۲۲۷
(۳) قومی زبان (ماہنامہ) کراچی۔ اکتوبر ۱۹۸۲ (مضمون ڈاکٹر پروفیسر محمد ایوب قادری) / نعت اور سلام۔ ص ۹۶
(۴) تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۱۹
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر۱۔ ص ۲۲۷
(۶) ایضاً
(۷) تذکرہ شاعراتِ پاکستان / شام و سحر۔ نعت نمبر۱
(۸) وحیدہ نسیم۔ نعت اور سلام۔ غضنفر اکیڈمی، کراچی۔ اشاعتِ چہارم۔ ۱۹۸۵ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جولائی ۱۹۹۰۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ چہارم) ص ۸۶
(۹) نعت اور سلام۔ ص ۵
(۱۰) ایضاً۔ ص ۱۸ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳۔ بڑا سائز۔ چار رنگا طباعت۔ ص ۸۰۱
(۱۱) نعت اور سلام۔ ص ۳۱ / مجلہ حضرت حسان نعت ایوارڈ (۱۹۸۸ - ۱۹۸۹) ص ۵۴ / صبیح رحمانی (مرتب) ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۹۱
(۱۲) نعت اور سلام۔ ص ۳۲ / کلام رضوی، رفیق احمد (مرتب)۔ گلدستہ سلام بحضور سید الانام ﷺ۔ مطبوعہ کراچی۔۔ ۱۹۸۸۔ ص ۷۷
(۱۳) نعت اور سلام۔ ص ۸۰، ۸۱ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ ص ۸۰۷، ۸۰۹ (پانچواں اور چھٹا مصرع، ایک شعر کی صورت میں "نعت اور سلام" کے سرورق کی زینت ہے)
(۱۴) شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ اشاعت اول۔ مارچ ۱۹۷۵۔ ص ۳۴۳ / الظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری فروری ۱۹۸۰۔ ص ۱۳۴ / شام و سحر۔ نعت نمبر۱۔ ص ۲۲۷، ۲۲۸
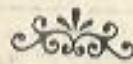
نسیمؔ فاطمہ بریلوی

۸ - اپریل ۱۹۳۳ کو بریلی (یوپی) کے ایک متمول سید گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول' بریلی میں نویں جماعت میں زیر تعلیم تھیں کہ ۱۹۴۷ کے فسادات شروع ہو گئے لہٰذا تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ۱۹۴۸ میں پاکستان آ گئیں۔ (۱)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ "۱۹۴۸ میں اپنے خاوند اور خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ پاکستان آ گئیں"۔ (۲) جس کا مطلوم یہ ہوا کہ وہ ۱۵ سال کی عمر میں اپنے خاوند کے ساتھ پاکستان آ گئیں۔ یعنی شادی اس سے بھی چھوٹی عمر میں ہو چکی تھی۔ خالد علیم بھی لکھتے ہیں کہ ان کی شادی بھی سید گھرانے میں ہوئی۔ نسیم فاطمہ کو اس دور میں کئی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً" تعلیم چھوٹ جانے سے ان کی صحت پر کافی بُرا اثر پڑا۔ تاہم انہوں نے بچوں کو درس و تدریس دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ (۳) اگر یہ بچے لوگوں کے تھے تو ٹھیک ہے اور اگر پندرہ سال کی عمر میں کچھ بچے ان کے اپنے بھی تھے تو مزید تعجب ہے۔ سلطانہ مہر لکھتی ہیں۔ "نسیم نے متعدد نعتیں اور غزلیں لکھی ہیں۔ ان کی طبیعت یک بیک نعتیں پڑھنے اور لکھنے کی طرف مائل ہو گئی۔ انھیں نعتیں کہنے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ شعر میں تصنع کی قائل نہیں ہیں۔ سلاست اور روانی کو شعر کے لئے اولین شرط قرار دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے اشعار میں سلاست بھی ہے اور روانی بھی۔ اپنے کلام پر نسیم نے باقاعدہ کسی سے اصلاح نہیں لی"۔

سلطانہ مہر کو نسیم فاطمہ کا جو کلام نعت کے عنوان سے ملا ہے' یہ ہے:

لٹ رہا ہے کارواں' منزل ہے آنکھوں سے نہاں
اے امیرِ کارواں! اب رہبری فرمایئے

اٹھ گئی انسانیت' دنیا سے انساں مٹ چکا
کچھ سہارا دیجئے' راہِ عمل پر لایئے

نسیمؔ حزیں کو مدینے بلا لو
نبی ﷺ جی تمہارا میں در چوم لوں گی

○ ۱ - شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۶۔ بحوالہ "آج کی شاعرات" از سلطانہ مہر
○ ۲ - ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرہ نعت گو شاعرات۔ ص ۹۹
○ ۳ - شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۲۶

نسیمؔ وضاحت

مشفق خواجہ لکھتے ہیں۔ "ویسے تو وضاحت نسیم کی آزاد نظمیں بھی اچھی ہیں لیکن ان کے جوہر پابند نظموں میں ہی زیادہ کھلے ہیں۔ خصوصاً" ان نظموں میں جن میں غزل کی تکنیک سے کام لیا گیا ہے۔ اس مجموعے کی بیشتر نظمیں جذباتی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں"۔ (۱)

وضاحت نسیم کا مجموعۂ کلام "خواب دریچے" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے فلیپ پر رئیس امروہوی کہتے ہیں۔ "وضاحت نسیم نے مروّجہ مانوس اور معروف بحروں میں کہیں کہیں تصرّف کیا ہے۔ ممکن ہے کہ فنّی نقطۂ نظر سے اس پر اظہارِ حیرت کیا جائے"۔

"خواب دریچے" میں ان کی دو نعتیں ملتی ہیں:

مقامِ شکر' محبّت تری' کمال ترا
خدا کرے' مرے دل میں رہے خیال ترا

تصوّرات کا عالم عجیب ہوتا ہے
سما رہا ہے نظر میں مری' جمال ترا

شکستہ تر ہے مگر دل عزیز ہے مجھ کو
اس آئینے پہ بڑی دیر سے ہے بال ترا

تری جناب میں عرضِ نیاز لائی ہوں
گناہگار لبوں نے کیا سوال ترا

وہ بارگاہِ رسالت مقامِ عزّ و شرف
ہماری چشمِ تصوّر میں ہے جلال ترا

کوئی تو صورتِ احساس ہو گی اس لمحے
کھلے گا کیسے وضاحت نسیمؔ حال ترا (۲)

زباں ملے نہ ملے' حرفِ مدّعا تو رہے

دلوں میں ذکر ترا صورتِ دعا تو رہے

ہزار رُوپ دکھایا کریں یہ لات و منات
کسی کے اسم سے یہ سحر ٹوٹتا تو رہے

کچھ ان کی سیرت و کردار پر ہی غور کریں
ہم انتہا کو نہ پہنچیں تو ابتدا تو رہے

ادائے فرض بھی کر لے گی آپ ﷺ کی امت
سُخن گہر کی طرح کان میں پڑا تو رہے

میں مدحِ ذاتِ رسالت مآب جب لکھوں
مرے خیال سے ہر حرف آشنا تو رہے

جبیں جھکائے ہوئے ہیں درِ رسول ﷺ پہ ہم
کمالِ عجز میں انسان کی بقا تو رہے

نسیمؔ دست کرم ہے دراز، بھر دامن
وہ مہربان ہے کتنا، تجھے پتا تو رہے (۳)

کراچی کے معروف نوجوان شاعر صبیحؔ رحمانی نے اس بار حج بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ سرکار ﷺ کی سعادت حاصل کی تو ایڈیٹر نعت کے نام اپنے ایک خط میں وہاں کے ایک مشاعرے کا ذکر کیا جس میں وضاحت نسیم بھی شامل تھیں۔

۱- وضاحت نسیم۔ خواب دریچے۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۹۔ ص ۱۶

۲- خواب دریچے۔ ص ۲۳ / عزیز صابری (مرتب) جواہر النعت۔ بزم یوسفی، کراچی۔ نقشِ اول۔ ۱۹۸۱۔ ص ۱۹۸

۳- خواب دریچے۔ ص ۲۴

نُصرت، مُعینہ

بہشت و خُلد سے حسیں حضوُر ﷺ کا دیار ہے
سکون ہی سکون ہے، قرار ہی قرار ہے

درِ نبی ﷺ کے سامنے جُھکا ہوا ہے سر مرا
نفَس بھی کامیاب ہے، نظر بھی کامگار ہے

گزر رہی ہیں ساعتیں لطیف سے لطیف تر
نہ اشک ہیں، نہ درد ہے، نہ کرب و انتشار ہے

گناہ سارے دُھل گئے، خرد کے رُخ بدل گئے
چمک اٹھا دلِ حزیں، کہاں وہ اب غبار ہے

عجیب حال نُصرتِ حزیں کا ہو گیا ہے اب
لبوں پہ مسکراہٹیں ہیں اور اشکبار ہے

عزیز صابری (مرتب) جواہر النعت۔ بزم یوسفی، کراچی۔ ۱۹۸۱۔ ص ۱۹۱ (مجلہ "نعت رنگ" کراچی کے دو اہم ترین مضامین (ص ۲۲۹ تا ۲۳۶) میں سے ایک مضمون "نعت نبی ﷺ میں زبان و بیان کی بے احتیاطیاں"۱ انھی کا لکھا ہوا ہے۔ آج کل عزیز احسنؔ کے نام سے لکھتے ہیں)

نصرت رافع قریشی

مجلہ "رحمتِ دو عالم ﷺ" جنوری ۱۹۸۲ میں چھپا۔ یہ پاکستان سنٹرل ہومیو پیتھک میڈیکل کالج، کراچی کی، ہومیو پیتھک ادب سوسائٹی کا آرگن تھا۔ ان دنوں یہ نصرت سالِ اول کی طالبہ تھیں۔ اس میں ان کی ایک نعت کے چند بند چھپے۔ جو ظاہر ہے ایک طالب علمانہ کوشش ہے۔

دلوں کی کدورت مٹا دینے والے
محبت کی دُنیا بسا دینے والے
رسولِ خدا ﷺ ہیں، رسولِ خدا ﷺ ہیں

صداقت امانت کا پیغام دے کر
مسلماں کو سچا بنا دینے والے
رسولِ خدا ﷺ ہیں، رسولِ خدا ﷺ ہیں

شفاعت کا نصرت مجھے غم نہیں
پتا ہے، مجھے بخشوا دینے والے
رسولِ خدا ﷺ ہیں، رسولِ خدا ﷺ ہیں

رحمت دو عالم ﷺ (مجلہ) پاکستان سنٹرل ہومیو پیتھک میڈیکل کالج، کراچی۔ جنوری ۱۹۸۲ء۔ ص ۱۵ (مجلہ کے مرتب وکیل احمد ابن جمیل نظر تھے)
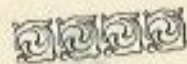
نُصرت عبدالرشید

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں اِن کے بارے میں لکھا۔
"نصرت کی نعت گوئی کا آغاز صغرسنی ہی سے ہوا۔ عشقِ رسول (ﷺ) کا جذبہ ان کی وارداتِ قلبی کی آمیزش سے اس طرح اظہار پذیر ہوا ہے کہ ان کی نعتوں میں سوز و گداز اور تاثیر بڑھ گئی ہے۔ نعتیہ کلام کی مقدار اور موضوعات و ہیئت کے تنوّع میں نصرت کا نام نعت گو شاعرات میں سرِفہرست ہے"۔ (۱)

اپنے موضوعات کے بارے میں وہ آپ ہی کہتی ہیں کہ "میں نے اپنے احساسات میں جن نقوش کو نمایاں پایا، وہ مسکنِ خدا سے دُوری کا الم، دیدِ جمالِ رسالت کی تشنگی اور غمِ عصیاں کا بارِ گراں ہے"۔ (۲)

نصرت عبدالرشید بُشریٰ رحمان کی والدہ ہیں۔ ان کا ایک مجموعۂ نعت "دعائے نیم شبی" دو سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں ایک حمد، ایک منظوم دعائے خیر، ۹۲ نعتیں، ۸ نعتیہ قطعات، ۳۲ پنجابی، سرائیکی اور پُوربی نعتیں اور ۱۲ دوہے ہیں۔ ناشر مکتبہ دارالعرفان، بہاولپور ہے۔ دوسرا مجموعہ "آہِ سحرگاہی" ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۸۲۔ اردو، ۱۵ پنجابی، ۴ سرائیکی اور ۱۸ پوربی نعتیں ہیں۔ اس پر تاریخِ اشاعت جون ۱۹۸۰ درج ہے۔ (۳)

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کی "تذکرہ نعت گو شاعرات" ۱۹۸۴ میں پہلی بار چھپی لیکن انھوں نے نُصرت عبدالرشید کا ذکر نہیں کیا۔ (۴)

نمونۂ کلام یہ ہے:

والہ و شیدا ہوئی ساری خدائی آپ ﷺ کی
خالقِ اکبر نے کیا صورت بنائی آپ کی

اے کہ وجود آپ ﷺ کا باعثِ فخرِ کائنات
اے کہ ورود آپ ﷺ کا موجبِ خیرِ شش جہات

اے مظہرِ نورِ جمالِ خدا' ترے صدق و صفا کا کیا کہنا
اے کانِ حیا' اے ابرِ سخا' ترے لطف و عطا کا کیا کہنا

کیا پوچھتے ہو' میری تمنا تمہی تو ہو
دل کا سکوں' نظر کا اجالا تمہی تو ہو

اسی تمنا میں جی رہی ہوں' صبح آئے' وہ شام آئے
بلائیں مجھ کو شہِ دو عالم ﷺ' مرا کنیزوں میں نام آئے

رحمت ہے میرے حال پہ پروردگار کی
جاگیر مجھ کو بخش دی احمد ﷺ کے پیار کی
قدموں میں اپنے کاش بلاتے مجھے حضور ﷺ
ہوتی سحر کبھی تو شبِ انتظار کی
بر آئے آرزو' اگر مدفن کے واسطے
گز بھر زمین مجھ کو ملے کوئے یار کی
عشقِ نبی ﷺ کی دل میں تڑپ تھی تو بعدِ مرگ
مٹی اڑی مدینہ کو میرے مزار کی
شاہِ عرب ﷺ! کنیز کو جلوے دکھایئے
یہ جاں فدا حضور ﷺ پہ مجھ جاں نثار کی (۶)

۱- ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ اقبال اکادمی پاکستان' لاہور۔ ۱۹۹۰۔ ص ۵۸۰
۲- نصرت عبدالرشید۔ دعائے نیم شبی۔ مکتبہ دارالعرفان بہاولپور۔ س ن
۳- نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جولائی ۱۹۹۰۔ "اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو" حصہ چہارم۔ ص ۹۱' ۹۲' ۹۳
۴- ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ "تذکرہ نعت گو شاعرات"۔ مطبوعہ کراچی۔ اشاعتِ اول ۱۹۸۴
۵- نعت۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ چہارم) ص ۹۱۔ ۹۳
۶- مسلمہ (ماہنامہ) لاہور۔ سیرت النبی ﷺ نمبر۔ جنوری ۱۹۸۴۔ ص ۲۰۰

نُصرت صدیقی

تری ذاتِ گرامی کا سہارا یا رسول اللہ ﷺ
بدل دیتا ہے قسمت کا ستارا یا رسول اللہ ﷺ
ترے نقشِ قدم عرشِ معلٰی پر چمکتے ہیں
گواہی دے رہا ہے ہر ستارہ یا رسول اللہ ﷺ
وہ لمحہ میری ساری زندگی پر سایہ افگن ہے
جو تیری یاد میں' میں نے گزارا یا رسول اللہ ﷺ
تری چاہت کے موتی اشک بن کر آنکھ سے ٹپکے
کبھی دل نے تجھے یوں بھی پکارا یا رسول اللہ ﷺ
تری چشمِ کرم کے فیض سے محروم ہو کوئی
تری رحمت کو کب ہو گا گوارا یا رسول اللہ ﷺ
"یقیناً آدمی گھاٹے میں ہے" یہ سنتے آئے ہیں
تری نُصرت کو لیکن کیا خسارا یا رسول اللہ ﷺ

ستیارہ ڈائجسٹ (ماہنامہ) لاہور۔ اولیاءِ کرام نمبر۔ جلد دوم۔ مئی ۱۹۸۷۔ ص ۱۳ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ نومبر ۱۹۹۳۔ "یا رسول اللہ ﷺ"۔ ص ۴۴

نکہت بدایونی، صابرہ

تم جلوۂ حق تم نورِ خدا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
تم مہر جبیں، تم ماہ لقا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
ماتم کا نہیں یارا دم بھر، غم سے نہیں چھٹکارا دم بھر
ہم ہیں وہ اسیرِ دامِ بلا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
ہیں آپ ﷺ کی رحمت پر نازاں، مشتاقِ کرم اہلِ عصیاں
ہیں آپ شفیعِ روزِ جزا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
آرام مٹا، اسباب لٹا، اعزاز گھٹا، گھر بار چھٹا
گردوں نے ہمیں برباد کیا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
نادار ہیں ہم، مجبور ہیں ہم، ناچار ہیں ہم، رنجور ہیں ہم
ہے کون ہمارا تیرے سوا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
دنیا سے فنا کر فتنہ و شر، دنیا سے مٹے ہر غارت گر
دنیا میں چلے کچھ ایسی ہوا، یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ
ہیں آپ کے جلووں سے روشن جنت کے محل، دنیا کے چمن
ہیں کون و مکاں کی آپ بِنا یا ختمِ رُسل محبوبِ خدا ﷺ

آئینہ (ماہنامہ) لاہور۔ سیرت نمبر۔ یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ ص ۶۱

نورؔ، روشن جہاں بیگم

لودھیانہ سے تعلق تھا۔ ان کی ایک نعت "گلدستۂ نعت" بعنوان "سفینۂ نجات" دہلی میں چھپی۔ مصرعِ طرح تھا۔ "گنہگارانِ اُمّت دیر سے فریاد کرتے ہیں"۔ اس مصرع پر کہا گیا کلام سفینۂ نجات ستمبر ۱۹۰۳ء (جمادی الآخر ۱۳۲۱ھ) اور اکتوبر ۱۹۰۳ء کے دو شماروں میں چھپا۔

ڈاکٹر فضل حق خورشید نے اپنے مضمون "اردو کے نعتیہ گلدستے" میں ان کی مذکورہ بالا نعت کا ایک شعر بطور نمونہ نقل کیا ہے:

گزر ہو گر صبا تیرا درِ سلطانِ طیبہ ﷺ پر
تو کہنا عاشقِ شیدا تمہارے یاد کرتے ہیں

مصرعِ اول میں "سلطانِ یثرب" لکھا تھا۔ لیکن میرے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے اس سرزمینِ مقدس کو "یثرب" کہنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے میں نے اسے "طیبہ" میں تبدیل کر دیا ہے۔

نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۱۰۔ ص ۱۱۹
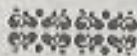
نورؔ شہناز

جو چارہ ساز درد و الم ہے، قدیم ہے
پہچانتا ہے نبضِ دو عالم، حکیم ہے

اے طالبِ جہاں! ادب سے اٹھا نظر
یہ بارگہِ فخرِ خلیل و کلیم ﷺ ہے

انگشتِ مصطفیٰ ﷺ سے ہوا تھا یہ معجزہ
مہتاب اس دلیل میں اب تک دو نیم ہے

بابِ علوم اس کے اشارے سے وا ہوئے
"اُمّی" لقب ہے جس کا، جو دُرِّ یتیم ہے

اس دل پہ ہے تجلّیِ کون و مکاں نثار
جس دل میں آفتابِ رسالت ﷺ مقیم ہے

آنکھوں سے چوم لوں گی دیارِ رسولِ پاک ﷺ
اس آس پہ ہی رشتۂ امید و بیم ہے (۱)

مری نگاہ اگر محرمِ حجاز نہیں
تو چشمِ شوق میں بینائی کا جواز نہیں

اسے بھی آورِ سحر خیز سے شناسا کر
غمِ حبیب ﷺ میں جو دل ابھی گداز نہیں

برِ مدینہ الفت مری جبیں سائی
مقامِ عشق ہے سجدہ گہِ ایاز نہیں

ضرور ابرِ کرم اس طرف سے گزرے گا
وہ میرے حالِ پریشاں سے بے نیاز نہیں
(۲)

۱۔ اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ اکتوبر نومبر ۱۹۸۶۔ ص ۱۰۳

۲۔ صبیح رحمانی (مرتب) ایوانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۲۲

نورؔ بدایونی

نور جہاں بیگم نام۔ ۱۹۰۵ میں نور پور نواوہ (بدایوں) کے ایک رئیس چودھری اساس الدین کے ہاں پیدا ہوئیں۔ چار سال کی تھیں کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ (۱) سب تذکروں میں ہے کہ رسول جہاں بیگم بیدلؔ (تخلص بدایونی) نور جہاں بیگم کی بڑی بہن تھیں (۲) لیکن ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں کہ جب ان کے والد کا انتقال ہوا تو نورؔ چار سال کی اور رسول جہاں بیگم بیدلؔ دو سال کی تھیں۔ (۳) شمس بدایونی لکھتے ہیں کہ چودھری احمد حسن علیلؔ اور چودھری ابوالحسن بشیرؔ کے سایۂ عاطفت میں ان کی پرورش ہوئی۔ (۳۔الف) محمد جمیل احمد بریلوی نے ان کے ازدواجی حالات تفصیل سے لکھے ہیں کہ ان کی شادی خالہ زاد، امیر حسن صدیقی سے ہوئی۔ نور جہاں اور رسول جہاں کا بھائی اپنے والد کی وفات کے تین برس بعد فوت ہو گیا اور آبائی جائیداد ان دونوں بہنوں کو ملی۔ نورؔ سے شادی سے پہلے امیر حسن صدیقی انٹرنس پاس تھے۔ نورؔ کے خرچ سے علی گڑھ میں ایل ایل بی تک پہنچے، پھر انگلینڈ گئے اور وہاں سے بی اے آنرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لے کر آئے تو ۱۹۲۲ میں دوسری شادی رچالی۔ سات ماہ بعد وہ خاتون بھی فوت ہو گئیں تو ڈاکٹر امیر حسن صدیقی نور جہاں بیگم کو ساتھ لئے بغیر پاکستان آ گئے........(۴)۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے محمد جمیل احمد بریلوی کے تذکرے کے حوالے سے نورؔ بدایونی کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے ازدواجی حالات کی خرابی کا ذکر نہیں کیا۔ صرف یہ لکھا ہے "شادی ڈاکٹر امیر حسن صدیقی سے ہوئی تھی جو مسلم یونیورسٹی میں تاریخ اسلام کے پروفیسر تھے، اب کراچی میں ہیں"۔ (۵) جبکہ خالد علیم نے خلع کے نوٹس کا، اس کے بعد ڈاکٹر امیر حسن کی تیسری شادی کا اور پھر تیسری بیوی ہی کے وارث قرار پانے کا ذکر بھی کیا ہے۔
(۶)

نور جہاں بیگم نورؔ بدایونی کا ضخیم مجموعۂ کلام "خونابۂ دل" پہلی بار برقی پریس، دہلی سے اور دوسری مرتبہ مکتبۂ خاتونِ پاکستان کراچی سے ۱۹۶۳ میں شائع ہوا۔ خالد علیم نے دہلی سے کتاب کی اشاعت کا سال ۱۹۴۰ لکھا ہے جبکہ ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی

کے مقالے میں ۱۹۴۵ قرار دیا ہے۔ (۷)

نور جہاں بیگم کے بھتیجے نذر الحسن صدیقی نے لکھا ہے کہ یہ تقسیم (قیامِ پاکستان۔ محوی) سے پہلے ہی ضائع ہو چکا تھا (۷۔الف)۔ شمس بدایونی نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ ۱۹۴۶ میں شائع ہو چکا ہے (۷-ب)۔ اس کتاب کا جو نسخہ بارہ پندرہ برس پہلے میں نے پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں دیکھا تھا' وہ کراچی کا چھپا ہُوا دوسرا ایڈیشن تھا۔ اب کوشش کی ہے تو وہاں سے کتاب نہیں مل سکی۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے تاثر دیا ہے کہ یہ کتاب ۱۹۴۳ میں ہی پہلی بار چھپی تھی (۸)

نورؔ بدایونی کے کلام کے بارے میں عبدالمجید سالکؔ' جوشؔ ملیح آبادی' پروفیسر حامد حسن قادری اور ڈاکٹر عندلیبؔ شادانی جیسے نقادانِ ادب نے تعریفی کلمات لکھے ہیں (۹) ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں۔ "نور جہاں بیگم نورؔ کے موضوعاتِ شعر میں اسلامی اور اخلاقی رنگ نمایاں ہے۔ ان کی نظم "قدرت کا پیغام خورشیدِ رسالت کے نام" میں حضورِ اکرم (ﷺ) کی بعثت کا مضمون ایک منفرد انداز میں پیش ہوا ہے۔ نورؔ کا شعری مجموعہ "خونابۂ دل" جو ۱۹۴۵ میں (؟) شائع ہوئی (ہوا)' ایک مخصوص آہنگ رکھتا ہے۔ اس کتاب کا انتساب "سبز گنبد کے مکیں ﷺ کی جناب میں" کیا گیا' جو نور بدایونی کے خیالات و رُجحانات کا عکاس ہے۔ کتاب کے آغاز میں متعدد نعتیں اور نظمیں (درودِ سعید' نویدِ ولادت' رحمتؐ للعالمین ﷺ کی تشریف آوری' زائرِ طیبہ سے) نورؔ کی نعتیہ شاعری کے مآخذ ہیں۔ یہ نعتیہ حصہ تقریباً ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے"۔ (۱۰)

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری نے صرف ایک فقرے میں بات کی ہے کہ "قومی اور مذہبی جذبات کے بیان میں نور جہاں بیگم نے کئی اچھی جاندار نعتیں کہی ہیں"۔ (۱۱)

ماہنامہ آستانہ ذکریا ملتان کے مارچ ۱۹۵۸ کے شمارے میں ان کی ایک نظم (بصورتِ مسدس) "شکوہ" شائع ہوئی۔ آغاز میں رسالے کے ایڈیٹر میر حسان الحیدری سہروردی نے لکھا۔ "محترمہ نورؔ بدایونی ایک کہنہ مشق شاعرہ اور دلدادۂ اسلام خاتون ہیں۔ آپ نے اپنی شاعری سے زیادہ تر اصلاحی اور مذہبی کام لیا ہے۔ نعتِ رسول (ﷺ) بہت خوب لکھتی ہیں۔ تقسیمِ ملک کے دوران آپ بھی اپنے وطن بدایوں کو خیرباد کہہ کر

پاکستان چلی آئیں۔ تحریکِ آزادی اور استحکامِ پاکستان کے سلسلے میں آپ نے اور آپ کی بڑی بہن محترمہ مخفیؔ بدایونی صاحبہ نے بہت بڑی خدمات کیں"۔ (۱۲)۔

شمس بدایونی نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے "غالباً ۱۹۸۰ میں وفات پائی" (۱۲-الف)۔ ان کی ایک نظم "قدرت کا پیغام خورشیدِ رسالت ﷺ کے نام" یوں ہے:

جب ختم نبوت کے ستاروں کا ہُوا کام
خورشیدِ رسالت کو دیا حق نے یہ پیغام
آدم کے سفینے پہ ہے ابلیس کا قبضہ
کیا دُور کہ بیڑے کو ڈبو دے یہ بد انجام
پوشیدہ تہِ کعبہ میں اب روحِ نہاں ہے
یزداں کی جگہ جلوہ کناں پیکرِ اصنام
بالکل ہی مجھے بھول گئی فطرتِ انسان
اب اور ہی کچھ ہو گئے ان کے سحر و شام
اے دوست نکل پردہ سے اور بزمِ جہاں دیکھ
خلوت کا نہیں وقت' یہ جلوت کا ہے ہنگام
تنویرِ نظر بن کے ہر اک دل میں سما جا
چمکا رہی دنیا کے سب ایوانِ در و بام
آفاق سے ظلمات کے لشکر کو بدر کر
عشاقِ جہاں کی شبِ ہجراں کو سحر کر
ہر شخص کا سر پھر رہے سجدہ کو جھکا دے
پھر خالق و مخلوق کے رشتہ کو ملا دے
دروازہ سے مندر کے برہمن کو اٹھا کر
لا کعبے میں اور زینتِ محراب بنا دے
قشقہ کی جگہ سجدۂ خالق کا نشاں ہو
پیشانیٔ آدم کو پھر اگلی سی ضیا دے

کر غرق تو سرمایہ پرستی کا سفینہ
تابندہ ہو مزدور کی قسمت کا نگینہ

انجم نے سرِ چرخ سے مژدہ یہ سنایا
خورشیدِ رسالت اُفقِ دہر پہ آیا

خالق نے اسے رفعتِ تنویر عطا کی
وہ مہر ہیں جھنجر شرف سے نکل آیا

آئینۂ ایام میں چمکا مہرِ قدرت
توحید نے رنگِ رُخِ تثلیث اڑایا

تاباں ہوا وہ نورِ الٰہی جو زمیں پر
کہنے لگی، ہے چرخ سے افضل مرا پایہ

آمد جو ہوئی موکبِ محبوبِ خدا ﷺ کی
اک دھوم مچی صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کی (۱۳)

میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے حوالے سے ان کی نعتیں، نعتیہ ادب میں خاص مقام رکھتی ہیں۔ نمونہ دیکھئے:

ستاروں سے مزیّن آج ہے افلاک کا سینہ
خدا کے نور سے روشن ہُوا ہے خاک کا سینہ
سلامی کے لئے حاضر ہوئے ہیں سب مہ و اختر
تصدّق کو کرن کے پھول لایا ہے شہِ خاور
تعالیٰ اللہ چلی بادِ بہاری آج بطحا میں
ہے پھیلی نکہتِ افضالِ باری آج بطحا میں
پیامِ زندگی بن کر مسیحا کی نوید آئی
گئی آلام کی شب، زندگی کی صبحِ عید آئی (۱۴)

پھر رویئے پہ بشر کے، عقل نے تنقید کی

بلکہ قدرت نے نظامِ زیست کی تجدید کی
شامِ غم آئی خبر لے کر صباحِ عید کی
زندگی کے شرق پر چمکی کرن امید کی

چھائی اطرافِ جہاں پر رحمتِ ربِّ ودود
دامنِ شب سے سحر پڑھتی ہوئی اُٹھی درود

آ گیا اقلیمِ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کا شہریار
صاحبِ معراج و رفرف، آستاں عالی وقار
ملّتِ اسلامیہ کا آخری وہ تاج دار
مایہ دارِ علم، میدانِ عمل کا شہسوار
چرّخ کانپے کفر کے، باطل کا دل تھرا گیا
فوجِ حق لے کر سپہ سالارِ اعظم ﷺ آ گیا (۱۵)

نہیں جس کا جہاں میں کوئی ثانی، وہ رسول ﷺ آیا
ہے جس کی دو جہاں پر حکمرانی، وہ رسول ﷺ آیا
ہے جس کا دیں حیاتِ جاودانی، وہ رسول ﷺ آیا
ہے جس پر ختم وحیِ آسمانی، وہ رسول ﷺ آیا

اسی کے ہاتھ سے بکھرے گا سفّاکی کا شیرازہ
اسی کی ذات سے پھیلے گا سچائی کا آوازہ

دکھائے گا اسی کا فقر نیچا کجکلاہی کو
نہ لائے گا کبھی خاطر میں وہ اورنگِ شاہی کو
مٹائے گا جہاں سے کفر و بدعت کی سیاہی کو
کرے گا خلق میں جاری قوانینِ الٰہی کو
دلوں کی تیرگی میں نورِ حق پیدا کر کے چھوڑے گا
غرورِ خسروی کے سر کو نیچا کر کے چھوڑے گا (۱۶)

ہو گیا نقاشِ قدرت ان پہ شیدا آپ خود
شانِ محبوبی کی جب دیکھیں عیاں رعنائیاں
قلزمِ عرفاں کا گوہر، گلشنِ قدرت کا پھول
بے کسوں کا آسرا، مجبور کی تاب و تواں
وہ محمد ﷺ جس کی ہیبت سے دلِ باطل دو نیم
وہ محمد ﷺ جس کی رحمت پردہ دارِ عاصیاں (۱۷)

مدت سے ہے دل میں مرے ارمانِ مدینہ
تقدیر بنا دے مجھے مہمانِ مدینہ
کب ہو گا مرا غنچۂ اُمید شگفتہ
کب یاد کریں گے مجھے سلطانِ مدینہ ﷺ
ہے مصر کی رونق مہِ کنعاں کی تجلی
قوسین کی زینت شہِ ذیشانِ مدینہ ﷺ
رضواں نے منادی یہ سرِ حشر کرا دی
مہماں ہوں مرے آج غلامانِ مدینہ (۱۸)

"آستانۂ زکریا" ملتان کے ایڈیٹر نے "مشہور شاعرہ اور عاشقِ رسول (ﷺ) خاتون محترمہ نور بدایونی کی ایک نعت" فروری ۱۹۵۹ کے شمارے میں شائع کی۔ چند اشعار دیکھئے:

اے شہنشاہِ رُسُل، اے خاصۂ ربِّ انام ﷺ
ہو گی کب حساں نصیبوں پہ نگاہِ لطفِ عام
کاروانِ شوق کب منزل پہ، ہو گا کام جو
کب ملے گا بارگاہِ حسن سے اذنِ سلام
قافلہ پہنچے گا کب اس چشمۂ جاں بخش پہ
جس کی موجوں میں لبِ جاں بخشِ عیسیٰ کا پیام (۱۹)

سلام اے پیکرِ انور، سلام اے عکسِ سبحانی ﷺ

سلام اے ماہِ اوجِ شرع، شمعِ بزمِ امکانی ﷺ
سلام اے توڑنے والے دلِ اصنامِ باطل کے
سلام اے لانے والے خلق میں پیغامِ ربّانی (۲۰)

رنگِ گلستانِ سخا محبوبِ حق شاہِ زمن ﷺ
نخلِ چمن زارِ عطا محبوبِ حق شاہِ زمن ﷺ
واللیل ہے زلفِ دوتا، والشمس چہرے کی ضیا
ہے والضحیٰ جلوہ ترا محبوبِ حق شاہِ زمن ﷺ
یٰسین تیری شان ہے، ایمان کی تو جان ہے
ہے جزوِ دیں تیری ولا محبوبِ حق شاہِ زمن ﷺ

سر پہ ادبار کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے
بخت ہے برسرِ پیکار، کہاں ہے آ جا!
آفتوں کی شبِ دیجور نے گھیرا ہے مجھے
زیست کی صبحِ ضیا بار، کہاں ہے آ جا!

بر آئے نذر کب، اشکِ عقیدت لے کے آؤں گی
مرا بحرِ سخا قطرے کو کب گوہر بنائے گا
مریضِ ہجر کی کب نبض ہو گی دستِ عیسیٰ میں
شفا بیمارِ غم کب دامنِ رحمت میں پائے گا (۲۱)

۱۔ شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۸ / رفیع الدین اشفاق "ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ۱۹۷۶۔ ص ۴۲
۲۔ شفیق بریلوی۔ تذکرۂ شاعراتِ پاکستان۔ ۱۹۶۱۔ ص ۲۳۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۳۸
۳۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۴۲
۴۔ الف۔ شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ ص ۱۳ [illegible]

ابوالحسن بصیر صدیقی بدایونی کے پوتے نذر الحق صدیقی کے مضمون سے پتا چلتا ہے کہ نورؔ بدایونی ابوالحسن بصیر کی سگی بھانجی تھی اور اس طرح احمد حسن علیق کی نواسی ٹھہریں۔۔۔ مجلہ بدایوں (ماہنامہ) کراچی۔ جنوری ۱۹۹۵۔ ص ۳۵'۳۶)

۴۔ جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۷۲ – ۷۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۳۸

۵۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۲

۶۔ شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۳۸

۷۔ ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ ص ۵۷۸

۷۔ الف۔ مجلہ بدایوں (ماہنامہ) کراچی۔ جنوری ۱۹۹۵۔ ص ۳۵

۷۔ ب۔ شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ' سوتھا' بدایوں۔ بار اول۔ ۱۹۸۸۔ ص ۱۱۵

۸۔ ابوسلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۰۱

۹۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۷۵ / شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۳۸'۲۳۹

۱۰۔ اردو میں نعت گوئی۔ ص ۵۷۸

۱۱۔ آزاد فتحپوری' ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت (جلد اول) ابتدا سے عہدِ محسن تک۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۶۳

۱۲۔ آستانۂ زکریا (ماہنامہ) ملتان۔ مارچ ۱۹۵۸۔ ص ۵۴

۱۲۔ الف۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ ص ۱۱۵

۱۳۔ تذکرہ شاعراتِ اردو۔ ص ۲۵ – ۲۷ / اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۳'۶۴

۱۴۔ شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۵۰ / راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور ۱۹۹۳۔ ص ۷۱

۱۵۔ راجا رشید محمود (مرتب) نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۵۹۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۵۰'۲۵۱

۱۶۔ نور جہاں بیگم۔ خونابۂ دل۔ مکتبۂ خاتونِ پاکستان' کراچی۔ ۱۹۶۳

۱۷۔ شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۴۹

۱۸۔ مجلہ "حضرت حسان نعت ایوارڈ (۱۹۸۸ – ۱۹۸۹") ص ۵۳

۱۹۔ آستانۂ زکریا (ماہنامہ) ملتان۔ فروری ۱۹۵۹۔ ص ۳

۲۰۔ شام و سحر۔ نعت نمبر۶۔ ص ۲۵۱

۲۱۔ شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ ص ۱۵'۱۶

نوریؔ' سیدہ مسرت جہاں

شفیقؔ بریلوی کی "ارمغانِ نعت" میں نوری (بیگم شفیق) کی ایک نعت شامل ہے۔ نعت کے آخر میں نعت ہی کی زمین میں یہ "شعر" بھی ہے:

نہ سخن وری کا دعویٰ' نہ عبور شاعری پہ
یہ کرم شفیقؔ کا ہے' جو چھپا "کلام ہمارا"

نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

میں کروں ثناءِ احمد ﷺ' ہوا غیب سے اشارہ
نہ قلم میں تاب و طاقت' نہ زبان کو ہے یارا

وہ نبی ﷺ تمام رحمت جو ہے غم گسارِ امت
کئے ہم پہ اتنے احساں' نہ اٹھے گا سر ہمارا

نہیں کوئی اس جہاں میں جو شریکِ رنج و غم ہو
ہے خدا کے بعد اے دل! اسی ذات کا سہارا

ہو قبول نعت میری' مجھے اذنِ حاضری ہو
درِ قدس کے ہوں جلوے' یہ نظر ہو اور نظارہ

کروں جان و دل نچھاور جو نصیب ہو حضوری
کرے روح وجد میری' جو طلب کا ہو اشارہ

ہے دعا کہ روزِ محشر کہیں مجھ سے میرے آقا ﷺ
یہ ہراس کیوں ہے نوریؔ' تو نہیں ہے بے سہارا

شفیقؔ بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ پہلی اشاعت مارچ ۱۹۷۵۔ ص ۳۱۵ (تیسری اشاعت میں یہ نعت صفحہ ۳۳۲ پر ہے) / فضل فتحپوری' سید افضال حسین نقوی۔ اردو نعت: تاریخ و ارتقا۔ مطبوعہ کراچی۔ اپریل ۱۹۸۹۔ ص ۱۹۹'۲۰۰ / شام و سحر۔ نعت نمبر۶ میں "مسرت نوری" کے نام سے اس نعت کے دو اشعار نقل کئے گئے ہیں (ص ۲۵۴)

نوشابہ خاتون

ان کے والد مولوی عبدالحق حیدر آبادی نائب ناظم اضلاع کے عہدے پر فائز تھے۔ امروہہ میں پیدا ہوئیں لیکن بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ حیدر آباد دکن میں سکونت اختیار کی (۱)۔ قریشی نسبتِ خاندانی کی وجہ سے مشہور ہیں (۲) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق اور ان سے استفادے کی صورت میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے ان کا سن ولادت ۱۳۲۰ھ لکھا ہے لیکن خالد علیم نے (ماخذ بتائے بغیر) ۱۹۰۰ء تحریر کیا ہے (۳) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے سنِ ولادت ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۲ء لکھا ہے (۴) جو درست ہے کیونکہ ۱۳۲۰ھ پر زیادہ تر تذکرہ نگار متفق ہیں اور یہ اپریل ۱۹۰۲ میں شروع ہوا (۵)۔

نوشابہ خاتون نے ابتدائی تعلیم خانگی طور پر حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا اور جامعہ عثمانیہ سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ (۶) نصیر الدین ہاشمی لکھتے ہیں: "آپ نہ صرف ایک اچھی شاعرہ ہیں بلکہ خانگی موانعات اور تعلیمی دشواریوں کے باوجود کلیۂ اناث کے قائم ہونے سے پہلے، جامعہ عثمانیہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور آپ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے اس جامعہ سے ڈگری حاصل کی۔ (۷)

نوشابہ کا ذکر نصیر الدین ہاشمی کی خیابانِ نسواں، خواتینِ دکن کی اُردو خدمات، اور دکن میں اردو، محمد جمیل احمد بریلوی کے تذکرۂ شاعراتِ اردو، سلیمان ادیب کی حیدر آباد کے شاعر جلد دوم اور ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کی اردو میں نعتیہ شاعری میں تحریر ہے (۸)

محمد جمیل احمد بریلوی لکھتے ہیں۔ "آپ کو دس سال کی عمر سے شاعری کا شوق تھا۔ ہر صنفِ سخن پر آپ نے طبع آزمائی کی ہے۔ کلام میں صفائی و بلندی موجود ہے۔ طرزِ ادا کی ندرت اور خیالات کی بلند پروازی قابلِ داد ہے۔ کلام میں سوز و درد بھی ہے۔ آپ اقبالؒ کے رنگ سے بھی متاثر ہوئی ہیں"۔ (۹) خلافت کی تحریک کے زمانے میں ان کی نظمیں نہایت مقبول ہوئیں۔ (۱۰) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری لکھتے ہیں کہ انھوں نے نسواں کالج میں ایک مدت تک عربی لیکچرار کے فرائض انجام دیے۔ (۱۱)

مجموعۂ کلام "موجِ تخیل" ۱۹۳۸ء (۱۲) میں حیدر آباد سے شائع ہوا۔ کتاب "حیدر آباد کے شاعر" جلد دوم ۱۹۶۲ میں چھپی، اس میں اس کتاب کے مؤلف لکھتے ہیں کہ جس دن "موجِ تخیل" شائع ہوا، اسی دن ان کا ذہنی توازن بگڑ گیا اور آج بھی جبکہ وہ بقیدِ حیات اور کافی بوڑھی ہو چکی ہیں، فاترالعقل ہی ہیں"۔ (۱۳)

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے "موجِ تخیل" کے شروع میں گزارش کے طور پر شاعرہ کی اپنی تحریر کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے "اپنی زندگی کی پریشانیوں کا ذکر بھی کیا ہے، صحت کی خرابی کی بھی شکایت ہے کہ ایک عرصے تک بستر پر کروٹ بدلنے کی بھی سکت نہ رہی۔ آخر اس پریشانی سے خداوندِ تعالیٰ نے نجات دلائی"۔ (۱۴)

"موجِ تخیل" ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں چار حمدیں ہیں۔ ان میں بھی کچھ نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ مثلاً

پوری ہوئی عیسیٰ کی بشارت، زہے قسمت
احمد ﷺ سا نبی اس جگہ پیدا جو ہوا ہے

ایک نظم "چند آرزوئیں" کے چند اشعار دیکھیے:

روضۂ پاک میں حسرت رہی، مدفن ہوتا
گر مدینہ نہ تھا قسمت میں کہ مسکن ہوتا
ہوتی جاروب کشی مرقدِ انور کی نصیب
کاش ظلمت کدۂ ہند نہ قدغن ہوتا
حُبِّ نبوی ﷺ جو رگ و پے میں سرایت کرتی
جسم خاکی مرا انوار کا معدن ہوتا
سایۂ گنبدِ خضرا جو مجھے مل جاتا
طائرِ روح کا طیبہ میں نشیمن ہوتا
پیروی سنتِ نبوی ﷺ کی میسر ہوتی
داغِ دل پھر تو مرا لالۂ گلشن ہوتا (۱۵)

انھوں نے ۲۱ بند کا مسدس "ہدیۂ عقیدت بہ حضورِ حبیبِ خالقِ اکبر (ﷺ)" کے

عنوان سے لکھا ہے۔ نوشابہ کا یہ مسدّس ترجیع بند ہے۔ انھوں نے پہلا بند مکمل طور پر حضور ﷺ کی خدمت میں درود و سلام کے لئے وقف کر دیا ہے۔ باقی ہر بند کے چار مصرعوں میں مضامینِ نعت نظم کیے گئے ہیں اور ترجیع کا شعر درود و سلام کے لئے وقف ہے۔ چند بند ملاحظہ ہوں:

غلام و بندہ برابر ہیں، جس کی ہے تعلیم
نہیں ہے رومی و تازی میں رنگ کی تقسیم
خدا کی ذات ہے بس ایک واجبُ التعظیم
جھکے نہ خلق کے آگے کبھی سرِ تکریم
حبیبِ خالقِ اکبر ﷺ پہ ہو درود و سلام
ہزار بار پیمبر ﷺ پہ ہو درود و سلام

شہِ حجاز و عرب، جس کا ٹاٹ بستر تھا
بایں ہمہ جسے ہر گنج شئی میسر تھا
ردائے کہنہ میں ملفوف جسمِ اطہر تھا
عبائے شاہی تھی تن پر، نہ تاج و افسر تھا
حبیبِ خالقِ اکبر ﷺ پہ ہو درود و سلام
ہزار بار پیمبر ﷺ پہ ہو درود و سلام
(۱۶)

۱- شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۱
۲- جمیل احمد بریلوی، محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۳۴۷
۳- رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۳ / ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۰۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۱ (خالد علیم کا مضمون "اردو شاعرات کی نعت گوئی")
۴- آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (ابتدا سے عہدِ محسنؔ تک)

مطبوعہ لکھنؤ۔ ۱۹۹۲۔ ص ۲۲۶
۵- ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور۔ طبع اول۔ ۱۹۹۳۔ ص ۲۱۲، ۲۱۳
۶- تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۳۴۷ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۲۲۶ / تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۰۳
۷- نصیر الدین ہاشمی۔ خواتینِ عہدِ عثمانی۔ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ ص ۹۲
۸- شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۲
۹- تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۳۴۷
۱۰- اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۳
۱۱- اردو شاعری میں نعت۔ حصہ اول (ابتدا سے عہدِ محسنؔ تک) ص ۲۲۶
۱۲- خالد علیم نے "موجِ تخیل" کا سنِ اشاعت ۱۹۳۷ء نقل کیا ہے جبکہ کتاب پر ۱۳۵۷ھ درج ہے اور وہ ۱۹۳۸ء کے مطابق ہے (ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ص ۲۱۸، ۲۱۹)
۱۳- شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۲
۱۴- اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۳
۱۵- نوشابہ خاتون۔ موجِ تخیل۔ اعظم اسٹیم پریس، حیدر آباد دکن۔ ۱۳۵۷ھ۔ ص ۱۶، ۱۷
۱۶- ایضاً۔ ص ۲۲ / اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۶ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۲۲۸ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۵۳

نوشین، خالدہ

رہائش لاہور میں موڑ سمن آباد، ملتان روڈ پر ہے۔

سایہ ہے مرے سر پہ رسولِ عربی ﷺ کا
دل میں ہے بھروسا تو بھروسا ہے اسی کا

دیکھو یہ معطر سی فضائیں، یہ ہوائیں
ہر سمت جو بکھرا ہے، وہ جلوہ ہے اسی کا

یہ فیض اسی کا ہے کہ روشن ہیں زمانے
ہر ذرہ ہے خورشید صفت اس کی گلی کی

مکے کے لئے اور مدینے کے لئے ہے
رستہ یہی رستہ ہے مری راہروی کا

سر تا بہ قدم نورِ مجسم قمر رعنا
ہر شخص ہے دیوانہ اسی سروِ سہی کا

سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کبھی ہو جائے
نوشین یہی نالہ ہے مرا نیم شبی کا

گل بخشالوی، حاجی۔ بزمِ رسالت۔ مطبوعہ کھاریاں ضلع گجرات۔ ستمبر ۱۹۸۵۔ ص ۸۳ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۴۔ جنوری فروری ۱۹۸۵۔ ص ۱۴۹

نوید، رخشندہ

ایم اے صحافت۔ معلمہ ہیں۔ سمن آباد، لاہور میں رہتی ہیں۔ شعری مجموعہ "وصال کیسے" چھپ چکا ہے۔

زمانہ حاضر و موجود پہ ایمان لاتا ہے
مگر اک نور چودہ سو برس سے جھلملاتا ہے

جسارت ہے جمالِ سیدِ عالم ﷺ پہ کچھ کہنا
قلم کو یہ مناسب ہے کہ وہ سر کو جھکاتا ہے

دعا میں جھوٹ کیا بولوں کہ دنیا مانگتی ہوں میں
مگر میری ہتھیلی پہ ہرا گنبد بھی آتا ہے

گرفتِ نورِ حق میں دانۂ تسبیح رقصاں ہے
درود انگلی کی پوروں پہ پڑھوں تو وجد آتا ہے

سفیرِ شوق کا قرعہ نہ جانے کس برس نکلے
وگرنہ محملِ طیبہ تو ہر لمحہ بلاتا ہے

قائم نقوی مدیر "ماہِ نو" نے ان کے بارے میں معلومات اور کلام فراہم کیا۔

نہاںؔ، سیدہ رابعہ

رابعہ خاتون نام، نہاں تخلص۔ آبائی وطن میرٹھ ہے۔ ۱۹۱۸ میں آگرہ میں پیدا ہوئیں (۱) جو ان کی ننھیال ہے۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ والد کا نام محمد صفی تھا۔ (۲) بیانؔ و یزدانی میرٹھی ان کے تایا تھے اور ضیاء الاسلام عیاںؔ میرٹھی چچا زاد بھائی۔ یہ نو بہن بھائی تھے۔ دو بہنوں اور ایک بھائی کا انتقال ان کی کم عمری ہی میں ہو گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ میں یہ خاندان راولپنڈی آ گیا۔ یہاں ان کے چھوٹے بھائی پروفیسر فخر الاسلام (گارڈن کالج، راولپنڈی) اچانک ۲۰ جنوری ۱۹۵۰ کو فوت ہو گئے تو نہاںؔ کی شاعری نوحۂ غم میں تبدیل ہو گئی (۳) نہاں آج تک راولپنڈی ہی میں مقیم ہیں (۴)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے سلطانہ مہر کے مضمون کے حوالے سے لکھا ہے کہ نہاںؔ کو نعت اور سلام سے ابتدائے شعر گوئی سے دلچسپی ہے۔ (۵)

ان کے مجموعۂ کلام "برگِ سخن" اور مجموعۂ نعت و منقبت "نور جھروکے" کے علاوہ نعتیہ مجموعہ "صبحِ تجلّی" بھی چھپ چکا ہے۔ "نور جھروکے" ۱۹۸۲ میں لاہور سے چھپا، اس میں ۲ حمدیں، ۲۲ نعتیں اور ۳۲ مناقبِ اہلِ بیت شامل ہیں (۶)۔ "صبحِ تجلّی" میں ۲ حمدیں اور ۴۹ نعتیں ہیں (جن میں پندرہ نعتیں "نور جھروکے" میں سے لی گئی ہیں۔ اس طرح "نور جھروکے" کی جو چھ نعتیں دوسرے مجموعۂ نعت میں شامل نہیں، ان کے مطلعے درج ذیل ہیں:

ظلمت کدۂ دہر میں جب آئے محمد ﷺ
سامانِ ضیا اس کے لئے لائے محمد ﷺ (۷)

کیا ہو گی بھلا مجھ سے بیاں شانِ محمد ﷺ
ہوں جبکہ ملائک بھی ثنا خوانِ محمد ﷺ

یا رسولُ اللہ ﷺ حق کا جلوۂ زیبا ہیں آپ
رخِ خلقتِ کون و مکاں کے مقصدِ اولیٰ ہیں آپ ﷺ

حق کا پیغام سنانے کے لئے آئے ہیں
اس نے بھیجا تو زمانے کے لئے آئے ہیں (۷ الف)

کب روئے مصطفیٰ ﷺ پہ ٹھہرتی نگاہ ہے
ان کے جمالِ رُخ سے تو تابندہ ماہ ہے

اے خوشا بخت کہ سرکارِ دو عالم ﷺ آئے
افضلِ نوعِ بشر، زینتِ آدم ﷺ آئے
رحمتِ کون و مکاں، خلقِ مجسّم ﷺ آئے
اپنے کاندھوں پہ لیے دین کا پرچم آئے
حکمرانی کے لئے فاتحِ اعظم ﷺ آئے (۸)

"صبحِ تجلّی" کے صفحات ۹، ۳۱، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۲ پر جو نعتیں ہیں وہ "نور جھروکے" کے صفحات ۱۱، ۱۵، ۱۷، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۹، ۴۱، ۴۳، ۴۷، ۴۹ پر بھی موجود ہیں۔

"صبحِ تجلّی" کی چند نعتوں کے اشعار بطورِ نمونہ درج کیے جاتے ہیں:

کم نصیبی ہے، اگر دولتِ دنیا مانگوں
بخت چمکے جو تجھے شاہِ مدینہ ﷺ مانگوں (۹)

آئے دنیا میں محمد ﷺ نور کے پیکر کے ساتھ
سج گیا عالم عطائے بخششِ داور کے ساتھ

ظلمت کدہ تھا سارا جہاں آپ ﷺ کے بغیر
پایا نہ روشنی کا نشاں آپ ﷺ کے بغیر

آیا جو تصوّر میں محمد ﷺ کا سراپا
نظروں نے کہا، نور ہے یہ نورِ ازل کا

دکھائیں جلوہ رُخِ ماہتاب دیکھوں میں
خدا کرے کہ وہ عالی جناب دیکھوں میں (۱۰)

اے خوشا تذکرۂ عظمتِ کردارِ رسول ﷺ
منزلِ عرشِ بریں رفعتِ اذکارِ رسول ﷺ

چُھپا خدا نے بشر کو پیمبری کے لئے
نہ مصطفیٰ ﷺ سا ملا کوئی ہمسری کے لئے (۱۱)

تمہی ہو حق کے صحیفے کا باب، جانتے ہیں
تمہی نبی ہو، تمہی ہو کتاب، جانتے ہیں

بیداریٔ شعورِ بشر ہے نبی ﷺ کا نام
تاریکیوں میں نورِ سحر ہے نبی ﷺ کا نام

شوکت و عظمتِ انسان کا مظہر ہیں حضور ﷺ
خُلق کا، حلم کا اور علم کا پیکر ہیں حضور ﷺ

زمانے میں اک نور پھیلا ہوا ہے
حبیبِ خدا ﷺ آج جلوہ نما ہے (۱۲)

۱- ابو سلمان شاہجہانپوری، ڈاکٹر- تذکرۂ نعت گو شاعرات- ص ۱۰۵
۲- شفیق بریلوی- تذکرۂ شاعراتِ پاکستان- ص ۲۳۷
۳- ایضاً- ص ۲۳۸
۴- نساں، سیدہ رابعہ- صبحِ تجلّی- نیشنل بک فاؤنڈیشن- طبع اول- ۱۹۹۱- ص ۶۳ (ماہنامہ "نعت" کے حوالے سے، راقم الحروف کی ان سے خط کتابت بھی رہی ہے)
۵- تذکرۂ نعت گو شاعرات- ص ۱۰۵
۶- نساں، سیدہ رابعہ- نور جھروکے- سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور- طبع اول مئی ۱۹۸۲ (صفحات ۱۲۰)

۷- یہ نعت "نور جھروکے" میں دو جگہ چھپی ہے (ص ۱۹، ۵۳ پر)
۷ الف- نعت (ماہنامہ) لاہور- ستمبر ۱۹۹۳- رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (حصۂ چہارم) ص ۸۳
۸- صبحِ تجلّی- ص ۱۹، ۲۱، ۳۷، ۴۵، ۵۱، ۵۳، ۱۳
۹- یہ نعت مجلّہ "حضرت حسّان نعت ایوارڈ (۱۹۹۰-۱۹۹۱)" میں بھی چھپی (ص ۲۶)
۱۰- یہ نعت ہفت روزہ "پاک جمہوریت" لاہور کی اشاعت ۷ تا ۱۳ جنوری ۱۹۸۷ میں شائع ہوئی (ص ۲)
۱۱- یہ نعت حاجی گُل بخشالوی کے انتخاب "بزمِ رسالت" مطبوعہ کھاریاں ستمبر ۱۹۸۵ میں بھی چھپی (ص ۱۱۳)
۱۲- صبحِ تجلّی- ص ۱۲، ۱۷، ۱۸، ۲۳، ۲۲، ۳۲، ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۳، ۵۴

وجیہہ نیاز صمدانی

آ پڑی ہے سخت مشکل یا رسول ﷺ
سنئے رُودادِ غمِ دل یا رسول ﷺ

گردشِ دوراں مسلماں کُش ہوئی
ہر ادا اس کی ہے قاتل یا رسول ﷺ

از سرِ نو اُمّتِ مرحوم کو
کیجئے جینے کے قابل یا رسول ﷺ

رہبری سے آپ ﷺ کی طے پائیں گے
زندگانی کے مراحل یا رسول ﷺ

آرزو ہے، دلِ وجیہہ کا رہے
آپ کی الفت کا حامل یا رسول ﷺ

آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ اگست ۱۹۴۸ء۔ ص ۱۴

وحیدہ جمال

ہفت روزہ "ہلال" میں ان کی ایک نعت ملی ہے جو مستزاد کی ہیئت میں ہے۔ نام وحیدہ جمال لکھا ہے، تخلص خیالؔ استعمال ہوا ہے۔ خدانخواستہ کہیں وحیدؔ خیال کو وحیدہ جمال نہ بنا دیا گیا ہو۔

کونین نے تسلیم کیا آپ کو سرتاج — اے آیۂ رحمت
حُور و ملک و جنّ و بشر آپ کے محتاج — اللہ ری رفعت
امت کے لئے لائقِ تقلید ہے گفتار — رعنائیِ کردار
کرتے رہے وہ دین کی، کوچہ ہو کہ بازار — تبلیغ و اشاعت
اللہ نے آقا ﷺ کو کیا مرجعِ عالم — اسرار کا محرم
اَخلاق و مروّت سے لُٹاتے رہے پیہم — توحید کی دولت
پیاسوں کے لئے لطف کا دریا ہیں سراسر — وہ ساقیِ کوثر
بھوکوں کے لئے آپ ہیں ایثار کا پیکر — معیارِ سخاوت
ہر چند کہ گٹھڑی بھی گناہوں کی ہے سر پر — پھر بھی نہیں مضطر
رکھتے ہیں فقط آپ سے اے شافعِ محشر — اُمیدِ شفاعت
کب تک رہے جینے میں تمنائے حضوری — اے پیکرِ نوری
کھلتی ہے بہت مجھ کو خیالؔ آپ سے دوری — مقصود ہے قربت

ہلال (ہفت روزہ) راولپنڈی۔ اشاعتِ خصوصی عید میلاد النبی الاکرم ﷺ۔ گیارہ نومبر تا یکم دسمبر ۱۹۸۷ء۔ ص ۴۳

*

ولیہؔ بی بی

ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ نے اپنی کتاب میں صوبۂ بہار کے اکثر محترم خانوادوں کی خواتین کا ذکر کیا ہے جن کی شاعری بیشتر حمد و نعت، منقبت و مناجات پر ہی مبنی رہی۔ پھلواری شریف کے خاندانِ مجیبی کی شاعرہ حضرت بی بی ولیہؔ، شاہ آیت اللہ جوہری کی والدہ اور شاہ عزیز الدین ابجری کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۳۱۹ھ میں فوت ہوئیں۔ اردو میں دوہوں کے وزن پر ان کے نعتیہ اشعار کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر برقؔ نے درج ذیل نمونۂ کلام دیا ہے۔

کون سنی تدبیر بناویں
اون اپنے کن ہم کو بلاویں
حضرت ﷺ کی ڈیوڑھی جو پاویں
سر جھکا کے آنکھ لگاویں

طلحہ رضوی برقؔ، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی، آرہ (بہار)۔ بار اول جنوری ۱۹۷۳۔ ص ۹۰ / شام و سحر۔ نعت نمبر ۶۔ ص ۲۰۰ (یہاں شعر نقل کرتے ہوئے خالد علیم نے پہلے شعر کے دوسرے مصرعے میں "اپنے کن" کو "اپنے کون" کر دیا ہے جو درست نہیں)

ہُماؔ نور شاہین

نورِ زمیں ہے عرش کا تارا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
نام محمد احمد پیارا صلی اللہ علیہ وسلم

اس کا کلام اللہ کی بولی، بات ہے اس کی نور میں تولی
جیسی باتیں، ویسے معنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں جگ میں اس سے اجالا، اس سے خوش اللہ تعالیٰ
دنیا عقبیٰ کا وہ سہارا صلی اللہ علیہ وسلم

زخم بھی کھا کر دے وہ دعائیں، دشمن کو بخشے وہ قبائیں
رحمت سے دے ظلم کا بدلہ صلی اللہ علیہ وسلم

نیک بھی اس کے، بد بھی اس کے، منکر مسلم خوش سب اس سے
سب ہیں اس کے، وہ ہے سب کا، صلی اللہ علیہ وسلم

ذات اس کی ایمانِ ہُماؔ ہے، اس کی محبت جانِ ہُماؔ ہے
قلبِ ہُماؔ ہے اس کا شیدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

۱۔ عزیز صابری، جواب عزیز احسن ہیں (مرتب) جواہر النعت۔ بزم یوسفی، کراچی۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۳۸

یاسؔ فیض آبادی

آفتاب بیگم نام' یاسؔ تخلص۔ فیض آباد (یو پی) کی رہنے والی تھیں۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ اس سے زیادہ ان کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ انھوں نے مزید لکھا ہے کہ "تذکرۂ بہارستانِ ناز" کے مصنف (حکیم فصیح الدین رنجؔ) نے ان کا ترجمہ لکھا ہے (شاید ڈاکٹر ابو سلمان کی مراد اس سے یہ ہے کہ انھوں نے ان کا ذکر کیا ہے) اور بہارستانِ ناز کا پہلا ایڈیشن ۱۸۶۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اس سے یاسؔ کے عہد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس سے پہلے کی شاعرہ تھیں۔ (۱)

محمد جمیل احمد بریلوی نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ اپنے وقت کی اچھی شاعرہ تھیں۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

نہ جلوہ بخش تیرا نُور گر اے مصطفیٰ ﷺ ہوتا
تو دنیا میں نہ کوئی واقفِ نامِ خدا ہوتا
تصدّق جاؤں میں اپنے رسولِ پاک ﷺ کے ہر دم
مری مشکل میں بھی اے یاسؔ وہ مشکل کُشا ہوتا (۲)

۱۔ ابو سلمان شاہجہانپوری' ڈاکٹر۔ تذکرۂ نعت گو شاعرات۔ ص ۱۰۷
۲۔ جمیل احمد بریلوی' محمد۔ تذکرۂ شاعراتِ اردو۔ ص ۱۲۹

یاسمینؔ حمید

پہلا مجموعہ "پس آئینہ" دوسرا "حصارِ بے در و دیوار" چھپا۔ منیر نیازی کہتے ہیں: "اس کی سوچ پر پختگی کا سایہ ہے"۔ احمد ندیم قاسمی کا کہنا ہے کہ "یاسمین کے ہاں جذبہ و فکر کا وفور ہے"۔

خود یاسمین کا کہنا ہے کہ اس کی شاعری سچائی اور خلوص کا نچوڑ ہے۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

رسائی کا قرینہ آنکھ میں ہے
زہے قسمت مدینہ آنکھ میں ہے
میں تیرے شہر کی جانب رواں ہوں
سرِ دریا سفینہ آنکھ میں ہے
ترے دستِ رسا میں بابِ رحمت
شفاعت کا خزینہ آنکھ میں ہے
نہ چھلکے دیکھنا یہ تشنگی ہے
طلب کا آبگینہ آنکھ میں ہے
جلا دے اس کو اپنی روشنی سے
دعاؤں کا نگینہ آنکھ میں ہے

یاسمین حمید۔ حصارِ بے در و دیوار۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ اشاعتِ اول۔ جنوری ۱۹۹۰ء۔ ص ۱۲ / الرشید۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۳۲۹

راجا رشید محمود کا نعت کے موضوع پر تحقیقی کام

پاکستان میں نعت

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لئے ۸۳۸ کتابوں، اور رسائل و جرائد کے ۲۲۱ خاص نمبروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

صفحات ۲۲۴۔ قیمت ۱۲۰

نعت سے متعلق مزید تحقیقی کتب

☆ ۱۔ نعت کیا ہے (۱۲ صفحات) ۱۹۹۵

☆ ۲۔ خواتین کی نعت گوئی (۳۶۱ + ۴ صفحات) ۱۹۹۵

راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور کے

مجموعہ ہائے نعت

☆ **وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔** ۱۹۷۷، ۱۹۸۱، ۱۹۹۳ (تین ایڈیشن)
دو حمدیں، ۳۷ نعتیں اور ۱۲ مناقب۔ ۱۳۶ صفحات

☆ **حدیثِ شوق۔** دوسرا اردو مجموعہ نعت۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۹ (تین ایڈیشن)
۷۸ نعتیں، جن میں حضور ﷺ کے لیے تُو یا تُم کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا۔ ۱۷۶ صفحات۔
اربابِ علم و تحقیق کی آرا

☆ **منشورِ نعت۔** نعت کی دنیا میں فردیات کا پہلا مجموعہ۔ ۱۹۸۸
اردو اور پنجابی فردیاتِ نعت۔ ۱۷۶ صفحات

☆ **سیرتِ منظوم۔** قطعات کی صورت میں پہلی منظوم سیرت النبی ﷺ ۱۹۹۲۔ شروع میں "اردو میں منظوم سیرت کی تاریخ" کے موضوع پر تحقیقی مقدمہ۔ ۱۲۸ صفحات۔ ناشر اختر کتاب گھر، لاہور۔ پوری سیرتِ منظوم میں حضور ﷺ کے لیے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے

☆ **۹۲۔ نعتیہ قطعات۔** مرتبین شہناز کوثر و اظہر محمود۔ حضور ﷺ کے اسم گرامی کے اعداد کی رعایت سے ۹۲ قطعات کا مجموعہ۔ شروع میں "عناصر کی تعداد" کے عنوان سے مقدمہ۔ صفحات ۱۱۲۔ ۱۹۹۳

☆ **نعتاں دی ڈالی۔** پنجابی کا پہلا نعتیہ دیوان جسے ۱۹۸۸ میں صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ پنجابی کے کسی نعتیہ مجموعے پر یہ پہلا ایوارڈ تھا۔ ۹۳ نعتیں۔ پنجابی کا واحد مجموعہ نعت جس میں حضور ﷺ کے لیے واحد کے بجائے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۵، ۱۹۸۷

☆ **حق دی تائید۔** شاعری کی پہلی پنجابی اردو کاوش جو ۱۹۵۶ میں شائع ہوئی۔

☆ **منظومات۔** اس میں ۱۱ نعتیں بھی ہیں۔ ۱۹۹۵

راجا رشید محمود کے مرتبہ

انتخابِ نعت

مدحِ رسول ﷺ۔ انتخابِ نعت جس میں شامل نعتیں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کو پیشِ نظر رکھ کر منتخب کی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں ۷۱، دوسرے میں ۸۲ نعتیں ہیں۔ صفحات ۱۹۸۔ ناشر: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور۔ ۱۹۷۳

نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔ حرفِ تہجی کی ترتیب سے شعرا کی نعتیں شاملِ انتخاب ہیں۔ پہلے ۲۰x۳۰ / ۱۶ سائز پر چھپا۔ اب ۲۳x۳۶ / ۱۶ سائز پر چھپتا ہے۔ مطبوعہ لاہور۔ صفحات ۱۸۴۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳

نعتِ کائنات۔ اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم نعتیہ انتخاب۔ مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ۔ ۱۰۴۷ نعتیہ منظومات۔ ۸۱۶ صفحات۔ بڑا سائز۔ چار رنگی طباعت۔ ناشر: جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳

نعتِ حافظ۔ حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب۔ شروع میں کئی صفحات پر مشتمل مقدمہ۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۸

قلزمِ رحمت۔ امیر مینائی لکھنوی کی نعتوں کا انتخاب۔ ۸۰ نعتیں۔ امیر مینائی کے فنِ نعت گوئی پر تحقیقی مقدمہ۔ صفحات ۹۶۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۷

ماہنامہ "نعت" میں شامل انتخاب۔ نعت کیا ہے، مدینۃ الرسول ﷺ، نعتِ قدسی، میلاد النبی ﷺ، لاکھوں سلام، معراج النبی ﷺ، درود و سلام، ضیاء القادری، حسن رضا بریلوی، آزاد بیکانیری، غریب سہارنپوری، ستار وارثی، بہزاد لکھنوی، محمد حسین فقیر، اختر الحامدی، شیوا بریلوی، جمیل نظر، بے چین رجپوری، نعتیہ مسدس، نعتیہ رباعیات، آزاد نعتیہ نظم، تضمینیں، سراپائے سرکار ﷺ، نعت ہی نعت، نور علیٰ نور، استغاثے اور نعت کیا ہے کے موضوعات پر انتخابِ نعت ماہنامہ "نعت" کے اب تک کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔

راجا رشید محمود کی ایک نیاز مندانہ تالیف

درود و سلام

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

صفحات: ۱۲۸ پانچواں ایڈیشن

ہدیہ: دعائے خیر

چھ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

ناشر

ایوانِ درود و سلام

اظہر منزل۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور (کوڈ ۵۴۵۰۰)

راجا رشید محمود کی دیگر مطبوعات

☆ دیگر مجموعہ ہائے کلام

○ ۱- راج دلارے (بچوں کے لئے نظمیں) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷، ۱۹۹۱

○ ۲- منظومات۔ ۱۹۹۵

☆ اسلامی موضوعات پر کتابیں

○ ۱- احادیث اور معاشرہ (۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸) ۱۹۸۸ (بھارت میں بھی چھپی)

○ ۲- ماں باپ کے حقوق۔ ۱۹۸۵، ۱۹۹۳

○ ۳- حمد و نعت (تدوین) ۲۱ مضامین، ۴۹ منظومات۔ ۱۹۸۸

○ ۴- میلاد النبی ﷺ۔ ۱۸ مضامین، ۸۰ میلادیہ نعتیں۔ ۱۹۸۸

○ ۵- مدینۃ النبی ﷺ (تدوین) ۱۸ مضامین، ۵۷ منظومات۔ ۱۹۸۸

○ ۶- میرے سرکار ﷺ۔ ۱۹۸۷

○ ۷- حضور ﷺ اور بچے۔ ۱۹۹۳

○ ۸- تسخیر عالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ۔ ۱۹۹۳

○ ۹- قرطاسِ محبت (حُبِ رسول ﷺ کے مظاہر) ۱۹۹۲

○ ۱۰- سفرِ سعادت، منزلِ محبت (سفرنامہ حجاز) ۱۹۹۲

○ ۱۱- میلادِ مصطفیٰ ﷺ۔ ۱۹۹۱

○ ۱۲- عظمتِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ۔ ۱۹۸۷، ۱۹۸۸

○ ۱۳- دیارِ نور۔ ۱۹۹۵

○ ۱۴- حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ ۱۹۹۵

☆ تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

○ ۱- اقبال و احمد رضا۔ مدحت گرانِ پیغمبر ﷺ۔ ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۲ (کلکتہ) ۱۹۸۷

○ ۲- اقبالؒ، قائدِ اعظمؒ اور پاکستان۔ ۱۹۸۳، ۱۹۸۷

○ ۳- قائدِ اعظمؒ ------ افکار و کردار۔ ۱۹۸۵

○ ۴- تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ (تاریخی و تحقیقی تجزیہ۔ ۳۴۳ صفحات) ۱۹۸۲، ۱۹۸۶، ۱۹۹۲

☆ تراجم

○ ۱- الخصائص الکبریٰ۔ جلد اول و دوم (از علامہ سیوطیؒ) ۱۹۸۲

○ ۲- فتوح الغیب (از حضرت غوث الاعظمؒ) ۱۹۸۳

○ ۳- تعبیر الرؤیا (منسوب بہ امام سیرینؒ) ۱۹۸۲

○ ۴- نظریۂ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) ۱۹۷۱

ماہنامہ "نعت" لاہور

جنوری ۱۹۸۸ سے باقاعدہ اشاعت

ہر شمارہ ۱۱۲ صفحات

ہر ماہ چار رنگا خوبصورت سرورق

دیدہ زیب کتابت اور کمپوزنگ

معیاری طباعت

نامور ادیب، معروف نعت گو شاعر اور ممتاز محقق راجا رشید محمود کی ادارت

ہر شمارہ نعت یا سیرت کے موضوع پر گرانقدر تالیف

آیندہ کے لیے

سال میں تین خصوصی اشاعتیں (چار چار سو صفحات سے زاید)

قیمت فی شمارہ پندرہ روپے ۔ زرِ سالانہ دو سو روپے

قیمت اشاعتِ خصوصی: ۶۰ روپے

راجا اختر محمود

اطہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور۔ کوڈ ۵۴۵۰۰

فون: ۷۴۳۶۸۲